idara
مرنے کے بعد کیا ہوگا؟
نو ترمیم اور اضافہ شدہ جدید ایڈیشن
مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری
Maktaba_e_Ashraf

مولانا محمد عاشق الٰہی بلندشہریؒ

www.idaraimpex.com

Published by Mohammad Yunus for

IDARA IMPEX

D-80, Abul Fazal Enclave-I, Jamia Nagar, New Delhi-110 025 (India)

Tel.: 2695 6832 Fax: +91-11-6617 3545 Email: sales@idaraimpex.com

فہرست مضامین

مرنے کے بعد کیا ہوگا؟

مولانا محمد عاشق الٰہی بلندشہریؒ

www.idaraimpex.com

Published by Mohammad Yunus for

IDARA IMPEX

D-80, Abul Fazal Enclave-I, Jamia Nagar, New Delhi-110 025 (India)
Tel.: 2695 6832 Fax: +91-11-6617 3545 Email: sales@idaraimpex.com

نام کتاب: احوال برزخ

Ahwale Barzakh

مولانا محمد عاشق الٰہی بلندشہریؒ

باہتمام: محمد یونس

اشاعت: ۲۰۱۳ء

ISBN: 81-7101-048-2

TP-201-13

Published by Mohammad Yunus for

IDARA IMPEX

D-80, Abul Fazal Enclave-1, Jamia Nagar
New Delhi-110 025 (India)
Tel.: 2695 6832 Fax: +91-11-6617 3545
Email: sales@idaraimpex.com
Visit us at: www.idarastore.com

Typesetted at: DTP Division
IDARA ISHA'AT-E-DINIYAT
P.O. Box 9795, Jamia Nagar, New Delhi-110025 (India)

تمہید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد سید المرسلین وعلیٰ اٰلہ وصحبہ ھداۃ الدین المتین ومن تبعھم باحسان الیٰ یوم الدین۔

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ مرنے والے کو گو ہم بظاہر مُردہ سمجھتے ہیں لیکن حقیقت میں وہ زندہ ہوتا ہے۔ گو اس کی زندگی ہماری اس زندگی سے مختلف ہوتی ہے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مُردہ کی ہڈی توڑنا ایسا ہی ہے جیسے زندگی میں اس کی ہڈی توڑی جائے۔ ایک مرتبہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو ایک قبر سے تکیہ لگائے ہوئے بیٹھا دیکھ کر فرمایا کہ اس قبر والے کو تکلیف نہ دے[1]

جب انسان مرجاتا ہے تو اس عالم سے منتقل ہو کر عالمِ برزخ میں

---

[1] مشکوٰۃ

پہنچ جاتا ہے خواہ ابھی اسے قبر میں بھی نہ رکھا جائے یا آگ میں بھی نہ جلایا جائے۔ اس میں سمجھ اور شعور ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب نعش (چارپائی وغیرہ پر) رکھدی جاتی ہے اور اس کے بعد قبرستان لے جانے کے لئے لوگ اسے اٹھاتے ہیں تو اگر وہ نیک تھا تو کہتا ہے کہ مجھے جلد لے چلو اور اگر وہ نیک نہ تھا تو گھر والوں سے کہتا ہے کہ ہائے میری بربادی۔ مجھے کہاں لے جاتے ہو (پھیر فرمایا) کہ انسان کے سوا ہر چیز اس کی آواز سنتی ہے۔ اگر انسان اس کی آواز سن لے تو ضرور بے ہوش ہو جائے۔[1]

موت کے بعد سے قیامت قائم ہونے تک ہر شخص پر جو زمانہ گذرتا ہے۔ اس کو برزخ کہا جاتا ہے۔ برزخ کے لغوی معنی پردہ اور آڑ کے ہیں۔ چونکہ یہ زمانہ دنیا و آخرت کے درمیان ایک آڑ ہوتا ہے اسلئے اسے برزخ کہتے ہیں۔

چونکہ عام انسان اپنے مُردوں کو دفن کیا کرتے ہیں۔ اس لئے احادیث شریفہ میں برزخ کی راحت یا عذاب کے بارے میں قبر ہی کے لفظ آتے ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ جن انسانوں کو آگ میں جلا دیا جاتا ہے۔ یا پانی میں جو بہا دیئے جاتے ہیں وہ برزخ میں زندہ نہیں رہتے۔ دراصل عذاب و ثواب کا تعلق روح سے ہے۔ اور یہ بات بھی یاد رہے کہ اللہ جل شانہ جلے ہوئے ذرّوں کو بھی جمع کر کے عذاب و ثواب

---

[1] بخاری

دینے پر قادر ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ (پہلے زمانہ میں) ایک شخص نے بہت زیادہ گناہ کیے۔ جب وہ مرنے لگا تو اس نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا دینا اور میری راکھ کو آدھی خشکی میں اڑا دینا اور آدھی سمندر میں بہا دینا یہ وصیت کر کے کہا کہ اگر خدا مجھ پر قادر ہو گیا اور اس نے اس کے باوجود بھی مجھے زندہ کر لیا تو مجھے ضرور بالضرور زبردست عذاب دے گا جو میرے علاوہ سارے جہانوں میں سے اور کسی کو نہ دے گا۔ جب وہ مر گیا تو اسکے بیٹوں نے ایسا ہی کیا جیسا کہ اس نے وصیت کی تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے سمندر کو حکم دیا کہ اس شخص کے جسم کے سارے ذرّوں کو جمع کر دے۔ سمندر نے اپنے اندر کے سارے ذرّوں کو جمع کر دیا اور اسی طرح خشکی کو حکم دیا۔ اس نے بھی اس شخص کے جسم کے سارے ذرّوں کو جمع کر دیا۔ سارے ذرّے جمع فرما کر اللہ جل شانہٗ نے اسے زندہ فرما دیا۔ پھر اس سے فرمایا کہ تو نے ایسی وصیت کیوں کی؟ اس نے عرض کیا اے میرے پروردگار تیرے ڈر سے میں نے ایسا کیا اور آپ خوب جانتے ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا[1]

حدیث شریف کی روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مومن بندے برزخ میں ایک دوسرے کی زیارت بھی کرتے ہیں اور اس عالم سے جانے والے سے یہ بھی دریافت کرتے ہیں کہ فلاں کا کیا حال ہے اور فلاں کس حالت میں ہے۔ حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب مرنے والا مر جاتا ہے تو

---

[1] (بخاری و مسلم)

برزخ میں اس کی اولاد اس کا اس طرح استقبال کرتی ہے جیسے دنیا میں کسی باہر سے آنے والے کا استقبال کیا جاتا ہے۔ اور حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب مرنیوالا مرجاتا ہے تو عالم برزخ میں اسکے عزیز و اقارب جو پہلے مرچکے ہیں اسے گھیر لیتے ہیں اور وہ آپس میں مل کر اس خوشی سے بھی زیادہ خوش ہوتے ہیں جو دنیا میں کسی باہر سے آنیوالے سے ملکر ہوتی ہے۔[1]

حضرت قیس بن قبیصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مومن نہیں ہوتا اُسے مُردوں سے بات چیت کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا مُردے کلام بھی کرتے ہیں؟ ارشاد فرمایا ہاں۔ اور ایک دوسرے کی زیارت بھی کرتے ہیں۔[2]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے (مسلمان) بھائی کی (قبر کی) زیارت کرتا ہے اور اس کے پاس بیٹھتا ہے تو وہ صاحب قبر اس کے سلام کا جواب دیتا ہے اور اس سے مانوس ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ زیارت کرنیوالا اُٹھ کر چلا جاتا ہے۔[3]

حضرت ام بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا مُردے آپس میں ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ تیرا بھلا ہو روح مطمئنہ جنت میں سبز پرندوں کی قالب میں ہوتی ہے (اب تو خود سمجھ لے) کہ پرندے اگر آپس میں ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں تو روحیں بھی آپس میں ایک دوسرے کو پہچانتی ہیں۔[4]

---

[1] ابن ابی الدنیا [2] ابن حبان [3] ابن ابی الدنیا [4] ابن سعد

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص قرآن شریف پڑھنا شروع کرے اور پورا کئے بغیر ہی مرجائے تو قبر میں ایک فرشتہ اُسے قرآن شریف پڑھاتا ہے چنانچہ وہ اللہ سے اس حال میں ملاقات کریگا کہ اُسے پورا قرآن پاک حفظ ہوگا۔[1]

جو حضرات اعمال صالحہ میں زندگی خرچ کرتے ہیں اور مرنے کے بعد کی زندگی کا یقین رکھتے ہیں اس دنیا میں ان کا دل نہیں لگتا اور موت کو یہاں کی زندگی پر ترجیح دیتے ہیں، اور جو لوگ یہاں کی زندگی کو برائیوں میں گذارتے ہیں وہ موت سے گھبراتے ہیں۔ سلیمان بن عبدالملک نے ابوحازم رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ یہ بتائیے کہ ہم موت سے کیوں گھبراتے ہیں؟ انھوں نے فرمایا۔ اس لئے گھبراتے ہو کہ تم نے دنیا کو آباد اور آخرت کو برباد کیا ہے۔ لہٰذا آبادی سے ویرانہ میں جانا پسند نہیں کرتے۔ سلیمان نے کہا واقعی آپ سچ فرماتے ہیں۔

جس شخص کو قبر کی زندگی کا یقین ہو اور اپنے اعمال صالحہ کے بدلے وہاں اچھے حال میں رہنے کی امید ہو اور یہ سمجھتا ہو کہ اس عالم سے دوست احباب و اقربا کو چھوڑ کر چلا جاؤں گا تو برزخ میں رشتہ دار اور جان پہچان والے مل جائیں گے تو پھر موت سے کیوں گھبرائے اور اس زندگی کو برزخ کی زندگی پر کیوں ترجیح دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

يُحِبُّ الْإِنْسَانُ الْحَيٰوةَ وَالْمَوْتُ خَيْرٌ لِّنَفْسِهٖ[2] — انسان زندگی کو محبوب رکھتا ہے حالانکہ موت اسکے لئے بہتر ہے بشرطیکہ موت ہو وہاں کا عمل صالح ہو

بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے موت کو مومن

---

[1] شوق وطن [2] بیہقی [3] مشکوٰۃ [4] احمد

کا تحفہ بتایا ہے۔ [۱] اور یہ بھی فرمایا کہ انسان موت کو مکروہ جانتا ہے۔ حالانکہ موت فتنوں سے بہتر ہے کہ جتنی جلدی موت آجائیگی اتنی ہی جلدی دنیا کے فتنوں سے محفوظ ہو جائے گا۔ [۲]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ انسان کے دنیا سے انتقال کرنیکی مثال ایسی ہے جیسے بچہ ماں کے پیٹ (کی تنگی اور تاریکی) سے نکل کر دنیا کے آرام و راحت میں آجاتا ہے۔ [۳]

الحاصل مومن کیلئے موت بڑی اچھی چیز ہے۔ بشرطیکہ نیک عمل کرنیوالا ہو اور اوس نے اپنے اور اللہ کے درمیان معاملہ درست رکھا ہو۔ جو بندے اعمال صالحہ میں زندگی گذارتے ہیں وہ موت کو اس زندگی پر ترجیح دیتے ہیں اور دنیا کی مصیبتوں اور پریشانیوں سے نکل کر جلد سے جلد امن و امان اور راحت و چین والی ہمیشہ کی زندگی میں جانا چاہتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ کسی سے دریافت فرمایا کہ کہاں جا رہے ہو؟ انھوں نے جواب دیا کہ بازار کا قصد ہے۔ فرمایا ہو سکے تو میرے لئے موت خریدتے لانا۔ مطلب یہ تھا کہ ہمیں اس دنیا میں رہنا پسند نہیں ہے۔ اگر قیمت سے بھی موت ملے تو خرید لیں۔

حضرت خالد بن معدانؒ فرماتے تھے کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ جو شخص سب سے پہلے فلاں چیز چھوئے تو وہ اسی وقت مرجائے گا تو مجھ سے پہلے کوئی شخص اس چیز کو نہیں چھو سکتا۔ ہاں اگر مجھ سے زیادہ دوڑ سکتا ہو اور مجھ سے پہلے پہنچ جائے تو اور بات ہے۔ [۴]

---

[۱] مشکوٰۃ [۲] احمد [۳] حکیم ترمذی [۴] شرح الصدور

اَللّٰهُمَّ حَبِّبِ الْمَوْتَ اِلَيَّ وَ اِلٰى مَنْ يَعْلَمُ اَنَّ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ۔

اس تمہید کے بعد اب ہم احوال برزخ لکھنا شروع کرتے ہیں۔
وَاللّٰہ ولی التوفیق وھو خیر عون وخیر رفیق

احوالِ برزخ

موت کے وقت اور موت کے بعد مومن کا اعزاز

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ وہ ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیسا تھ ایک انصاری کے جنازہ میں قبرستان گئے۔ جب قبر تک پہنچے تو دیکھا کہ ابھی لحد نہیں بنائی گئی ہے۔ اس وجہ سے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ کے آس پاس (باادب) اس طرح بیٹھ گئے کہ جیسے ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔[1] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک میں ایک لکڑی تھی جس سے زمین کرید رہے تھے (جیسے کوئی غمگین کیا کرتا ہے) آپ نے سر مبارک اُٹھا کر فرمایا کہ قبر کے عذاب سے پناہ مانگو۔ دو یا تین مرتبہ یہی فرمایا۔ پھر فرمایا کہ بلاشبہ جب مومن بندہ دنیا سے جانے اور آخرت کا رُخ کرنے کو ہوتا ہے تو اس کی

---

[1] یعنی اس طرح خاموش دم بخود ہو کر بیٹھ گئے جیسا کہ جسم میں حرکت ہی نہیں رہی۔ پرندہ غیر متحرک چیز پر بیٹھتا ہے۔ ۱۲۔ حضرات صحابہ کرام کی یہ حالت حدیث پاک سننے کے وقت ایسی ہی ہوتی تھی

طرف آسمان سے فرشتے آتے ہیں۔ جن کے سفید چہرے سورج کی طرح روشن ہوتے ہیں۔ ان کے ساتھ جنتی کفن ہوتا ہے اور جنت کی خوشبو ہوتی ہے۔ یہ فرشتے اس قدر ہوتے ہیں کہ جہاں تک اس کی نظر پہونچے وہاں تک بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر حضرت ملک الموت علیہ السلام تشریف لاتے ہیں۔ حتیٰ کہ اس کے سر کے پاس بیٹھ جاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اے پاکیزہ روح اللہ کی مغفرت اور اسکی رضامندی کی طرف نکل کر چل۔ چنانچہ اس کی روح اس طرح سہولت سے نکل آتی ہے جیسے مشکیزہ میں سے (پانی کا) قطرہ بہتا ہوا باہر آجاتا ہے۔ بس اُسے حضرت ملک الموت علیہ السلام لے لیتے ہیں۔ ان کے ہاتھ میں لیتے ہی دوسرے فرشتے (جو دُور تک بیٹھے ہوتے ہیں) پل بھر بھی ان کے ہاتھ میں نہیں چھوڑتے۔ حتیٰ کہ اُسے لے کر اُسی کفن اور خوشبو میں رکھ کر آسمان کی طرف چل دیتے ہیں۔ اس خوشبو کے متعلق ارشاد فرمایا کہ زمین پر جو بھی عمدہ سے عمدہ خوشبو مشک کی پائی گئی ہے۔ اس جیسی وہ خوشبو ہوتی ہے۔

پھر فرمایا کہ اس روح کو لے کر فرشتے (آسمان کی طرف) چڑھنے لگتے ہیں اور فرشتوں کی جس جماعت پر بھی ان کا گذر ہوتا ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ کون پاکیزہ روح ہے وہ اس کا اچھے سے اچھا نام لے کر جواب دیتے ہیں جس سے دنیا میں بلایا جاتا تھا کہ فلاں کا بیٹا فلاں ہے۔ اسی طرح پہلے آسمان تک پہنچتے ہیں اور آسمان کا دروازہ کھلواتے ہیں۔ چنانچہ دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور وہ اس روح کو لیکر اوپر چلے جاتے ہیں، حتیٰ کہ ساتویں آسمان تک پہنچ جاتے ہیں، ہر آسمان کے مقربین دوسرے آسمان تک اسے رخصت کرتے ہیں (جب ساتویں آسمان

تک پہنچ جاتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے بندہ کو کتاب علیین میں لکھ دو اور اسے زمین پر واپس لے جاؤ۔ کیونکہ میں نے انسان کو زمین ہی سے پیدا کیا ہے اور اسی میں انکو لوٹا دونگا اور اسی سے انکو دوبارہ نکالونگا چنانچہ اس کی روح اسکے جسم میں واپس کر دی جاتی ہے۔ اسکے بعد دو فرشتے اسکے پاس آتے ہیں جو آکر اُسے بٹھاتے ہیں اور اس سے سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے۔ میرا رب اللہ ہے۔ پھر اس سے پوچھتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے؟ وہ جواب دیتا ہے میرا دین اسلام ہے۔ پھر اس سے پوچھتے ہیں کہ یہ کون صاحب ہیں جو تمہارے اندر بھیجے گئے؟ وہ کہتا ہے۔ وہ اللہ کے رسول ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) پھر اس سے دریافت کرتے ہیں کہ تیرا عمل کیا ہے؟ وہ کہتا ہے کہ میں نے اللہ کی کتاب پڑھی سو اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی۔ اس کے بعد ایک منادی آسمان سے آواز دیتا ہے (جو اللہ کا منادی ہوتا ہے) کہ میرے بندہ نے سچ کہا۔ سو اس کیلئے جنت کے بچھونے بچھا دو اور اس کو جنت کے کپڑے پہنا دو اور اس کے لئے جنت کی طرف دروازہ کھول دو چنانچہ جنت کی طرف دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ جس کے ذریعے جنت کا آرام اور خوشبو آتی رہتی ہے اور اسکی قبر اتنی کشادہ کر دی جاتی ہے جہاں تک اس کی نظر پہنچے۔

اس کے بعد نہایت خوبصورت چہرے والا بہترین لباس والا اور پاکیزہ خوشبو والا ایک شخص اس کے پاس آکر کہتا ہے کہ خوشی کی چیزوں کی بشارت سُن لے۔ یہ تیرا وہ دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ وہ کہتا ہے تم کون ہو؟ تمہارا چہرہ حقیقت میں چہرہ کہنے کے لائق ہے اور اس لائق ہے کہ اچھی خبر

لائے وہ کہتا ہے کہ میں تیرا عمل صالح ہوں۔

اس کے بعد وہ خوشی میں کہتا ہے کہ اے رب قیامت قائم فرمالے رب قیامت قائم فرما کہ میں اپنے اہل وعیال اور مال میں پہنچ جاؤں۔[1]

کافر کی ذلت اور بلاشبہ جب کافر بندہ دنیا سے جانے اور آخرت کا رخ کرنے کو ہوتا ہے تو سیاہ چہروں والے فرشتے آسمان سے اس کے پاس آتے ہیں جن کے ساتھ ٹاٹ ہوتے ہیں۔ اور اس کے پاس اتنی دور تک بیٹھ جاتے ہیں جہاں تک اس کی نظر پہنچتی ہے۔ پھر ملک الموت تشریف لاتے ہیں حتیٰ کہ اس کے سر کے پاس بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں کہ اے خبیث جان اللہ کی ناراضگی کی طرف نکل ملک الموت کا یہ فرمان سن کر روح اس کے جسم میں ادھر اُدھر بھاگی پھرتی ہے۔ لہٰذا ملک الموت اس کی روح کو جسم سے اس طرح نکالتے ہیں جیسے بوٹیاں بھوننے کی سیخ بھیگے ہوئے اُون سے صاف کی جاتی ہیں (یعنی کافر کی روح کو جسم سے زبردستی اس طرح نکال لیتے ہیں۔ جیسے بھیگا ہوا اون کانٹے دار سیخ پر لپٹا ہوا ہو اور اس کو زور سے کھینچا جائے۔ پھر اس کی روح کو ملک الموت (اپنے ہاتھ میں) لے لیتے ہیں اور اُن کے ہاتھ میں لیتے ہی دوسرے فرشتے پل جھپکنے کی برابر بھی ان کے پاس نہیں چھوڑتے۔ حتیٰ کہ فوراً ان سے لے کر اس کو ٹاٹوں میں لپیٹ دیتے ہیں (جو اُن کے پاس ہوتے ہیں) اور ان ٹاٹوں میں سے ایسی بدبو آتی ہے جیسی کبھی کسی بدترین سڑی ہوئی مُردہ نعش سے روئے زمین پر بدبو پھوٹی ہو۔ وہ فرشتے اسے لے کر آسمان کی طرف چڑھتے ہیں اور فرشتوں کی جس جماعت پر بھی پہنچتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ کون خبیث روح

[1] اس سے جنت کی حوریں اور جنت کی نعمتیں مراد ہیں ۱۲ - مرقاۃ

ہے؟ وہ اس کا بُرے سے بُرا وہ نام لیکر کہتے ہیں جس سے وہ دنیا میں بلایا جاتا تھا کہ فلاں کا بیٹا فلاں ہے۔ حتیٰ کہ وہ اسے لیکر پہلے آسمان تک پہنچتے ہیں اور دروازہ کھلوانا چاہتے ہیں مگر اس کے لئے دروازہ نہیں کھولا جاتا ہے جیسا کہ اللہ جل شانہٗ نے فرمایا ہے۔

لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَلَا	ان کیلئے آسمان کے دروازے نہ کھولے جائینگے
يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّىٰ يَلِجَ الْجَمَلُ فِي	اور نہ وہ کبھی جنت میں داخل ہونگے جب تک
سَمِّ الْخِيَاطِ ۚ (سورۂ اعراف)	اونٹ سوئی کے ناکے میں نہ چلا جائے (اور اونٹ

سوئی کے ناکے میں جا نہیں سکتا لہٰذا وہ کبھی جنت میں نہیں جا سکتے)

پھر اللہ عزوجل فرماتے ہیں کہ اس کو کتاب سجین میں لکھدو جو سب سے نیچی زمین میں ہے۔ چنانچہ اس کی روح (وہیں سے) پھینک دی جاتی ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی:۔

وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ	اور جو شخص اللہ کیساتھ شرک کرتا ہے گویا وہ آسمان
السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي	سے گر پڑا پھر پرندوں نے اسکی بوٹیاں نوچ لیں
بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ (سورۂ حج)	یا اسکو ہوا نے دور دراز جگہ میں لیجا کر پھینک دیا۔

پھر اس کی روح اس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے اور اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اسے بٹھا کر پوچھتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے ہائے ہائے مجھے پتہ نہیں! پھر اس سے دریافت کرتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے ہائے ہائے مجھے پتہ نہیں پھر اس سے دریافت کرتے ہیں کہ یہ شخص کون ہیں؟ جو تمہارے اندر بھیجے گئے؟ وہ کہتا ہے ہائے ہائے مجھے پتہ نہیں۔ جب یہ سوال و جواب

ہو چکتے ہیں تو آسمان سے ایک منادی آواز دیتا ہے کہ اس نے جھوٹ کہا۔ اس کے نیچے آگ بچھا دو اور اس کے لیے دوزخ کا دروازہ کھول دو۔ چنانچہ دوزخ کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ اور دوزخ کی تپش اور سخت گرم لو آتی رہتی ہے اور قبر اس پر تنگ کر دی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ اس کی پسلیاں پچک کر آپس میں ادھر کی ادھر چلی جاتی ہیں۔ اور اس کے پاس ایک شخص آتا ہے جو بد صورت اور بُرے کپڑے پہنے ہوئے ہوتا ہے اسکے جسم سے بُری بد بو آتی ہے وہ شخص اس سے کہتا ہے کہ مصیبت کی خبر سُن لے۔ یہ وہ دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ وہ کہتا ہے تو کون ہے؟ واقعی تیری صورت اسی لائق ہے کہ تو بُری خبر سُنائے۔ وہ کہتا ہے کہ میں تیرا بُرا عمل ہوں۔ یہ سن کر وہ اس ڈر سے کہ میں قیامت میں یہاں سے زیادہ عذاب میں گرفتار رہونگا، یوں کہتا ہے کہ اے رب قیامت قائم نہ کر[1]

ایک روایت میں ہے کہ جب مومن کی روح نکلتی ہے تو آسمان و زمین کے درمیان کا ہر فرشتہ اور وہ سب فرشتے جو آسمان میں ہیں سب کے سب اس پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اور اس کے لئے آسمان کے دروازے کھولدیئے جاتے ہیں۔ اور ہر دروازے والے فرشتے اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ اس کی روح کو ہماری طرف سے لے کر چڑھایا جائے اور کافر کے بارے میں فرمایا کہ اس کی جان رگوں سمیت نکالی جاتی ہے۔ اور آسمان و زمین کے درمیان کا ہر فرشتہ اور وہ سب فرشتے جو آسمان میں ہیں سب کے سب اس پر لعنت بھیجتے ہیں اور اس کے لیے آسمان

عہ یعنی اس کو اپنے رب کی خبر ہے۔ لیکن یہ اس کو مانتا نہ تھا۔ اور جس دین پر تھا۔ اس کا بھی علم ہے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا بھی علم ہے۔ لیکن عذاب سے بچنے کے لئے اپنے کو نادان ظاہر کر رہا ہے۔ [1] مشکوٰۃ

کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں اور ہر دروازے والے اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ اس کی روح کو ہماری طرف سے لے کر نہ چڑھایا جائے [1]

مومن کا قبر میں نماز کا دھیان

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب مومن کو قبر میں داخل کر دیا جاتا ہے تو اس کو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے سورج چھپ رہا ہو سو جب اس کی روح لوٹائی جاتی ہے، تو آنکھیں ملتا ہوا اٹھکر بیٹھتا ہے اور فرشتوں سے کہتا ہے کہ مجھے چھوڑ دو میں نماز پڑھتا ہوں [2]

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ گویا وہ اس وقت اپنے آپکو دنیا ہی میں تصور کرتا ہے کہ سوال وجواب کو رہنے دو مجھے فرض ادا کرنے دو وقت ختم ہوا جا رہا ہے میری نماز جاتی رہے گی۔ پھر لکھتے ہیں کہ یہ بات وہی کہے گا جو دنیا میں نماز کا پابند تھا اور اس کو ہر وقت نماز کا خیال لگا رہتا تھا۔

اس سے بے نمازیوں کو سبق حاصل کرنا چاہیئے اور اپنے حال کا اس سے اندازہ لگائیں اور اس بات کو خوب سوچیں کہ جب اچانک سوال ہوگا تو کیسی پریشانی ہوگی۔

قبر میں مومن کا بے خوف ہونا اور اس کے سامنے جنت پیش ہونا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ مردہ اپنی قبر میں پہنچ کر بے خوف اور با اطمینان بیٹھتا ہے پھر اس سے سوال کیا جاتا ہے

---

[1] مشکوٰۃ [2] ابن ماجہ

کہ تو دنیا میں کس دین میں تھا؟ وہ جواب دیتا ہے کہ میں اسلام میں تھا، پھر اس سے سوال ہوتا ہے کہ (تیرے عقیدے میں) یہ کون ہیں؟ (جو تمہاری طرف بھیجے گئے) وہ جواب دیتا ہے کہ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں جو ہمارے پاس اللہ کے پاس سے کھلے کھلے معجزے لے کر آئے سو ہم نے ان کی تصدیق کی پھر اس سے پوچھا جاتا ہے کہ کیا تو نے اللہ کو دیکھا ہے؟ وہ جواب دیتا ہے کہ (دنیا میں) کوئی آدمی اللہ کو نہیں دیکھ سکتا (پھر میں کیسے دیکھ لیتا؟)۔

پھر اس کے سامنے دوزخ کی طرف ایک روشندان کھولا جاتا ہے (جس کے ذریعہ) وہ دوزخ کو دیکھتا ہے کہ آگ کے انگارے آپس میں ایک دوسرے کو کھائے جاتے ہیں (جب وہ دوزخ کا منظر دیکھ لیتا ہے) تو اس سے کہتے ہیں کہ دیکھ اللہ نے تجھے کس مصیبت سے بچایا، پھر اس کے سامنے جنت کی طرف ایک روشندان کھولا جاتا ہے (جس کے ذریعے) وہ جنت کی رونق اور جنت کی دوسری چیزیں دیکھ لیتا ہے۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ (جنت) تیرا ٹھکانا ہے تو یقین ہی پر زندہ رہا اور یقین ہی پر تجھے موت آئی اور یقین ہی پر تو قیامت کے روز (قبر سے) اٹھے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

پھر فرمایا کہ نافرمان آدمی خوف زدہ اور گھبرایا ہوا اپنی قبر میں بیٹھتا ہے۔ اس سے سوال ہوتا ہے کہ تو دنیا میں کس دین میں تھا؟ وہ جواب دیتا ہے کہ مجھے پتہ نہیں۔ پھر اس سے (حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق) سوال ہوتا ہے کہ (تیرے عقیدہ میں) یہ کون ہیں؟ وہ کہتا ہے کہ اس بارے میں میں نے وہی کہا جو اور لوگوں نے کہا۔ پھر اس کے سامنے جنت کی طرف ایک روشندان

کھولا جاتا ہے جس کے ذریعے وہ اس کی رونق اور اس کے اندر دوسری چیزیں دیکھ لیتا ہے پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ دیکھ اگر تونے خدا کی نافرمانی کی خدا نے تجھے کس نعمت سے محروم کیا۔ پھر اس کے سامنے دوزخ کی طرف ایک روشندان کھولا جاتا ہے جس کے ذریعے وہ دوزخ کو دیکھ لیتا ہے کہ آگ کے انگارے ایک دوسرے کو کھائے جاتے ہیں۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا ٹھکانہ ہے تو شک ہی پر زندہ رہا اور شک ہی پر تجھے موت آئی اور انشاء اللہ قیامت کو بھی تو اس شک پر اٹھے گا۔[1]

مومن سے فرشتوں کا کہنا کہ دلہن کی طرح سو جا اور منافق و کافر کو زمین کا بھینچنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب میت کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں جن کا رنگ سیاہ اور آنکھیں نیلی ہوتی ہیں جن میں سے ایک کو منکر دوسرے کو نکیر کہا جاتا ہے۔ وہ دونوں اس سے پوچھتے ہیں کہ تو کیا کہتا ہے ان صاحب کے بارے میں (جو تمہاری طرف بھیجے گئے) وہ اگر مومن ہے تو جواب دیتا ہے کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بلا شبہ محمد صلعم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ یہ سن کر وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہم تو جانتے تھے کہ تو ایسا ہی جواب دے گا۔ پھر اس کی قبر ستر ہاتھ مربع کشادہ کر دی جاتی ہے پھر منور کر دی جاتی ہے پھر اس سے کہہ دیا جاتا ہے کہ اب تو سو جا۔ وہ کہتا ہے کہ

---

[1] مشکوٰۃ عن ابن ماجہ

میں تو اپنے گھر والوں کو اپنا حال بتانے کے لیے جاتا ہوں۔ وہ کہتے ہیں کہ (یہاں آکر جانے کا قانون نہیں ہے!) تو سوجا جیسا کہ دلہن سوتی ہے جسے اسکے شوہر کے سوا کوئی نہیں اٹھا سکتا لہذا وہ آرام سے قبر میں رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ اسے قیامت کے روز اس جگہ سے اٹھائے گا۔

اور اگر مرنے والا منافق ریا کافر ہوتا ہے تو وہ منکر نکیر کو جواب دیتا ہے کہ میں نے لوگوں کو جو کہتے سنا وہی کہا اس سے زیادہ میں نہیں جانتا۔ وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہم تو خوب جانتے تھے کہ تو ایسا ہی جواب دیگا پھر زمین سے کہا جاتا ہے کہ اس کو بھینچ دے۔ چنانچہ زمین اس کو بھینچ دیتی ہے جس کی وجہ سے اس کی پسلیاں ادھر کی ادھر چلی جاتی ہیں۔ پھر وہ قبر کے اندر عذاب ہی میں رہتا ہے یہاں تک کہ (قیامت کو) خدا اسے وہاں سے اٹھائے گا۔[1]

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ ایمان والے عالم برزخ میں مطمئن ہونگے اور ان کے ہوش وحواس سالم رہیں گے حتیٰ کہ انکو نماز کا دھیان ہوگا اور فرشتوں کے سوال کا جواب دینے میں بے خوف ہونگے اور جب اپنا اچھا حال دیکھ لینگے تو گھر والوں کو خوشخبری دینے کیلئے فرشتوں سے کہیں گے کہ میں ابھی نہیں سوتا گھر والوں کو خبر کرنے جاتا ہوں۔ اور انتہائی خوشی میں اپنا انجام بخیر دیکھ کر فوراً ہی قیامت قائم ہونے کا سوال کریں گے تاکہ جلد سے جلد جنت میں پہنچیں جس پر خداوند عالم کا کرم ہو اس کے ہوش وحواس باقی رہتے ہیں اور اس سے اللہ جل شانہٗ صحیح جواب دلاتے ہیں جیسا کہ سورۃ ابراہیم میں فرمایا۔

[1] ترمذی

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ۔ ایمان والوں کو اللہ اس پکی بات (یعنی کلمہ طیبہ) سے دنیا و آخرت میں مضبوط رکھتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب کہ لوگ تم کو قبر میں رکھ کر اور مٹی ڈال کر چلے آئیں گے پھر تمہارے پاس قبر کے ممتحن (امتحان لینے والے) آئیں گے جن کی آواز سخت گرج کی طرح ہوگی اور جن کی آنکھیں نظر اُچک لینے والی بجلی کی طرح ہونگی سو وہ تم کو ہلا ڈالیں گے اور تم سے حاکمانہ گفتگو کریں گے تبا تو اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا اس وقت ہماری عقل ہمارے ساتھ ہوگی؟ آپ نے ارشاد فرمایا ہاں اسی طرح عقلیں تمہارے ساتھ ہوں گی جیسی آج ہیں! یہ سنکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ بس تو میں نبٹ لوں گا۔[1]

برزخ والوں کا مؤمن سے پوچھنا کہ فلاں کا کیا حال ہے؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب فرشتے مؤمن کی روح کو لے کر (ان) مومنین کی ارواح کے پاس لے جاتے ہیں (جو پہلے جا چکے ہیں) تو وہ ارواح اس کے پہونچنے پر ایسی خوش ہوتی ہیں کہ اس دنیا میں تم بھی اپنے کسی

[1] طبرانی وغیرہ بحوالہ شوق وطن

غائب کے آنے پر اتنا خوش نہیں ہوتے. پھر اس سے پوچھتے ہیں کہ فلاں کا کیا حال ہے فلاں کا کیا حال ہے. پھر وہ خود ہی آپس میں کہتے ہیں کہ اچھا ابھی ٹھیرو پھر پوچھ لینا چھوڑ دو ذرا آرام کرنے دو چونکہ دنیا کے غم میں مبتلا تھا. پھر وہ بتانے لگتا ہے کہ فلاں اس طرح ہے اور فلاں اس طرح ہے اور وہ کسی شخص کے بارے میں کہتا ہے جو اس سے پہلے مرچکا تھا کہ وہ تو مرگیا کیا تمہارے پاس نہیں آیا ؟ یہ سن کر وہ کہتے ہیں کہ جب دنیا سے آگیا اور ہمارے پاس نہیں آیا تو ضرور اس کو دوزخ میں پہنچا دیا گیا [1]

برزخ والوں پر زندوں کے اعمال پیش ہوتے ہیں

طبرانی کی روایت میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ تمہارے اعمال تمہارے رشتہ داروں اور خاندان والوں کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں جو آخرت میں پہنچ چکے ہیں. اگر تمہارا عمل نیک ہو تو وہ خوش ہوتے ہیں اور خداوند کریم سے دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ یہ آپ کا فضل اور رحمت ہے سو آپ اپنی نعمت اس پر پوری فرما دیجئے اور اسی پر اس کو موت دیجئے اور اگر بُرا عمل ان کے سامنے پیش ہوتا ہے تو کہتے ہیں کہ اے اللہ اس کے دل میں نیکی ڈال دے جو تیری رضا اور تیرے قرب کا سبب ہو جائے [2]

قبر کا مومن کو دبانا ایسا ہوتا ہے جیسے ماں بیٹے کا سر دباتی ہے

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت

---

[1] احمد نسائی وابن حبان بحوالہ [2] شوق وطن

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جب سے آپ نے منکر نکیر کی رہیبت ناک آواز اور قبر کے بھینچے کا ذکر فرمایا ہے اس وقت سے مجھے کسی چیز سے تسلی نہیں ہوتی ہے اور دل کی پریشانی دور نہیں ہوتی! آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے عائشہ! ان کی آواز مومن کے کانوں میں ایسی ہوگی جیسے ایک سُرملی آواز کانوں میں بھلی معلوم ہوتی ہے جیسے آنکھوں میں سرمہ لگانے سے آنکھوں کو لذت محسوس ہوتی ہے اور مومن کو قبر کا دبانا ایسا ہوتا ہے جیسے کسی کے سر میں درد ہو اور اس کی شفقت والی ماں آہستہ آہستہ اپنے بیٹے کا سر دباتی ہے اور وہ اس سے آرام و راحت پاتا ہے اور یاد رکھو! اے عائشہ اللہ کے بارے میں شک کرنے والوں کے لیے بڑی خرابی ہے اور وہ قبر میں اس طرح بھینچے جائیں گے کہ جیسے انڈے پر پتھر رکھ کر دبا دیا جائے[1]

زمین و آسمان کا مومن سے محبت کرنا اور اس کی موت پر رونا ــــــ!

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر انسان کے لیے آسمان کے دو دو دروازے ہیں۔ ایک دروازہ سے اس کا عمل چڑھتا ہے اور دوسرے دروازے سے اس کا رزق اترتا ہے۔ جب مومن مرجاتا ہے تو دونوں دروازے اس کے مرنے پر روتے ہیں[2]

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ

---

[1] بحوالہ شوق وطن [2] ترمذی

وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ بیشک مومن جب مرجاتا ہے تو اسکے مرنے پر قبرستان اپنے آپ کو سجا لیتے ہیں لہذا ان میں کا کوئی حصہ ایسا نہیں ہوتا جو یہ تمنا نہ کرتا ہو کہ یہ مجھ میں دفن ہو۔[1]

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ مومن کے مرنے پر ۴۰ دن تک زمین روتی ہے۔[2]

حضرت عطا الخراسانی فرماتے تھے کہ جو بندہ زمین کے کسی حصہ میں سجدہ کرتا ہے وہ حصہ قیامت کے روز اس کے حق میں گواہی دے گا اور اس کے مرنے کے دن روئے گا۔[3]

صدقہ جاریہ اور اولاد وغیرہ کی طرف سے استغفار کا نفع

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ مرنے کے بعد جو چیزیں مومن کو اس کی نیکیوں سے پہنچتی ہیں ان میں سے ایک علم ہے جس کو اس نے پھیلایا ہو یا نیک اولاد چھوڑی ہو یا کوئی قرآن شریف ورثہ میں چھوڑ گیا ہو یا مسجد تعمیر کرا گیا ہو یا مسافر خانہ بنا گیا ہو یا نہر جاری کر گیا ہو یا اپنی زندگی و تندرستی کی حالت میں اپنے مال سے ایسا صدقہ کر گیا ہو جس کا ثواب مرنے کے بعد بھی پہنچتا ہو۔[4]

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ

---

[1] ابن عساکر [2] حاکم وغیرہ [3] ابونعیم بحوالہ شوق وطن [4] مشکوٰۃ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نیک بندہ کا درجہ جنت میں بلند فرما دے گا۔ وہ کہے گا کہ اے خدا یہ درجہ مجھے کیسے ملا؟ اللہ جل شانہٗ ارشاد فرمائیں گے تیری اولاد نے تیرے لیے استغفار کی جس کی وجہ سے یہ مرتبہ تجھ کو ملا۔[1]

ایک روایت میں ہے کہ قیامت کے روز بعض آدمیوں کے ساتھ پہاڑوں کی برابر نیکیاں ہوں گی۔ وہ یہ دیکھ کر عرض کرے گا کہ یہ مجھے کہاں سے ملیں؟ ارشاد ہوگا "تیری اولاد کے استغفار کرنے کی بدولت تجھے یہ عنایت کی گئی ہیں"

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میت اپنی قبر میں بس ایسا ہی محتاج ہوتا ہے جیسے کوئی ڈوبتا ہوا (پھر فرمایا کہ) وہ دعا کا منتظر رہتا ہے جو اس کے باپ یا ماں یا بھائی یا دوست کی جانب سے اسے پہنچ جائے۔ جب اسے ان میں سے کسی کی دعا پہنچتی ہے تو ساری دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سب سے زیادہ اس کو وہ دعا محبوب ہوتی ہے اور بیشک زمین والوں کی دعا سے اللہ تعالیٰ قبر والوں پر پہاڑوں کی برابر ثواب داخل فرماتے ہیں اور بیشک زندوں کا ہدیہ مُردوں کے لیے ان کے واسطے استغفار کرنا ہے۔[2]

مومن کو ملک الموت کا سلام

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب ملک الموت خدا کے مقبول بندہ

---

[1] مشکوٰۃ [2] بحوالہ شعب ... مشکوٰۃ شریف

کے پاس آتے ہیں تو اسکو سلام کرتے ہیں اور یوں ارشاد فرماتے ہیں۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا وَلِیَّ اللّٰهِ ثُمَّ فَاخْرُجْ مِنْ دَارِكَ الَّتِیْ خَرَّبْتَهَا اِلٰی دَارِكَ الَّتِیْ عَمَّرْتَهَا (شرح الصدور)

تم پر سلام ہو اے اللہ کے دوست اٹھو اور اس گھر سے نکلو جسے تم نے خواہشات نفس کو قربان کرکے برباد کیا ہے اور اس گھر کو چلو جسے تم نے عبادت کرکے آباد کیا ہے۔

مومن کا دنیا میں رہنے سے انکار کرنا اور اس کو بشارت ملنا

حضرت ابن جریج رضی سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ارشاد فرمایا کہ جب مومن مرتے وقت، فرشتوں کو دیکھتا ہے تو فرشتے اس سے کہتے ہیں کہ کیا ہم تم کو دنیا میں واپس کر دیں اور روح قبض نہ کریں وہ کہتا ہے کیا مجھے غموں اور فکروں کے مقام میں چھوڑ جانا چاہتے ہو؟ اب تو میں نہیں رہتا مجھے اللہ تعالیٰ کے پاس لے چلو۔[1]

حضرت زید بن اسلم فرماتے ہیں کہ موت کے وقت مومن کے پاس فرشتے آکر اسے خوش خبری سناتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں کہ تم جہاں جارہے ہو وہاں جانے سے ڈرو نہیں۔ لہٰذا اس کا خوف جاتا رہتا ہے اور اس سے یہ بھی کہتے ہیں کہ دنیا اور اہل دنیا سے جدا ہونے پر رنج نہ کرو اور جنت کی خوش خبری سن لو لہٰذا وہ اس حال میں مرتا ہے کہ اس دنیا میں خدا اس کی آنکھیں ٹھنڈی کر دیتا ہے۔[2]

شہدائے اللہ جل شانہٗ کا خطاب

حضرت مسروق (تابعیؒ) روایت

[1] ابن جریر عن ابی عکرمہ [2] ابن ابی حاتم

کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس آیت کی تفسیر پوچھی۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ط بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ط

اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے ان کو مردہ مت سمجھو بلکہ زندہ ہیں اپنے رب کے مقرب ہیں ان کو رزق ملتا ہے۔

تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم اس کی تفسیر رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کر چکے ہیں۔ پھر فرمایا کہ شہدا کی روحیں سبز رنگ کے پرندوں کے پوٹوں میں ہیں۔ ان کے لیے عرش الٰہی کے نیچے قندیلیں لٹکے ہوئے ہیں۔ وہ جہاں چاہیں جنت میں چلتی پھرتی ہیں۔ پھر ان قندیلوں میں آکر ٹھہر جاتی ہیں۔ اللہ رب العزت نے ان سے فرمایا کہ تم کچھ چاہتے ہو؟ انھوں نے عرض کیا کہ ہم کیا چاہیں؟ حالانکہ جہاں چاہتے ہیں جنت میں چلتے پھرتے ہیں۔ چنانچہ تین بار خدا نے ان سے یہی سوال و جواب فرمایا۔ سو جب انھوں نے یہ سمجھ لیا کہ جب تک ہم یہ جواب نہ دیں گے سوال ہی ہوتا رہے گا تو انھوں نے یہ عرض کیا کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہماری روحیں ہمارے جسموں میں واپس کر دی جائیں حتیٰ کہ ہم دوبارہ تیری راہ میں قتل کر دیے جائیں۔ سو جب پروردگار عالم نے ان سے معلوم کر لیا کہ ان کو کوئی حاجت نہیں تو چھوڑ دیے گئے (اور پھر ان سے سوال نہیں کیا گیا) یعنی وہاں کی کوئی چیز انھوں نے طلب نہ کی اور سوال کیا تو دنیا میں واپسی کا سوال کیا جو قانون کے خلاف ہے لہٰذا پھر ان سے سوال نہ کیا گیا۔ ؎

روحوں کا سبز پرندوں کے پوٹوں میں ہونا شہدا کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ دوسرے مومنوں کی روحیں بھی ان پرندوں کے پوٹوں میں جنت کی سیر کرتی ہیں جیسا کہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

ان ارواح المؤمنین فی طیر خضر تعلق بشجر الجنۃ (مشکوٰۃ) — بلاشبہ ایمان والوں کی روحیں سبز پرندوں کے اندر ہوتی ہیں جو جنت کے درختوں سے کھاتی پیتی ہیں

ملا علی قاریؒ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں کہ ایک حدیث میں ہے کہ بلاشبہ ایمان والوں کی روحیں پرندوں کے پوٹوں میں جنت کے پھل کھاتی اور پانی پیتی پھرتی ہیں اور عرش کے نیچے سونے کی قندیلوں میں آرام کرتی ہیں۔

شہادت کی تکلیف چیونٹی کے کاٹنے کے برابر ہوتی ہے!

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شہید قتل ہونے کی تکلیف بس اتنی ہی محسوس کرتا ہے جیسے تم چیونٹی کے کاٹنے کی تکلیف محسوس کرتے ہو[1]

عذاب قبر کی تفصیلات

اہل سنت والجماعت کے عقیدہ میں عذاب قبر حق ہے جس طرح مومنین صالحین کو قبر میں آرام ملتا ہے اور خوشی کے ساتھ قیامت تک رہنا ہوتا ہے اسی طرح کافروں اور بدکاروں کو قبر میں عذاب ہوتا ہے احادیث شریفہ

[1] مشکوٰۃ

سے یہ باتیں ثابت ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ایک یہودی عورت آئی اور اس نے ان کے سامنے عذاب قبر کا تذکرہ کیا اور کہا کہ اَعَاذَکِ اللّٰہُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ یعنی تجھے اللہ عذاب قبر سے پناہ میں رکھے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ نَعَمْ عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ (ہاں قبر کا عذاب حق ہے) حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب بھی نماز پڑھی قبر کے عذاب سے ضرور اللہ کی پناہ مانگی[1] حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کسی قبر کے پاس کھڑے ہوتے تو اس قدر روتے کہ مبارک ڈاڑھی تر ہو جاتی تھی۔ سوال کیا گیا کہ آپ جنت دوزخ کا تذکرہ کر کے نہیں روتے اور قبر کو دیکھ کر اس قدر روتے ہیں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے سو اگر اس سے نجات پالی تو اس کے بعد کی منزلیں اس سے زیادہ آسان ہیں اور اگر اس سے نجات نہ پائی تو اس کے بعد کی منزلیں اس سے زیادہ سخت ہیں[2]۔ عذاب قبر کی کچھ تفصیلات گزر چکی ہیں اور کچھ اب ذکر کی جاتی ہیں۔

قبر میں عذاب دینے والے اژدہے

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قبر میں کافر پر ضرور ۹۹ اژدہے مقرر کر دیے جاتے ہیں جو قیامت تک اسے ڈستے رہتے ہیں۔ ان کے زہر

[1] بخاری و مسلم [2] ترمذی

کا یہ عالم ہے کہ اگر ان میں سے ایک بھی زمین پر پھنکار مار دے تو زمین بالکل سبزی نہ اگائے لے یعنی ان کے زہر کا یہ اثر ہے کہ ان میں سے ایک اژدہا بھی اگر ایک دفعہ زمین کی طرف پھنکار مار دے تو اس کے زہر کے اثر سے زمین گھاس کا ایک تنکا بھی اگانے کے قابل نہ رہے۔ آجکل کے حالات جنگ جیسے ایٹم بم وغیرہ دیکھ کر اس ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے سمجھنے میں ذرا بھی تامل کی گنجائش نہیں رہتی۔

قبر میں عذاب کیوجہ سے میت پیٹنا اور لوہے کے گرزوں سے اسکا مارنا

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کافر جواب دیتا ہے کہ ہائے ہائے مجھے پتہ نہیں! تو آسمان سے منادی آواز دیتا ہے کہ اس نے جھوٹ کہا اس کے نیچے آگ بچھا دو اور اسے آگ کا پہناوا پہنا دو اور اس کے لیے دوزخ کا ایک دروازہ کھولدو۔ چنانچہ دروازہ کھولدیا جاتا ہے جس کے ذریعہ دوزخ کی تپش اور سخت گرم لو آتی رہتی ہے اور اس کی قبر تنگ کر دی جاتی ہے یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ادھر سے ادھر ہو جاتی ہیں۔ پھر اس کے عذاب دینے کیلئے ایک عذاب دینے والا مقرر کر دیا جاتا ہے جو اندھا اور بہرا ہوتا ہے۔ اس کے پاس لوہے کا گرز ہوتا ہے جس کی حقیقت یہ ہے کہ اگر وہ پہاڑ پر مار دیا جائے تو پہاڑ ضرور مٹی ہو جاتے (پھر ارشاد فرمایا کہ) اس گرز کو ایک مرتبہ مارتا ہے تو اسکی آواز کو انسان اور جنات کے علاوہ پورب پچھم کے درمیان کی ساری مخلوق سنتی ہے۔ ایکدفعہ مارنے سے وہ مٹی ہو جاتا ہے اور

لے دارمی

پھر روح لوٹا دی جاتی ہے[1]

بخاری اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ اس کے گرز کے مارے جانے سے وہ اس زور سے چیختا ہے کہ انسان اور جنات کے سوا اس کے قریب کی ہر چیز اس کی چیخ و پکار سنتی ہے۔ سوال! یہاں یہ بات دریافت طلب ہے کہ انسانوں اور جنات کو میت کے مارنے اور اس کے چیخنے کی آواز کیوں نہیں سنائی جاتی تو اس کا جواب یہ ہے کہ انسانوں اور جنات سے عالم برزخ کا واسطہ پڑتا ہے۔ اگر ان کو عذاب قبر دکھا دیا جائے یا کانوں سے وہاں کے مصیبت زدوں کی چیخ و پکار کی آواز سنا دی جائے تو ایمان لے آئیں اور نیک عمل کرنے لگیں، حالانکہ خدا کے یہاں ایمان بالغیب معتبر ہے کہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سن کر مان لیں اور سمجھیں آئے یا نہ آوے، بہر حال آپ کی بات صحیح مانیں۔ اسی کو ایمان فرمایا گیا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَیْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ کَبِیْرٌ — بلاشبہ جو لوگ اپنے رب سے بن دیکھے ڈرتے ہیں ان کے لیے مغفرت ہے اور بڑا اجر ہے

اگر دوزخ و جنت اور برزخ کے حالات آنکھوں سے دکھا دیے جائیں تو پھر ایمان بالغیب نہ رہے اور سب مان لیں اور مومن ہو جائیں مگر خدا کے یہاں آنکھوں سے دیکھے ہوئے پر ایمان لانا معتبر نہیں ہے اسی وجہ سے مرتے وقت ایمان لانے کا اعتبار نہیں ہے کیونکہ اس وقت عذاب کے فرشتے نظر آجاتے ہیں

فَلَمْ یَكُ یَنْفَعُهُمْ اِیْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا (مومن) — سو ان کو ان کا ایمان لانا نفع مند نہ ہوا جب کہ انھوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا

جب قیامت کو اٹھ کھڑے ہوں گے اور پھر جنت و دوزخ آنکھ سے دیکھ لیں گے

---

[1] احمد و ابو داؤد

توسب ہی ایمان لے آئیں گے اور رسولوں کی باتوں کی تصدیق کرلیں گے مگر اس وقت کا ایمان اور تصدیق معتبر نہیں ہے۔

انسانوں کو عذاب قبر کے نہ دکھانے اور اس کی آواز نہ سنانے میں یہ مصلحت بھی معلوم ہوتی ہے کہ انسان اس کی برداشت نہیں کرسکتے اگر عذاب قبر کا حال آنکھوں سے دیکھ لیں یا کانوں سے سن لیں تو بے ہوش ہو جائیں جیسا کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نافرمان کی میت کو جب لوگ اٹھا کر چلتے ہیں تو وہ کہتا ہے ہائے میری بربادی مجھے کہاں لے جا رہے ہو اسکی اس آواز کو انسان کے سوا ہر چیز سنتی ہے اور اگر انسان سن لیوے تو بیہوش ہو جاوے[1]

البتہ خداوند عالم نے اپنے رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو برزخ کی چیزیں نہ صرف بتا دیں بلکہ دکھا بھی دیں چونکہ آپ میں ان کو دیکھ کر برداشت کا ظرف موجود تھا حتی کہ دوزخ کے منظر کو دیکھ کر بھی آپ کے ہنسنے بولنے اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے اور کھانے پینے میں فرق نہ آتا تھا حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک مرتبہ آفتاب غروب ہونے کے بعد (مدینہ منورہ سے) باہر تشریف لے گئے۔ آپ نے ایک آواز سنی (جو کھیا نک آواز تھی) اس کو سن کر فرمایا کہ یہودیوں کو ان کی قبروں میں عذاب ہو رہا ہے[2]

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک مرتبہ اپنے خچر پر سوار ہو کر قبیلہ بنو نجار کے ایک باغ میں تشریف لے جا رہے تھے اور ہم بھی آپ کے ساتھ تھے کہ اچانک آپ کا

---

[1] بخاری [2] بخاری و مسلم

بچر بدک گیا اور ایسا بدکا کہ قریب تھا کہ آپ کو گرادے وہیں پانچ یا چھ قبریں تھیں ان کے بارے میں رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ ان قبر والوں کو کون پہچانتا ہے؟ ایک شخص نے عرض کیا میں پہچانتا ہوں آپ نے اس سے دریافت فرمایا کہ یہ کب مرے تھے؟ اس نے کہا کہ زمانہ شرک میں مرے تھے آپ نے ارشاد فرمایا کہ انسان کو قبروں میں عذاب دیا جاتا ہے سو اگر مجھے ڈر نہ ہوتا کہ تم آپس میں دفن کرنا چھوڑ دو گے تو ضرور دعا کرتا کہ تم کو بھی اس قبر کے عذاب کا ایک حصہ سنا دیوے جسے میں سن رہا ہوں[1]۔

چغلی کرنے اور پیشاب سے نہ بچنے سے عذاب قبر ہوتا ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دو قبروں پر گزر ہوا آپ نے ارشاد فرمایا ان کو عذاب قبر ہو رہا ہے اور کسی بڑے مشکل کام کے سبب عذاب نہیں ہو رہا ہے بلکہ ایسی معمولی باتوں پر جن سے بچ سکتے تھے۔

پھر آپ نے ان دونوں کے گناہوں کی تفصیل بتائی کہ ان دونوں میں ایک پیشاب کرنے میں پردہ نہیں کرتا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ پیشاب سے نہ بچتا تھا اور یہ دوسرا چغلی کرتا پھرتا تھا پھر آپ نے ایک تر ٹہنی منگا کر بیچ میں سے چیر کر آدھی اس قبر میں گاڑ دی اور آدھی دوسری قبر میں۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ ارشاد فرمایا کہ شاید ان دونوں کا عذاب ان کے سوکھنے تک ہلکا کر دیا جاتے[2]۔

---

[1] مسلم [2] مشکوٰۃ شریف۔ اس کی تشریح میں بعض علماء نے فرمایا ہے کہ تر ٹہنی کے تسبیح خداوندی میں مشغول رہنے کی وجہ سے عذاب ہلکا ہونے کی امید پر آپ نے ایسا کیا ۱۲

چند مخصوص کاموں پر مخصوص عذاب

بخاری شریف میں ایک طویل روایت ہے جس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک خواب روایت کیا گیا ہے جس میں عالم برزخ کے خاص خاص عذابوں کا ذکر ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے آج رات خواب دیکھا ہے کہ دو شخص میرے پاس آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھکو ایک مقدس زمین کیطرف لے چلے۔ دیکھتا کیا ہوں کہ ایک شخص بیٹھا ہوا ہے اور دوسرا کھڑا ہے اور اسکے ہاتھ میں لوہے کا زنبور ہے۔ اس بیٹھے ہوئے شخص کے کلّے کو اس سے چیر رہا ہے یہاں تک کہ گدّی تک جا پہونچتا ہے پھر دوسرے کلّے کے ساتھ بھی یہی معاملہ کرتا ہے اور پہلا کلّا اس کا درست ہوجاتا ہے وہ پھر اس پہلے کلّے کے ساتھ ایسا ہی کرتا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کیا بات ہے۔ وہ دونوں شخص بولے آگے چلو۔ ہم آگے چلے یہاں تک کہ ایک ایسے شخص پر گزر ہوا جو لیٹا ہوا ہے اور اس کے سر پر ایک شخص بھاری پتھر لیے کھڑا ہے۔ یہ کھڑا ہوا شخص اس پتھر سے اس لیٹے ہوئے شخص کا سر نہایت زور سے پھوڑتا ہے جب وہ پتھر اس کے سر پر دے مارتا ہے تو پتھر لڑھک کر دور جا گرتا ہے جب وہ اس کو اٹھانے کے لیے جاتا ہے تو ابھی تک لوٹ کر اس کے پاس آنے نہیں پاتا کہ اس کا سر جیسا تھا ویسا ہی ہوجاتا ہے اور پھر اس کو اسی طرح پھوڑتا ہے میں نے پوچھا کیا ہے۔ وہ دونوں بولے آگے چلو۔ یہاں تک کہ ہم ایک غار پر پہونچے جو مثل تنور کے تھا اور اوپر سے تنگ تھا نیچے سے فراخ تھا۔ اس میں آگ جل رہی تھی اور اس میں بہت سے ننگے مرد اور عورتیں بھرے ہوئے تھے۔ جس وقت وہ آگ اوپر کو اٹھتی تو اس کے ساتھ وہ سب اوپر کو اٹھ آتے تھے۔ یہاں تک کہ قریب نکلنے کے ہوجاتے پھر جس وقت آگ بیٹھتی تو وہ

بھی سب نیچے چلے جاتے۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے۔ وہ دونوں بولے آگے
چلو۔ ہم آگے چلے یہاں تک کہ ایک خون کی نہر پر پہنچے۔ اس کے بیچ میں
ایک شخص کھڑا ہے اور نہر کے کنارے پر ایک شخص ہے جس کے سامنے بہت
سے پتھر پڑے ہیں۔ وہ نہر کے اندر والا شخص نہر کے کنارے کی طرف آتا ہے
جس وقت وہ نکلنا چاہتا ہے۔ یہ کنارے والا شخص اس کے منہ پر پتھر اس زور
سے مارتا ہے کہ وہ پھر اپنی پہلی جگہ پر جا پہنچتا ہے۔ پھر جب بھی وہ کنارے کی
طرف آنا چاہتا ہے۔ اسی طرح پتھر مار کر ہٹا دیتا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے
وہ دونوں بولے آگے چلو۔ ہم آگے چلے یہاں تک کہ ایک ہرے بھرے باغ
میں پہنچے اس میں ایک بڑا درخت ہے اور اس کے نیچے ایک بوڑھا آدمی
ہے اور بچے ہیں۔ اس درخت کے قریب ایک اور شخص بیٹھا ہوا ہے اور
اس کے سامنے آگ جل رہی ہے جسے وہ دھونک رہا ہے پھر وہ دونوں مجھکو
چڑھا کر درخت کے اوپر لے گئے وہاں ایک گھر درخت کے بیچ میں نہایت
عمدہ تھا اس میں مجھے داخل کر دیا۔ میں نے اس گھر سے بہتر گھر کبھی نہیں
دیکھا اس میں بہت سے مرد، بوڑھے جوان، عورتیں اور بچے تھے پھر اس سے
باہر لا کر اور اوپر لے گئے وہاں ایک گھر پہلے گھر سے بھی عمدہ تھا۔ اس میں لے
گئے۔ اس میں بوڑھے اور جوان تھے۔ میں نے ان دونوں شخصوں سے کہا کہ
تم نے مجھکو تمام رات پھرایا۔ اب بتاؤ کہ یہ سب کیا اسرار تھے انھوں نے کہا وہ
جو تم نے دیکھا تھا جس کے کلے چیرے جاتے تھے۔ وہ شخص جھوٹا ہے جو جھوٹی
باتیں بیان کرتا تھا اور وہ باتیں جہان میں مشہور ہو جاتی تھیں۔ اس کیساتھ
قیامت تک یوں ہی کرتے رہیں گے اور جس کا سر پھوٹتے ہوئے دیکھا وہ
شخص ہے کہ اللہ تعالے نے اس کو علم قرآن دیا۔ رات کو اس سے غافل ہو

سود کھاتا تھا۔ اور دن کو اس پر عمل نہ کیا۔ قیامت تک اس کے ساتھ یہی معاملہ رہیگا۔ اور جن کو تم نے آگ کے غار میں دیکھا وہ زنا کرنے والے لوگ ہیں اور جن کو خون کی نہر میں دیکھا وہ سود کھانے والے ہیں اور درخت کے نیچے جو بڑے شخص تھے وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے اور ان کے ارد گرد جو بچے تھے وہ لوگوں کی نابالغ اولاد ہے اور جو آگ دھونک رہا تھا وہ مالک داروغۂ دوزخ کا ہے اور پہلا گھر جس میں آپ داخل ہوئے وہ عام مسلمانوں کا ہے اور دوسرا گھر شہیدوں کا ہے اور میں جبرئیل ہوں اور یہ میکائیل ہیں۔ پھر بولے سر اوپر اٹھاؤ۔ میں نے سر اٹھایا تو میرے اوپر ایک سفید بادل نظر آیا۔ بولے کہ یہ تمہارا گھر ہے۔ میں نے کہا کہ مجھے چھوڑ دو میں اپنے گھر میں داخل ہو جاؤں بولے ابھی تمہاری عمر باقی ہے۔ پوری نہیں ہوئی۔ اگر پوری ہو چکی ہوتی تو ابھی چلے جاتے۔[1]

فائدہ: جاننا چاہیے کہ انبیاء کا خواب وحی ہوتا ہے۔ یہ تمام واقعے سچے ہیں۔ اس حدیث سے کئی چیزوں کا حال معلوم ہوا۔ اول جھوٹ کا کیسی سخت سزا ہے۔ دوسرے عالم بے عمل کا۔ تیسرے زنا کا۔ چوتھے سود کا۔ خدا سب مسلمانوں کو ان کاموں سے محفوظ رکھے۔

زمین کا میت سے بات کرنا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تو آپ نے لوگوں کو دیکھا کہ کھل کھلا کر ہنس رہے ہیں جس کی وجہ سے ان کے دانت باہر نکلے ہوئے ہیں ان کا یہ حال دیکھ کر آپ نے ارشاد فرمایا کہ خبردار! بلاشبہ اگر تم لذتوں کی کاٹنے والی چیز یعنی موت کو کثرت سے یاد کرتے تو تم کو میں اس حال میں

---

[1] مشکوٰۃ شریف

نہ دیکھتا۔ لہٰذا تم لذتوں کو کاٹنے والی چیز یعنی موت کو کثرت سے یاد کیا کرو کیونکہ قبر پر کوئی دن ایسا نہیں گذرتا جس دن وہ بہ کہتی ہو کہ میں بیگانگی کا گھر ہوں اور میں تنہائی کا گھر ہوں اور میں مٹی کا گھر ہوں اور میں کیڑوں کا گھر ہوں۔

پھر فرمایا کہ جب مومن بندہ دفن کر دیا جاتا ہے تو اس سے قبر کہتی ہے کہ مرحبا تو اپنے ہی گھر آیا۔ سمجھ لے بلاشبہ تو مجھے ان سب سے زیادہ محبوب تھا جو مجھ پر چلتے ہیں۔ سو جب تو آج میرے سپرد کر دیا گیا ہے اور میرے پاس آگیا ہے تو اب میرا سلوک دیکھے گا کہ میں تیرے ساتھ کیا اچھا سلوک کرتی ہوں۔ اس کے بعد جہاں تک نظر پہنچتی ہے۔ وہاں تک قبر فراخ ہو جاتی ہے اور اس کے لئے جنت کا ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور جب فاجر یا کافر بندہ دفن کر دیا جاتا ہے تو اس سے قبر کہتی ہے کہ تیرا آنا بُرا آنا ہے اور تو بُری جگہ آیا۔ سمجھ لے کہ مجھ پر چلنے والوں میں تو مجھے سب سے زیادہ مبغوض (دشمن) تھا سو اب جب تو میرے سپرد کر دیا گیا ہے اور آج میرے بس میں آگیا ہے۔ اب تو دیکھے گا کہ تجھ سے کیا معاملہ کرتی ہوں۔ اس کے بعد وہ اسے اس طرح بھینچتی ہے کہ اس کی دائیں پسلیاں بائیں پسلیوں میں اور بائیں پسلیاں دائیں پسلیوں میں گھس جاتی ہیں۔ اس کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس طرح ظاہر فرمایا کہ اپنے مبارک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل فرمائیں [1]

عذاب قبر سے محفوظ رہنے والے	حضرت فخر بنی آدم محبوب العالمین سید المرسلین جناب محمد رسول اللہ

[1] الحدیث اخرجہ ملیولدتی المشکوٰۃ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ جب میت کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو دفن کرنے کے بعد جب لوگ واپس ہوتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے سو اگر وہ مومن ہوتا ہے تو نماز اس کے سرہانے آجاتی ہے اور روزے اس کے داہنے طرف آجاتے ہیں اور زکوٰۃ اس کے بائیں طرف آجاتی ہے اور نفل کام جو کئے تھے مثلاً صدقہ، اور نفل نماز اور لوگوں کے ساتھ جو خیر اور نیکی دکھلائی کی تھی وہ اس کے پیروں کی طرف آجاتی ہے اگر اس کے سرہانے کی جانب سے عذاب آتا ہے تو نماز کہتی ہے کہ میری طرف سے جگہ نہ ملے گی۔ پھر اس کی داہنی طرف سے عذاب آتا ہے تو روزے کہتے ہیں کہ ہماری طرف سے جگہ نہ ملے گی۔ پھر بائیں طرف سے عذاب آتا ہے تو زکوٰۃ کہتی ہے کہ میری طرف سے جگہ نہ ملے گی۔ پھر پیروں کی طرف سے عذاب آتا ہے تو امورِ خیر صدقہ اور احسان کے کام جو لوگوں کے ساتھ کئے تھے وہ کہتے ہیں کہ ہماری جانب سے جگہ نہ ملے گی [1]

سورۂ ملک اور الم سجدہ پڑھنے والا

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آں حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایک صحابیؓ نے ایک قبر پر خیمہ لگا لیا اور ان کو پتہ نہ تھا کہ یہ قبر ہے (خیمہ میں بیٹھے بیٹھے اچانک دیکھتے کیا ہیں؟) کہ اس میں ایک انسان ہے جو سورۂ تبارک الذی بیدہ الملک پڑھ رہا ہے۔ پڑھتے پڑھتے اس نے پوری سورت ختم کر دی یہ دا قعہ انہوں نے حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ سورت عذاب روکنے والی ہے (اور) اس کو

[1] الترغیب

اللہ کے عذاب سے بچا رہی ہے[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ قرآن میں ایک سورت ہے جس کی تیس آیتیں ہیں اس نے ایک شخص کی سفارش کی یہاں تک کہ وہ بخش دیا گیا۔ پھر فرمایا کہ وہ سورہ تبارک الذی بیدہ الملک ہے[2]

حضرت خالد بن معدان (تابعی رحمۃ اللہ علیہ) سورۃ تبارک الذی بیدہ الملک اور سورۂ الم سجدہ کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ یہ دونوں سورتیں اپنے پڑھنے والے کے لئے قبر میں اللہ سے جھگڑیں گی اور دونوں میں سے ہر ایک کہے گی کہ اے اللہ اگر میں تیری کتاب میں سے ہوں تو اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما اور اگر میں تیری کتاب میں سے نہیں ہوں تو مجھے اپنی کتاب سے مٹا دے۔ یہ بھی فرماتے تھے کہ یہ پرندوں کی طرح اپنے پڑھنے والے پر پر پھیلا دیں گی اور اسے عذاب قبر سے بچا لیں گی[3]

ان دونوں سورتوں کو عذاب قبر سے بچانے میں بڑا دخل ہے جیسا کہ اس روایت سے ظاہر ہوا آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان دونوں سورتوں کو پڑھے بغیر نہ سوتے تھے[4]

فائدہ:۔ جس طرح سورہ الم سجدہ اور سورۂ ملک قبر کے عذاب سے بہت زیادہ بچانے والی ہیں اسی طرح چغل خوری کرنا اور پیشاب سے نہ بچنا دونوں فعل عذاب قبر میں بہت زیادہ مبتلا کرنے والے ہیں۔

پیٹ کے مرض میں مرنے والا

حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

---

[1] مشکوٰۃ [2] ایضاً [3] مشکوٰۃ شریف [4] ایضاً

وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کو اس کے پیٹ (کے مرض) نے قتل کیا اس کو قبر میں عذاب نہ دیا جائے گا۔[1] پیٹ کے کئی مرض ہیں۔ ان میں سے جو بھی موت کا سبب بن جائے اس کو قبر میں عذاب نہ ہوگا۔ ہر ایک کو حدیث شریف کا مضمون شامل ہے مثلاً استسقاء، ہیضہ، پیٹ کا درد وغیرہ۔

جمعہ کی رات یا جمعہ کے دن مرنے والا

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو بھی مسلمان جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات میں مرتا ہے اس کو خدا قبر کے فتنہ سے محفوظ رکھتا ہے۔[2]

رمضان میں مرنے والا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ بلاشبہ رمضان[3] کے مہینہ میں مُردوں سے قبر کا عذاب اٹھا لیا جاتا ہے۔[4]

جو مریض ہو کر مرے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مرض کی حالت میں مرا (و شہید مرا یا فرمایا) وہ قبر کے فتنہ سے بچا دیا جائے گا اور صبح شام اسے جنت کا رزق ملتا رہے گا۔[5]

---

[1] احمد و ترمذی [2] احمد و ترمذی [3] لفظ الحدیث ان العذاب یرفع عن الموتیٰ فی شہر رمضان و ترجمۃ علیٰ ان اللہ فی شہر رمضان متعلق بیرفع وفیہ احتمال اٰخر ان یکون متعلقاً بالموت فیکون المعنی ان الذین یموتون فی شہر رمضان لا یعذبون ۱۲ منہ عفا اللہ عنہ [4] بیہقی بسند ضعیف [5] مشکوٰۃ

مجاہد اور مرابط اور شہید حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے پاس شہید کے لئے چھ انعام ہیں (۱) خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی بخشدیا جاتا ہے اور جنت میں جو اس کا ٹھکانا ہے وہ اسے دکھایا جاتا ہے (۲) اور وہ قبر کے عذاب سے محفوظ کر دیا جاتا ہے (۳) اور وہ بڑی گھبراہٹ سے محفوظ رہے گا (جو صور پھونکے جانے کے وقت لوگوں کو ہوگی) اور (۴) اسکے سر پر عزت کا تاج رکھا جائے گا جس کا (ایک ایک) یاقوت دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سب سے بہتر ہوگا اور (۵) بہتر حورعین[1] اس کے جوڑے کے لیے دی جائیں گی (۶) اور ستر رشتہ داروں کے حق میں اس کی سفارش قبول کی جائے گی[2]

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں (اسلامی ملک کی سرحد تک حفاظت) ایک رات دن کرنا ایک مہینہ کے (نفلی) روزے رکھنے اور راتوں رات نماز میں ایک ماہ تک کھڑے رہنے سے بہتر ہے اور یہ حفاظت کرنے والا اگر اسی حالت میں مرگیا تو جو عمل وہ کرتا تھا اس کا ثواب اس کے لئے برابر قیامت تک جاری رکھا جائے گا اور اس کا رزق جاری رہے گا (جو شہیدوں کے لیے جاری رہتا ہے) اور قبر میں فتنہ ڈالنے والوں سے امن میں رہے گا[3]

حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص دشمن سے مقابل ہوا

---

[1] حورعین۔ بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں ۱۲ [2] ترمذی ابن ماجہ [3] اسلامی ملک کی سرحد کی حفاظت کو رابطہ کہتے ہیں ۱۲ [4] مشکوٰۃ شریف عن المسلم

اور پھر ثابت قدم رہا یہاں تک کہ مقتول یا غالب ہو گیا تو قبر کے اندر فتنہ میں نہ ڈالا جائے گا۔[1]

ایک شخص کو زمین نے قبول نہ کیا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کاتب تھا، وہ اسلام سے پھر کر مشرکین سے جا ملا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حق میں یہ دُعا فرمائی کہ اسکو زمین قبول نہ کرے گی۔ اس کے بعد جب وہ مر گیا تو حضرت ابو طلحہؓ اس قبر کی طرف تشریف لے گئے تو اسے قبر سے باہر پڑا ہوا پایا یہ دیکھ کر انھوں نے وہاں کے لوگوں سے دریافت فرمایا کہ یہ ماجرا کیا ہے تو انھوں نے بتایا کہ اس کو ہم نے کئی بار دفن کیا مگر ہر بار اس کو زمین نے باہر پھینک دیا لہٰذا ہم نے باہر ہی چھوڑ دیا۔[2] بعض اساتذہ سے احقر راقم الحروف نے یہ واقعہ سُنا ہے کہ ایک عالم کی قبر کسی ضرورت سے کھودی گئی جو مدینہ منورہ میں تھی تو اس میں ایک لڑکی کی نعش نکلی۔ دیکھنے والوں میں سے بعض لوگ اس لڑکی کو پہچانتے تھے اور ان کو معلوم تھا کہ یہ فلاں شہر کے فلاں عیسائی کی لڑکی ہے چنانچہ انھوں نے وہاں پہونچ کر اس کے ماں باپ سے اس کا حال پوچھا اور قبر دریافت کی تو انھوں نے قبر بھی بتائی اور یہ بھی فرمایا کہ دل سے مسلمان تھی اور مدینہ منورہ میں مرنے کی خواہش رکھتی تھی۔ پھر اس کی قبر کھدوا کر دیکھی گئی تو اس میں اس عالم کی نعش نکلی جس کی قبر میں وہ لڑکی مدینہ منورہ میں دیکھی تھی۔ پھر اس عالم کی بیوی سے ان کا عمل دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ وہ بڑے نیک آدمی تھے۔ یہ بات ضرور تھی کہ دھلوں

---

[1] نسائی و طبرانی [2] بخاری و مسلم

کہا کرتے تھے کہ عیسائی مذہب میں یہ بات بڑی آسانی کی ہے کہ ان کے یہاں جنابت کا غسل ضروری نہیں ہے اسی وجہ سے وہ اس لڑکی کی قبر میں پہنچا دیئے گئے۔

برزخ میں صبح شام جنت یا دوزخ کا پیش ہونا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ آں حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ جب تم میں سے کوئی مرجاتا ہے تو صبح شام اس کا ٹھکانا جنت یا دوزخ اس کے سامنے پیش کیا جاتا ہے اگر وہ جنتی ہے تو صبح شام اسکے سامنے جنت پیش کی جاتی ہے اور اگر وہ دوزخی ہے تو صبح شام اس کے سامنے دوزخ پیش کی جاتی ہے اور اس کا ٹھکانا دکھا کر اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا ٹھکانا ہے (پھر فرمایا کہ) قیامت کے دن تک جب کہ خدا اسے (قبر سے) اٹھائے گا ہر صبح شام ایسا ہی ہوتا رہے گا۔[1]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر امت کے اعمال پیش ہوتے ہیں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری حیات تمہارے لئے بہتر ہے۔ اور میری وفات تمہارے لئے بہتر ہے تمہارے اعمال مجھ پر پیش ہوں گے پس جو بھلائی (تمہاری طرف سے پیش کی جائے گی جسے) میں دیکھوں گا تو اس پر اللہ کی تعریف کروں گا اور جو کوئی برائی دیکھونگا (جو تمہاری طرف سے پیش کی جائے گی) تو تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت

---

[1] بخاری و مسلم

کی دعا کروں گا۔[1]

روضۂ مطہرہ کے پاس درود و سلام پڑھا جائے تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود سنتے ہیں اور جو کوئی دور سے درود و سلام بھیجے اس کو فرشتے پہونچا دیتے ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آں حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی مجھ پر میری قبر کے پاس درود پڑھے میں اس کو سنوں گا اور جو کوئی مجھ پر دور سے درود بھیجے وہ درود مجھے پہونچا دیا جاتا ہے۔[2]

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلا شبہ اللہ کے بہت سے فرشتے ہیں جو زمین میں گشت لگاتے پھرتے ہیں اور میری امت کا سلام میرے پاس پہونچاتے ہیں۔[3]

دنیا میں قاعدہ ہے کہ حاضرین آپس میں بالمشافہ سلام کرتے ہیں اور جو دور رہتے ہیں ان کو ڈاک سے یا آدمی کے ذریعہ سلام بھیجتے ہیں۔ اللہ رب العزت نے اپنی رحمت کاملہ سے یہ سلسلہ جاری رکھا ہے کہ جو مسلمان اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر دور سے سلام بھیجیں تو اس کو فرشتوں کے ذریعہ پہونچا دیتے ہیں' ان حدیثوں سے جہاں یہ معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حیات برزخیہ میں بھی اپنی امت سے تعلق باقی ہے اور یہ کہ اللہ رب العزت نے اس امت کو یہ شرف بخشا ہے کہ فرشتوں

---

[1] مجمع الفوائد [2] بیہقی [3] حاکم نسائی وغیرہ

کو اس کارِ عظیم کے لیے مقرر فرمایا ہے کہ امتیوں کا سلام فخرِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پہونچا دیں وہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ گو حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام باحیات ہیں لیکن انبیاء ذ یا للتہ ہر جگہ حاضر و ناظر نہیں ہیں ورنہ دور کی بات کو سنتے ہیں، جب حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہ ثابت ہے کہ ہر جگہ حاضر و ناظر اور ہر آواز سننے والے نہیں ہیں تو ان اولیاء اللہ کے بارے میں ایسا خیال کرنا تو بالکل ہی غلط اور بدعت ہوگا جو اللہ کے برگزیدہ پیغمبروں کے صحابیوں سے بھی کم درجہ کے ہیں۔

حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات برزخیہ

حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اس دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد بھی زندہ ہی ہیں گو شہداء کے بارے میں قرآن شریف میں وارد ہوا ہے کہ ان کو مُردہ مت کہو لیکن حضرات انبیاء کرام علیہم التحیۃ والسلام کے متعلق بھی متعدد روایت حدیث سے ثابت ہے کہ اس عالم سے منتقل ہو جانے کے بعد زندہ ہی ہیں مشہور محدث علامہ بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور مشہور مصنف علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اس موضوع پر ایک ایک رسالہ لکھا ہے اور حیات الانبیاء کا اثبات کیا ہے علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے کہ "آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دیگر تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے قبور میں باحیات ہونے کا دلائل کے ساتھ ہم کو قطعی علم ہے اور اس بارے میں تواتر کے درجہ کو حدیثیں پہونچ چکی ہیں۔ امام قرطبی نے اپنی کتاب "تذکرہ" میں فرمایا ہے کہ

حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی موت کا حاصل اتنا سمجھو کہ وہ ہماری نظروں سے پوشیدہ کر دیئے گئے ہیں اور ان کا حال ہماری نسبت ایسا ہے جیسے فرشتوں کا حال ہے (کہ ہم فرشتوں کو دیکھ نہیں سکتے ہیں) محدث بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی روحیں قبض کرنے کے بعد پھر واپس کر دی گئیں، اس لئے وہ اپنے رب کے حضور میں زندہ ہیں جیسا کہ شہداء ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آں حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں [1] یہ نماز تکلیف شرعی کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ لذت حاصل کرنے کے لئے ہے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے روز مجھ پر درود کثرت سے بھیجا کرو کیونکہ یہ دن مشہود ہے، جس کے معنی یہ ہیں کہ اس میں فرشتوں کی آمد (بکثرت) ہوتی ہے (پھر ارشاد فرمایا کہ) بیشک تم میں سے جو بھی شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے اس کا درود میرے سامنے پیش ہوتا رہتا ہے جب تک کہ وہ اس میں مشغول ہو سوال کیا گیا کہ یا رسول اللہ وفات کے بعد کیا ہوگا؟ ارشاد ہوا کہ (وفات کے بعد بھی مجھ پر درود پیش کیا جاتا رہے گا) کیونکہ اس عالم میں جاکر بھی اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) زندہ رہتے ہیں اور یہ زندگی روحانی نہیں ہوتی بلکہ جسمانی ہوتی ہے (کیونکہ) بیشک اللہ نے زمین پر یہ حرام فرما دیا ہے کہ نبیوں کے جسموں کو

---

[1] ابویعلی

کھا جاوے لہٰذا اللہ کا نبی زندہ رہتا ہے اور اس کو رزق بھی دیا جاتا ہے[1]

اس حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ حضرات انبیا رکرام علیہم الصلوٰۃ والسّلام اس عالم سے منتقل ہو کر حیات جسمانی کے ساتھ زندہ ہیں اور رزق بھی پاتے ہیں۔ یہ رزق اسی عالم کے مناسب ہے شہدا سے کے متعلق بھی رزق لمنا وارد ہوا ہے لیکن حضرات انبیا رکرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیوٰۃ اور مرزوقیت شہدا رسے اکمل ہے حضرت شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے :۔

وحیات انبیا ر متفق علیہ است ہیچ کس را در وے اختلافے نیست حیات جسمانی دنیاوی نہ حیات معنوی روحانی۔	حضرات انبیا رکرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات کا ایسا مسئلہ ہے جس پر سب کا اتفاق ہے کسی کو اس میں اختلاف نہیں اور یہ حیات جسمانی ہے جیسا کہ دنیا میں تھی اُن کی زندگی روحانی اور معنوی نہ سمجھی جائے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ اور مدینہ کے درمیان سفر کر رہے تھے، آپ نے ایک وادی کے متعلق دریافت کیا کہ کون سی وادی ہے ؟ حاضرین نے جواب دیا کہ یہ " وادیٔ ارزق " ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ گویا میں دیکھ رہا ہوں موسیٰ علیہ السلام کی طرف یہ فرما کر اُن کا رنگ اور بالوں کی کیفیت کچھ بیان فرمائی (اور فرمایا کہ وہ) اس حال میں (نظر آرہے) ہیں کہ اپنی دونوں انگلیاں دونوں کانوں میں

---

[1] ابن ماجہ

دیئے ہوئے ہیں اور اپنے رب کے نام کا تلبیہ زور زور سے پڑھتے ہوئے اس وادی سے گذر رہے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اس کے بعد ہم اور آگے چلے حتیٰ کہ ایک وادی آئی، اس کے متعلق فخر دوعالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے سوال فرمایا کہ یہ کون سی وادی ہے؟ حاضرین نے جواب دیا کہ یہ وادی "ہرشیٰ" (نامی) ہے یا بجائے ہرشیٰ کے لفت کہا، آں حضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گویا میں یونس (علیہ السلام) کو دیکھ رہا ہوں کہ سرخ اونٹنی پر سوار ہیں ان کے جسم پر اون کا جبہ ہے اور ان کی اونٹنی کی لگام درخت کی چھال کی ہے تلبیہ پڑھتے ہوئے اس وادی سے گذر رہے ہیں۔[1]

اس مبارک حدیث سے ثابت ہوا کہ آں حضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ اور حضرت یونس علیہما السلام کو بحالت بیداری تلبیہ پڑھتے ہوئے دیکھا، معلوم ہوا کہ حضرات انبیاء کرام (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کی حیات برزخیہ اس قدر اکمل اور اس قدر رفیع ہے کہ اس دنیا میں تشریف لا سکتے ہیں اور مناسک حج ادا کر سکتے ہیں اور ان کا دیکھا جانا بھی ممکن ہے بعض بزرگوں سے جو منقول ہے کہ انھوں نے آنحضرت فخر دوعالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو بیداری میں دیکھا تو یہ قابل تکذیب نہیں ہے اگر کوئی تصدیق نہ کرے تو جھٹلانا بھی بیجا ہے، معراج شریف کا واقعہ جو کتب احادیث میں آیا ہے اس میں یہ بھی ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے موسیٰ اور عیسیٰ اور ابراہیم (علیہم الصلوٰۃ

---

[1] مسلم شریف

والسلام، کو کھڑے ہوئے نماز پڑھتے دیکھا اتنے میں نماز کا وقت آگیا تو میں ان کا امام بنا۔[1]

اس وقت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی حیات دنیاوی ہی میں تھے اور جن نبیوں کو آپ نے نماز پڑھائی وہ حیات برزخی میں تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام گو اس دنیا میں نہیں ہیں مگر حیات برزخیہ میں بھی نہیں ہیں بلکہ اُن کی یہی حیات دنیاوی جاری ہے تاآنکہ دوبارہ تشریف لاکر وفات پائیں۔

بعض شہدائے احد کے جسم ۴۶ برس کے بعد صحیح سالم پائے گئے

موطا امام مالکؒ میں ہے کہ عمرو بن جموحؓ اور عبداللہ بن عمروؓ کی قبر کو پانی کے بہاؤ نے کھود دیا تھا یہ دونوں انصاری تھے اور غزوۂ احد میں شہید ہوئے تھے اور ایک ہی قبر میں دونوں کو دفن کر دیا گیا تھا جب پانی نے قبریں کھود ڈالیں تو دوسری جگہ دفن کرنے کے لیے اُن کی قبر کھودی گئی تو اس حالت میں پائے گئے کہ ان کے جسموں میں ذرا بھی فرق نہ آیا تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے کل ہی وفات پائی ہے۔ یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب کہ غزوۂ احد کو ۴۶ سال گذر چکے تھے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زمانۂ امارت میں مدینہ طیبہ میں نہر نکالنے کا ارادہ فرمایا تو اس کی گذرگاہ میں احد کا قبرستان پڑ گیا،

---

[1] مسلم شریف

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اعلان فرمادیا کہ اپنے عزیزوں کی نعشیں یہاں سے اٹھاکر منتقل کرلیں جب اس غرض سے نعشیں نکالی گئیں تو بالکل اپنی اصلی حالت پر تروتازہ معلوم ہوتی تھیں اسی وقت یہ واقعہ بھی پیش آیا کہ کھدائی کرتے ہوئے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مبارک قدم میں کدال لگ گیا تو اسی وقت خون جاری ہوگیا۔ یہ واقعہ غزوۂ احد سے پچاس سال بعد کا ہے[1]

شہداء احد کے علاوہ اور بھی بعض اکابر امت کے متعلق سیر و تاریخ کی کتابوں سے یہ ثابت ہے کہ دفن کرنے کے بعد جب برسہا برس کے بعد دیکھے گئے تو ان کے جسموں میں تغیر و تبدل نہ ہوا تھا۔ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے متعلق تو حدیث شریف میں قطعی فیصلہ ہے کہ انکے جسموں کو زمین گلا نہیں سکتی ہے لیکن کسی غیر نبی کو بھی اللہ رب العزت یہ شرف بخشیں تو ان کی رحمت اور قدرت سے کچھ بعید نہیں ہے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ خَیْرَ الْحَیٰوةِ وَخَیْرَ الْمَمَاتِ وَاَنْ تَغْفِرَ لِیْ وَتَرْحَمَنِیْ وَاَنْ تَتُوْبَ عَلَیَّ اِنَّكَ اَنْتَ رَبِّیْ۔ اَنْتَ مَوْلَایَ وَاَنْتَ لِیْ نِعْمَ الْوَكِیْلُ وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ سَیِّدِنَا وَسَنَدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ ؕ

---

[1] مختصر تذکرۃ القرطبی

مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری

www.idaraimpex.com

Published by Mohammad Yunus for
IDARA IMPEX
D-80, Abul Fazal Enclave-I, Jamia Nagar, New Delhi-110 025 (India)
Tel.: 2695 6832 Fax: +91-11-6617 3545 Email: sales@idaraimpex.com

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اَمّا بعد :۔ پیش نظر اوراق میں احقر نے جہنم کے حالات آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے اخذ کر کے سلیس اردو زبان میں قلمبند کئے ہیں۔ وجہ تالیف یہ ہے کہ مسلمانوں کی زبان پر یوں تو دوزخ کا ذکر آتا ہی رہتا ہے مگر اس سے بچنے اور محفوظ رہنے کے افعال و اعمال سے اس لئے غافل ہیں کہ ان کے دل ہلا دینے والے عذاب اور ان مصیبتوں سے بے خبر ہیں جو دوزخیوں پر گزریں گی۔

مجھے یقین ہے کہ جو مسلمان ان اوراق کو غور سے پڑھیں گے اور آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ کو سچا جانتے ہوئے دوزخ کے حالات کا مراقبہ کریں گے وہ بآسانی گناہوں سے بچ سکیں گے اور پھر ان کا نفس نیکیوں کے کرنے میں زیادہ مزاحمت بھی نہ کرے گا۔ خدا کرے دین کی دوسری کتابوں کی طرح یہ کتاب بھی مسلمانوں کو دیندار بننے میں مدد دے اور ان میں زیادہ سے زیادہ مقبول ہو۔

اس کے ساتھ اگر آپ جنت والوں کے عیش و آرام اور میدانِ حشر کے واقعات بھی معلوم کرنا چاہیں تو ادارہ کی مشہور تصانیف "میدانِ حشر" اور "خدا کی جنت" کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔ ناظرین سے درخواست ہے کہ اپنی نیک دعاؤں میں اس مسکین کو نیز ادارہ کے دوسرے ارکان کو فراموش نہ فرمائیں۔

محمد عاشق الٰہی بلند شہری
عفا اللہ عنہ

دوزخ کے حالات

اس رسالہ کو دو حصوں پر تقسیم کرتا ہوں۔ ایک "دوزخ کے حالات" دوسرے "دوزخیوں کے حالات"۔ پہلے احوالِ دوزخ لکھتا ہوں پھر دوزخیوں کے حالات لکھے جائیں گے۔ وَاللّٰہُ الْمُوَفِّقُ وَھُوَ یَھْدِی السَّبِیْل

دوزخ کی گہرائی

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے دوزخ کی گہرائی بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ اگر ایک پتھر جہنم میں ڈالا جائے تو دوزخ کی تہہ میں پہنچنے سے پہلے ستر سال تک گرتا چلا جائے گا۔ (ترغیب عن ابن حبان وغیرہ) اور حضرت ابو ہریرہ رضی کا بیان ہے کہ ہم رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ہم نے کسی چیز کے گرنے کی آواز سنی، رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تم جانتے ہو کہ یہ (آواز) کیا ہے؟ ہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ یہ ایک پتھر ہے جس کو خدا نے جہنم کے منہ پر (تہہ میں گرنے کے لئے) چھوڑا تھا اور وہ ستر سال تک گرتے گرتے اب دوزخ کی تہہ میں پہنچا ہے یہ اس کے گرنے کی آواز ہے (مسلم)

دوزخ کی دیواریں

رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دوزخ کو چار دیواریں گھیرے ہوئے ہیں۔ جن میں ہر دیوار کا عرض چالیس سال چلنے کی مسافت رکھتا ہے۔ (ترمذی) یعنی

دوزخ کی دیواریں اتنی موٹی ہیں کہ صرف ایک دیوار کی چوڑائی طے کرنے کے لئے چالیس سال خرچ ہوں۔

دوزخ کے دروازے

قرآن شریف میں دوزخ کے دروازوں کے متعلق فرمایا ہے۔

وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ أَجْمَعِينَ لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِنْهُمْ جُزْءٌ مَقْسُومٌ ۝ (حجر پ۱۴)

اور ان سب سے جہنم کا وعدہ ہے جس کے سات دروازے ہیں، ہر دروازے کے لئے اُن لوگوں کے الگ الگ حصّے ہیں۔

خود رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخ کے سات دروازے ہیں جن میں سے ایک اس کے لئے ہے جو میری امت پر تلوار اٹھائے۔ (مشکوٰۃ)

دوزخ کی آگ اور اندھیری

رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخ کو ایک ہزار برس تک دھونکا گیا تو اُس کی آگ سرخ ہوگئی۔ پھر ایک ہزار برس تک دھونکا گیا تو اُس کی آگ سفید ہوگئی۔ پھر ایک ہزار برس تک دھونکا گیا تو اس کی آگ سیاہ ہوگئی، چنانچہ دوزخ اب سیاہ اندھیرے والی ہے۔ (ترمذی) ایک روایت میں ہے کہ وہ اندھیری رات کی طرح تاریک ہے۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ اس کی لپٹ سے اس میں روشنی نہیں ہوتی۔ (ترغیب) یعنی ہمیشہ اندھیرا ہی رہتا ہے۔ بخاری و مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہاری یہ آگ (جس کو تم جلاتے ہو) دوزخ کی آگ کا ستّرواں حصہ ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا (جلانے کو تو) یہی بہت ہے۔ آپ نے فرمایا۔ وہاں

اس کے باوجود، دُنیا کی آگوں سے دوزخ کی آگ گرمی میں ۶۹ درجہ بڑھی ہوئی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ دوزخی اگر دنیا کی آگ میں آجائیں تو ان کو نیند آجائے۔ (ترغیب) کیونکہ بہ نسبت دوزخ کی آگ کے دنیا کی آگ بہت ہی زیادہ ٹھنڈی ہے لہٰذا اس میں اُن کو دوزخ کے مقابلہ میں آرام معلوم ہوگا۔

عذابِ دوزخ کا اندازہ

رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخیوں میں سب سے ہلکا عذاب اس شخص پر ہوگا جس کی دونوں جوتیاں اور تسمے آگ کے ہوں گے جن کی وجہ سے ہانڈی کی طرح اس کا دماغ کھولتا ہوگا وہ سمجھے گا کہ مجھے ہی سب سے زیادہ عذاب ہو رہا ہے، حالانکہ اس کو سب سے کم عذاب ہوگا۔ (بخاری ومسلم)

مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ قیامت کے دن ایک ایسے دوزخی کو جو دنیا میں تمام انسانوں سے زیادہ لذت اور عیش میں رہا تھا پکڑ کر ایک مرتبہ دوزخ میں غوطہ دیا جائے گا پھر اُس سے پوچھا جائے گا۔ اے ابن آدم کیا تونے کبھی نعمت دیکھی ہے کیا کبھی تجھے آرام نصیب ہوا ہے؟ اس پر وہ کہے گا۔ خدا کی قسم اے رب نہیں! (میں نے کبھی آرام نہیں پایا)۔ پھر فرمایا کہ قیامت کے دن ایک ایسے جنتی کو جو دنیا میں تمام انسانوں سے زیادہ مصیبت میں رہا تھا اُسے پکڑ کر جنت میں غوطہ دیا جائے گا پھر اس سے پوچھا جائے گا۔ اے ابن آدم کیا کبھی تونے مصیبت دیکھی ہے؟ کیا کبھی تجھ پر سختی گذری ہے؟ وہ کہے گا خدا

کی قسم اے رب مجھ پر کبھی سختی نہیں گذری اور میں نے کبھی مصیبت نہیں دیکھی۔

دوزخ کا سانس

رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب سخت گرمی ہو تو ظہر کی نماز دیر سے پڑھا کرو۔

کیونکہ گرمی کی سختی دوزخ کی تیزی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ (پھر فرمایا کہ) دوزخ نے اپنے رب کی بارگاہ میں شکایت کی کہ (میری تیزی بہت بڑھ گئی ہے حتیٰ کہ) میرے کچھ حصے دوسرے حصوں کو کھائے جاتے ہیں (لہٰذا مجھے اجازت دی جائے کہ کسی طرح اپنی گرمی ہلکی کروں) چنانچہ رب العٰلمین نے اس کو دو مرتبہ سانس لینے کی اجازت دی ایک سانس سردی کے موسم میں اور ایک گرمی کے موسم میں لہٰذا گرمی جو تم محسوس کرتے ہو دوزخ کی لُو کا اثر ہے (جو سانس کے ساتھ باہر آتی ہے) اور سخت سردی جو محسوس کرتے ہو دوزخ کے سرد حصہ کا اثر ہے (بخاری شریف)۔ مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ دوپہر کو روزانہ دوزخ دہکایا جاتا ہے۔

ف:۔ دوزخ کے سانس لینے سے گرمی بڑھ جانا تو سمجھ میں آتا ہے لیکن سردی کا بڑھنا بظاہر سمجھ میں نہیں آتا۔ دراصل بات یہ ہے کہ گرمی میں دوزخ سانس باہر پھینکتی ہے اور اس طرح دنیا میں گرمی بڑھ جاتی ہے اور سردی میں سانس اندر لیتی ہے اور اس طرح دنیا کی تمام گرمی کھینچ لیتی ہے اس وجہ سے سردی بڑھ جاتی ہے۔ بعض علماء نے اس کی یہ تشریح کی ہے کہ دوزخ میں جلانے ہی کا عذاب نہیں ہے بلکہ ٹھنڈک کا عذاب بھی ہے۔ اُمت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ کے مشہور اہل کشف بزرگ حضرت عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ

کا بیان ہے کہ جنات کو آگ کا عذاب نہیں دیا جائے گا کیونکہ آگ ان کی طبیعت ہے بلکہ ان کو زمہریر یعنی انتہا درجہ کی ٹھنڈک کا عذاب دیا جائے گا۔ جنات دنیا میں بھی سردی سے بے حد ڈرتے ہیں اور سرد ہوا سے جنگلی گدھوں کی طرح بدحواس ہو کر بھاگتے ہیں۔ فرماتے تھے کہ پانی میں نہ شیطان داخل ہو سکتا ہے نہ کوئی جن جا سکتا ہے۔ اگر کوئی ان کو پانی میں ڈال دے تو تجھ کر فنا ہو جائیں گے۔ یہ بھی فرماتے تھے کہ قاتلوں کو شیطان کے ساتھ ٹھنڈک کا عذاب دیا جائے گا۔ یہاں پہنچ کر ذرا چشم عبرت کھولئے کہ اس دنیا کی معمولی سردی اور گرمی کو انسان برداشت نہیں کر سکتا جو دوزخ کے سانس سے پیدا ہوتی ہے۔ پھر بھلا دوزخ کی اصلی گرمی اور سردی کیسے برداشت کرے گا۔ فَاعْتَبِرُوْا یٰۤاُولِی الْاَبْصَارِ۔ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ کروڑوں انسان ایسے ہیں جو اس دنیا کی معمولی سردی اور گرمی سے بچنے کا اہتمام کرتے ہیں مگر دوزخ سے بچنے کا ان کو کچھ دھیان نہیں۔

دوزخ کا ایندھن

قرآن حکیم فرماتا ہے

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ (تحریم)

اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔

ف:۔ پتھروں سے کیا مراد ہے؟ اس کے متعلق حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ پتھر جو دوزخ کا ایندھن ہیں وہ کبریت (یعنی گندھک) کے پتھر ہیں جو خدا نے قریب والے آسمان میں اس دن پیدا کئے تھے جس دن آسمان

وزمین پیدا فرمائے تھے۔ پھر فرمایا۔ یہ پتھر کفار کے عذاب کے لئے تیار فرمائے ہیں۔ (حاکم)

ان پتھروں کے علاوہ مشرکین کی وہ مورتیاں بھی دوزخ میں ہوں گی جن کی وہ پوجا کیا کرتے تھے۔ چنانچہ سورہ انبیاء میں ہے۔

اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ؕ اَنْتُمْ لَهَا وَارِدُوْنَ ۝ — اے مشرکو! بے شک تم اور تمہارے وہ معبود جن کی خدا کے سوا پوجا کرتے ہو سب دوزخ میں جھونکے جاؤ گے اور تم سب اس میں داخل ہوگے۔

دوزخ کے طبقے

جیسے گذر چکا ہے کہ دوزخ کے سات دروازے ہیں چنانچہ فرمایا۔ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ ؕ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ۝ اس آیت کی تفسیر میں مؤلف بیان القرآن قدس سرہٗ لکھتے ہیں کہ بعض نے کہا ہے، سات طبقے مراد ہیں۔ جن میں مختلف قسم کے عذاب ہیں جو جس عذاب کا مستحق ہوگا اُسی طبقہ میں داخل ہوگا چونکہ ہر طبقہ کا دروازہ علیحدہ علیحدہ ہے اس لئے سات دروازوں سے تعبیر فرمایا اور بعض نے فرمایا ہے کہ سات دروازے ہی مراد ہیں اور مقصد بیان کرنا ہے کہ دوزخ میں داخل ہونے والوں کی کثرت کی وجہ سے ایک دروازہ کافی نہ ہوگا اس لئے سات دروازے بنائے گئے ہیں۔

علامہ ابن کثیر قدس سرہٗ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ آپ نے سَبْعَةُ اَبْوَابٍ (سات دروازوں) کے متعلق ہاتھوں سے اشارہ کرکے فرمایا کہ دوزخ کے دروازے اس طرح ہیں یعنی اُوپر نیچے ہیں۔

اس ارشاد سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ نیچے اوپر جہنم کے سات طبقے ہیں اور ہر طبقہ کا علیٰحدہ علیٰحدہ دروازہ ہے اور قرآن حکیم کی آیت

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ (نساء) بلاشبہ منافقین دوزخ کے سب سے نیچے کے طبقہ میں جائیں گے

سے بھی یہی واضح ہوتا ہے کہ جہنم کے متعدد طبقے ہیں۔ اکابر نے ان طبقوں کے نام اور ان طبقوں والوں کی تفصیل اس طرح بتائی ہے کہ سب سے نیچے کا طبقہ منافقین، فرعون اور اس کے مددگاروں کا ہے جس کا نام ہاویہ ہے اور دوسرا طبقہ جو ہاویہ کے اوپر ہے مشرکین کے لئے ہے جس کا نام جحیم ہے۔ پھر جحیم کے اوپر تیسرا طبقہ سقر جو لامذہب فرقہ صابئین کے لئے ہے۔ چوتھا طبقہ جو سقر سے اوپر ہے لظیٰ ہے وہ ابلیس اور اس کے متبعین کے لئے ہے اور اس کے اوپر پانچواں طبقہ یہود کے لئے ہے جس کا نام حطمہ ہے۔ اور چھٹا طبقہ سعیر ہے جو نصاریٰ کے لئے ہے اور سب سے اوپر ساتواں طبقہ جہنم ہے جو گنہگار مسلمانوں کے لئے ہے اسی پر پل صراط قائم ہوگی اور گو سب طبقات پر لفظ جہنم کا اطلاق آیا ہے لیکن اصل میں اسی ایک طبقہ کا نام جہنم ہے۔ یہ بھی لکھا ہے کہ طبقاتِ جہنم کے ہر دروازے سے دوسرے دروازے تک سات سو برس کی مسافت ہے۔

دوزخ کی ایک خاص گردن

رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن دوزخ سے ایک گردن نکلے گی جس کی دو آنکھیں ہوں گی اور دو کان ہوں گے

جن سے سنتی ہوگی اور ایک زبان ہوگی جس سے بولتی ہوگی وہ کہے گی میں تین شخصوں پر مسلط کی گئی ہوں۔ ۱۔ ہر سرکش ضدی پر ۲۔ ہر اس شخص پر جس نے اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود ٹھہرایا۔ ۳۔ تصویر بنانے والے پر۔ (ترمذی)

آگ کے ستونوں میں بند کر دیئے جائیں گے

نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَی الْاَفْـِٕدَةِ اِنَّهَا عَلَیْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ فِیْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ (ہمزہ)

ترجمہ: سلگائی ہوئی اللہ کی وہ آگ ہے جو دلوں تک جا پہنچے گی۔ وہ آگ ان پر لمبے لمبے ستونوں میں بند کر دی جائے گی۔

دنیا میں کسی کو آگ لگتی ہے تو دل تک پہنچنے سے پہلے ہی اس کی روح نکل جاتی ہے لیکن دوزخ میں چونکہ موت ہی نہ آئے گی اس لئے سارے بدن کے ساتھ دلوں پر بھی آگ چڑھی بیٹھی ہوگی اور خوب جلائے گی۔ آگ بند کر دی جائے گی۔ یعنی دوزخیوں کو دوزخ میں بھر کر آگے سے دروازے بند کر دیئے جائیں گے کیونکہ اس میں اُن کو ہمیشہ رہنا ہوگا۔ نکلنا نصیب ہی نہ ہوگا۔ لمبے لمبے ستونوں کا مطلب یہ ہے کہ آگ کے اتنے اتنے بڑے شعلے ہوں گے جیسے ستون ہوتے ہیں اور دوزخی اس میں بند ہوں گے۔ (بیان القرآن)

دوزخ پر مقررہ فرشتوں کی تعداد

عَلَیْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ (مدثر)

دوزخ پر انیس فرشتے مقرر ہوں گے

ف:۔ ان انیس میں سے ایک مالک ہے اور باقی خازن ہیں۔ اور گو دوزخیوں کو سزا دینے کے لئے ان میں کا ایک فرشتہ بھی کافی ہے مگر مختلف قسم کے عذاب

دینے اور عذاب کے انتظام کے لیے ۱۹ فرشتے مقرر ہیں جن کے متعلق سورۂ تحریم میں ہے۔

عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ط

اس پر سخت اور مضبوط فرشتے مقرر ہیں جو اللہ کی ذرا نافرمانی اس کے حکم میں نہیں کرتے اور جو حکم ہوتا ہے وہی کرتے ہیں۔

بیان القرآن میں درمنثور سے نقل کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخ پر مقرر شدہ فرشتوں میں سے ہر ایک کی تمام جنات و انسانات کی برابر قوت ہے۔

دوزخ کا غیظ و غضب چیخنا چلانا اور دوزخیوں کو آواز دے کر بلانا اور دوزخیوں کا تنگ جگہوں میں ڈالا جانا

وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ط وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۞ اِذَآ اُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقًا وَّهِيَ تَفُوْرُ ۞ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ط

(سورۂ ملک پ ۲۹)

اور جو لوگ اپنے رب کا انکار کرتے ہیں ان کے لئے دوزخ کا عذاب ہے اور وہ بری جگہ ہے جب یہ لوگ اس میں ڈالے جائیں گے تو اسکی ایک بڑی زور کی آواز سنیں گے اور وہ اس طرح جوش مارتا ہوگا جیسے ابھی غصہ کی وجہ سے پھٹ پڑے گا۔

حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ بیان القرآن میں لکھتے ہیں کہ یا تو اللہ تعالیٰ

اس میں ادراک (سمجھ) اور غصہ پیدا کر دے گا[1] مغضوبین حق پر اس کو بھی غصہ آئے گا۔ اور یا تمثال دے کر سمجھانا مقصود ہے کہ ایسا معلوم ہوگا جیسے دوزخ کو غصہ آرہا ہے۔

إِذَا رَأَتْهُم مِّن مَّكَانٍۭ	جب وہ (دوزخ) ان کو دور سے دیکھے گا تو
بَعِيدٍ سَمِعُوا لَهَا تَغَيُّظًا	(وہ دیکھتے ہی اس قدر غضبناک ہو کر جوش مارے
وَزَفِيرًا ۝ وَإِذَا أُلْقُوا	گا کہ وہ لوگ (دور ہی سے) اس کا جوش و
مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا	خروش سنیں گے اور جب وہ اس کی کسی تنگ
مُّقَرَّنِينَ دَعَوْا	جگہ میں ہاتھ پاؤں جکڑ کر ڈال دیئے جائیں گے
هُنَالِكَ ثُبُورًا ۝ (فرقان)	تو وہاں موت ہی موت پکاریں گے۔

ف:۔ ابھی جہنم دوزخیوں سے سو سال کے فاصلہ پر ہوگا کہ اس کی نظریں ان پر پڑیں گی اور ان کی نظریں اس پر پڑیں گی۔ وہ دیکھتے ہی پیچ و تاب کھائے گا۔ اور جوش و خروش سے آوازیں نکالے گا جن کو وہ سن لیں گے اور جب اس میں دھکیل دیئے جائیں گے تو موت کو پکاریں گے یعنی جیسے دنیا میں کسی مصیبت کے وقت کہتے ہیں۔ ارے مر گئے۔

ابن ابی حاتم کی ایک روایت میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے إِذَا رَأَتْهُم کو تلاوت فرما کر دوزخ کی دو آنکھیں ثابت فرمائیں (ابن کثیر)

---

[1] دوسری بہت سی روایات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ دوزخ اور جنت کو اللہ پاک سمجھ دے دیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ

اگرچہ دوزخ بہت بڑی جگہ ہے لیکن عذاب کے لئے دوزخیوں کو تنگ تنگ جگہوں میں رکھا جائے گا۔ بعض روایات میں خود رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کی تفسیر منقول ہے کہ جس طرح دیوار میں کیل گاڑی جاتی ہے اس طرح دوزخیوں کو دوزخ میں ٹھونسا جائے گا۔ (ابن کثیر)

تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَ تَوَلّٰى ۙ وَ جَمَعَ فَاَوْعٰى ۚ (معارج) — دوزخ اس شخص کو (خود) بلائے گا جس نے دنیا میں حق سے پیٹھ پھیری ہوگی اور (طاعت سے) بے رخی کی ہوگی اور (مال) جمع کیا ہوگا پھر اٹھا اٹھا رکھا ہوگا۔

ابن کثیر میں ہے کہ جس طرح جانور دانہ تلاش کر کے چگتا ہے اسی طرح دوزخ میدانِ حشر سے بُرے لوگوں کو ایک ایک کر کے دیکھ بھال کے چُن لے گا۔ اس آیت میں مال جمع کرنے والوں کا ذکر ہے۔ حضرت قتادہ رضؓ اس کی تفسیر میں فرماتے تھے کہ جس نے جمع کرنے میں حلال و حرام کا خیال نہ رکھا اور فرمانِ خداوندی کے باوجود خرچ نہ کرتا تھا وہ شخص مراد ہے۔

حضرت عبداللہ بن حکیم اس آیت کے خوف کی وجہ سے کبھی تھیلی کا منھ ہی بند نہ کرتے تھے۔ حضرت حسن بصریؒ فرماتے تھے کہ اے ابن آدم! تو خدا کی وعید سنتا ہے اور پھر مال سمیٹتا ہے۔ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"قیامت کے دن انسان کو بکری کے بچے کی طرح (یعنی ذلت کی حالت میں) لا کر خدا کے سامنے کھڑا کر دیا جائے گا اللہ جل شانہٗ اس سے فرمائیں گے کیا میں نے تجھ کو مال نہیں دیا، مویشی اور غلام و خادم نہیں دیئے

تجھ پر انعامات نہیں کئے؟ بتا تو نے اس کے شکریہ میں کیا کیا۔؟ اس پر وہ جواب دے گا۔ اے میرے پروردگار! میں نے جمع کیا اور خوب بڑھایا اور جتنا تھا اس سے کہیں زیادہ چھوڑا لہذا مجھے اجازت دیجئے کہ اس سب کو لے آؤں۔ حاصل یہ کہ وہ بندہ ایسا ہوگا کہ اس نے کچھ خیر آگے نہ بھیجا ہوگی۔ لہذا اُس کو دوزخ میں پہنچا دیا جائے گا۔ (ترمذی)

نیز ارشاد فرمایا کہ دنیا اس کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہیں ہے اور اس کا مال ہے جس کا کوئی مال نہیں اور دنیا کے لئے وہ جمع کرتا ہے جس کے پاس کچھ بھی عقل نہ ہو۔ (مشکوٰۃ)

بیہقی نے شعب الایمان میں مرفوع حدیث نقل کی ہے کہ جب مرنے والا مرجاتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں کہ اس نے آخرت میں کیا بھیجا ہے اور انسان کہتے ہیں کہ اس نے دنیا میں کیا چھوڑا ہے۔

دوزخ کی باگیں اور اس کے کھینچنے والے فرشتے

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس روز دوزخ کو لایا جائے گا جس کی ستر ہزار باگیں ہوں گی اور ہر باگ پر ستر ہزار فرشتے مقرر ہوں گے جو اس کو کھینچ رہے ہوں گے۔ (مسلم شریف)

حافظ عبدالعزیز منذری رحمۃ اللہ علیہ نے الترغیب والترہیب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد نقل فرمایا ہے کہ بالفرض

اگر اس وقت فرشتے دوزخ کی باگیں چھوڑ دیں تو ہر نیک و بد کو اپنے نرغہ میں لیلے

دوزخ کے سانپ اور بچھو

رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بے شک دوزخ میں بڑی لمبی گردنوں والے اونٹوں کی برابر سانپ ہیں (جن کے زہریلے مادہ کی حقیقت یہ ہے کہ) ایک بار جب ان میں سے ایک سانپ ڈسے گا۔ تو دوزخی چالیس سال تک اس کی سوزش محسوس کرتا رہے گا۔ (پھر فرمایا) اور بے شک دوزخ میں پالان سے لدے ہوئے خچروں کی طرح بچھو ہیں (جن کے زہریلے مادہ کی حقیقت یہ ہے کہ) ایک بار جب ان میں سے ایک بچھو ڈسے گا تو دوزخی چالیس سال تک اس کی سوزش محسوس کرتا رہے گا۔ (احمد)

قرآن شریف میں ہے زِدْنَاهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ الآیہ (یعنی ہم اُن کے لئے عذاب پر عذاب بڑھا دیں گے اُس شرارت کے بدلے جو وہ کرتے تھے) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا۔ کہ آگ کے عام عذاب کے علاوہ ان کے لئے یہ عذاب بڑھا دیا جاوے گا کہ ان پر بچھو مسلط کئے جائیں گے جن کے کیلے (بڑے دانت) لمبی لمبی کھجوروں کے برابر ہوں گے۔

(قال فی الترغیب رواہ ابو یعلی والحاکم وقال صحیح علی شرط الشیخین)

دوزخ میں موت نہ آئیگی اور عذاب ہلکا نہ ہوگا

قرآن حکیم میں ارشاد ہے

لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ۝ (زخرف) ان کا عذاب ہلکا نہ کیا جائے گا اور وہ اسی میں مایوس پڑے رہیں گے

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا ط (فاطر) نہ تو ان کی قضا آوے گی کہ مر ہی جائیں اور نہ دوزخ کا عذاب ہی ان سے ہلکا کیا جاوے گا۔

یعنی دوزخ میں یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ عذاب میں پڑے پڑے موت ہی آجائے اور عذاب سے بچ جائیں بلکہ وہاں بے انتہا تکلیف ہونے پر بھی زندہ رہیں گے۔ حدیث میں ہے کہ جب جنتی جنت میں پہنچ جائیں گے اور دوزخی دوزخ میں جا چکیں گے (اور دوزخ سے کوئی جنت میں جانیوالا باقی نہ رہے گا)، تو دوزخ اور جنت کے درمیان (مینڈھے کی صورت میں) موت لائی جائے گی۔ اس کے بعد ایک پکارنے والا پکارے گا کہ اے اہلِ جنت اب موت نہ آئے گی اور اے اہلِ دوزخ اب موت نہ آئے گی۔ اس اعلان کے سننے سے اہلِ جنت کی خوشی میں اضافہ ہوگا اور اہلِ دوزخ کا رنج اور بڑھ جائے گا۔ (بخاری ومسلم)

دوزخ کی آواز هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ

يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَأْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ط (ق) جس دن ہم کہیں دوزخ سے کیا تو بھر چکی؟ وہ کہے گی کہ کیا کچھ اور بھی ہے؟ (ترجمہ شیخ الہند)

حدیث شریف میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جہنم میں دوزخی ڈالے جائیں گے اور دوزخ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ (کیا اور بھی ہے) کہتا جائے گا۔ اور سب دوزخی داخل ہوجائیں گے جب بھی نہ بھرے گا حتی کہ اللہ رب العزت اپنا قدم شریف رکھ دیں گے جس کی وجہ سے دوزخ سمٹ جائے گا۔ اور یوں عرض کرے گا۔ قَطْ قَطْ بِعِزَّتِكَ وَكَرَمِكَ ۔ (بس بس آپ کی عزت اور کرم کا واسطہ دیتا ہوں۔) (مشکوٰۃ شریف)

صبر کرنے پر بھی عذاب سے رہائی نہ ہوگی

دنیا میں دستور ہے کہ صبر کرنے سے مصیبت کے بعد راحت نصیب ہوجاتی ہے مگر دوزخ کے عذاب کے بارے میں ارشاد ہے۔

اِصْلَوْهَا فَاصْبِرُوْٓا اَوْ لَا تَصْبِرُوْا ۚ سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ ۭ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ (طور)

دوزخیوں سے کہا جائے گا اس میں داخل ہوجاؤ پھر صبر کرو یا نہ کرو تمہارے حق میں دونوں برابر ہیں جیسا کہ تم کرتے تھے ویسا ہی تمہیں بدلہ دیا جائے گا۔

دوزخیوں کا کھانا پینا

ضَرِيْع یعنی آگ کے کانٹے

تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ۝ لَيْسَ — دوزخیوں کو کھولتے ہوئے چشمے کا پانی ملے گا اور

لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ۝ — سوائے جھاڑ کانٹوں والے کھانے

لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ — کے ان کے لئے کچھ کھانا نہ ہوگا

جُوْعٍ ۝ — جو نہ طاقت دے گا نہ بھوک دور کریگا

صاحب مرقاۃ لکھتے ہیں کہ ضریع حجاز میں ایک کانٹے دار درخت کا نام ہے جس کی خباثت کی وجہ سے جانور بھی پاس نہیں پھٹکتے۔ اگر جانور اس کو کھالے تو مر جائے۔ پھر لکھتے ہیں۔ یہاں ضریع سے آگ کے کانٹے مراد ہیں جو ایلوے سے کڑوے، مردہ سے زیادہ بدبودار اور آگ سے زیادہ گرم ہوں گے اور جن کو بہت زیادہ کھانے کے بعد بھی بھوک دور نہ ہوگی۔

غِسْلِيْن زخموں کا دھوون

فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ — آج اس کا کوئی دوست نہیں اور

وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ ۝ — نہ کچھ کھانے کو ہی ہے سوائے زخموں

لَّا يَاْكُلُهٗۤ اِلَّا الْخٰطِئُوْنَ ۝ — کے دھوون کے جسے صرف گنہ گار

(حاقہ) — کھاتے ہیں۔

زَقُّوْم (سینڈھ) اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ — بے شک گنہگار کی غذا

طَعَامُ الْاَثِيْمِ ۛ كَالْمُهْلِ ۛ يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ ۙ كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ ؕ (دخان)	گنہگار کا کھانا ہوگا۔ جیسے پگھلا ہوا تانبا ویسا زقوم کا درخت پیٹوں میں ایسا کھولے گا جیسے گرم پانی کی طرح کھولے گا۔
ثُمَّ اِنَّكُمْ اَيُّهَا الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ ۙ لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ۙ فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ۚ فَشٰرِبُوْنَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيْمِ ۚ فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ ؕ هٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ ؕ (واقعہ)	پھر اے جھٹلانے والے گمراہ لوگو! تم زقوم کے درخت کھاؤ گے اور اس سے اپنے پیٹ بھر لوگے، پھر اوپر سے کھولتا ہوا پانی پیو گے۔ جیسے پیاسے اونٹ پیتے ہیں قیامت کے روز اس طرح اُن کی مہمانی ہوگی۔
اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْۤ اَصْلِ الْجَحِيْمِ ۙ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ ؕ (صافات)	دراصل وہ (زقوم) ایک درخت ہے جو دوزخ کی جڑ میں سے نکلتا ہے اس کے پھل ایسے ہیں جیسے سانپوں کے پھن۔

ف ا۔ زقوم کا ترجمہ سینڈھ کیا جاتا ہے جو مشہور کڑوا درخت ہے، لیکن یہ صرف سمجھانے کے لیے ہے کیونکہ وہاں کی ہر چیز کڑواہٹ اور بدبو وغیرہ میں یہاں کی چیزوں سے کہیں زیادہ بڑھ کر ہے اور کیسا ہی بُرا منظر ہوگا جب کہ اس درخت سے کھائیں گے اور پھر اوپر سے کھولتا ہوا پانی پئیں گے اور وہ بھی تھوڑا بہت نہیں بلکہ پیاسے اونٹوں کی طرح خوب ہی پئیں گے۔

اَعَاذَنَا اللّٰهُ تَعَالٰى مِنَ الزَّقُّوْمِ وَالْحَمِيْمِ وَسَائِرِ اَنْوَاعِ عَذَابِ الْجَحِيْمِ

رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اگر زقوم کا ایک قطرہ بھی دنیا میں ٹپکا دیا جائے تو وہ یقیناً تمام دنیا والوں کی غذائیں بگاڑ ڈالے (یعنی سب کڑوی ہو جائیں) اب بتاؤ اس کا کیا حال ہوگا جس کی خوراک ہی زقوم ہوگی۔ (ترمذی و ابن حبان و حاکم) حاکم کی روایت میں ہے کہ خدا کی قسم اگر زقوم کا ایک قطرہ دنیا کے دریاؤں میں ڈالدیا جائے تو وہ یقیناً تمام دنیا والوں کی غذائیں کڑوی کر دے۔ تو بتاؤ۔ اس کا کیا حال ہوگا جس کا کھانا ہی زقوم ہوگا۔ (ترغیب)

غساق

لَا يَذُوقُونَ فِيهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا إِلَّا حَمِيمًا وَّغَسَّاقًا ۔ (سورہ نبا) وہ اس دوزخ میں کھولتے ہوئے پانی اور غساق کے علاوہ کسی ٹھنڈک اور پینے کی چیز کا مزہ تک چکھ نہ سکیں گے

رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر غساق کا ایک ڈول دنیا میں ڈالدیا جائے تو تمام دنیا والے سڑ جائیں۔ (ترمذی و حاکم)

غساق کیا چیز ہے؟ اس کے متعلق اکابر امت کے مختلف اقوال ہیں۔ صاحب مرقاۃ نے چار قول نقل کئے ہیں۔

۱۔ دوزخیوں کی پیپ اور ان کا دھوون ہے

۲۔ دوزخیوں کے آنسو مراد ہیں

۳۔ زمہریر یعنی دوزخ کا ٹھنڈک والا عذاب مراد ہے۔

۴۔ غساق سڑی ہوئی اور ٹھنڈی پیپ ہے جو ٹھنڈک کی وجہ سے

پی نہ جا سکے گی، مگر بھوک کی وجہ سے مجبوراً پینی پڑے گی، بہرحال غسّاق بڑی بری چیز ہے۔ اَللّٰھُمَّ اَعِذْنَا مِنْہُ۔

مَآءٍ کَالْمُھْلِ (تیل کی تلچھٹ)

وَاِنْ یَّسْتَغِیْثُوْا — اور اگر پیاس سے تڑپ کر فریاد کریں گے

یُغَاثُوْا بِمَآءٍ کَالْمُھْلِ یَشْوِی الْوُجُوْہَ ط بِئْسَ الشَّرَابُ ط وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا ط

تو ان کو ایسا پانی دیا جائے گا جو تیل کی تلچھٹ (کیٹ) کی طرح ہوگا جو چہروں کو بھون ڈالے گا، کیا ہی برا پانی ہوگا۔ اور دوزخ کیا ہی بری جگہ ہے۔

(سورہ کہف)

مَآءٍ صَدِیْدٍ (پیپ کا پانی)

وَیُسْقٰی مِنْ مَّآءٍ — اس (دوزخی کو) پیپ کا وہ پانی پلایا

صَدِیْدٍ یَّتَجَرَّعُہٗ وَلَا یَکَادُ یُسِیْغُہٗ وَیَاْتِیْہِ الْمَوْتُ مِنْ کُلِّ مَکَانٍ وَّمَا ھُوَ بِمَیِّتٍ ط (ابراہیم)

جائے گا جس کو وہ گھونٹ گھونٹ کر کے پیئے گا اور اس کو گلے سے مشکل سے اتار سکے گا اور اس کو ہر طرف سے موت (آتی ہوئی) نظر آئیگی مگر وہ مریگا نہیں یعنی ہر طرف سے طرح طرح کے عذاب دیکھ کر سمجھے گا کہ اب میں مرا اب مرا مگر وہاں موت نہ ہوگی کہ مرکر ہی پاپ کٹ جائے اور عذاب سے رہائی ہوسکے۔

حَمِیْمٌ (کھولتا ہوا پانی)

وَسُقُوْا مَآءً — اور دوزخیوں کو کھولتا ہوا پانی پلایا

حَمِیۡمًا فَقَطَّعَ اَمۡعَآءَهُمۡ
(سورہ محمد)

جائے گا جو ان کی آنتوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے گا۔

طَعَامٌ ذِیۡ غُصَّةٍ (گلے میں اٹکنے والا کھانا) ذرا ایمان بے شک

اَنۡکَالًا وَّجَحِیۡمًا وَطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِیۡمًا
(سورہ مزمل)

(ان کافروں کے لئے) ہمارے پاس بیڑیاں اور آگ کا ڈھیرا اور گلے میں اٹک جانے والا کھانا اور دردناک عذاب ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ طَعَامًا ذَا غُصَّةٍ ایک کانٹا ہوگا جو گلے میں اٹک جائے گا نہ باہر نکلے گا نہ نیچے اترے گا۔ (ترغیب)

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ دوزخیوں کو (اتنی زبردست) بھوک لگا دی جائے گی جو اکیلی ہی اس عذاب کے برابر ہوگی جو ان کو بھوک کے علاوہ ہو رہا ہوگا، لہٰذا وہ کھانے کے لئے فریاد کریں گے اس پر ان کو ضریع کا کھانا دیا جائے گا، جو نہ موٹا کرے نہ بھوک دفع کرے۔ پھر دوبارہ کھانا طلب کریں گے تو ان کو طَعَامٌ ذِیۡ غُصَّةٍ (گلے میں اٹکنے والا کھانا) دیا جائے گا جو گلوں میں اٹک جائے گا۔ اس کے اتارنے کے لئے تدبیر سوچیں گے، تو یاد کریں گے کہ دنیا میں پینے کی چیزوں سے گلے کی اٹکی ہوئی چیزیں اتارا کرتے تھے لہٰذا

پینے کی چیز طلب کریں گے چنانچہ کھولتا ہوا پانی لوہے کی سنڈاسیوں کے ذریعہ ان کے سامنے کر دیا جائے گا۔ وہ سنڈاسیاں جب اُن کے چہروں کے قریب ہوں گی تو اُن کے چہروں کو بھون ڈالیں گی پھر جب پانی پیٹوں میں پہنچے گا تو پیٹ کے اندر کی چیزوں (یعنی آنتوں وغیرہ) کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے گا۔ (مشکوٰۃ)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یُسْقٰی مِنْ مَّآءٍ صَدِیْدٍ یَّتَجَرَّعُہٗ پڑھ کر فرمایا۔ مَآءٍ صَدِیْد (پیپ کا پانی) جب دوزخی کے منھ کے قریب کیا جائے گا۔ تو وہ اس سے نفرت کرے گا پھر اور قریب کیا جائے گا تو چہرے کو بھون ڈالے گا اور اس کے سر کی کھال گر پڑے گی پھر جب اُسے پیئے گا تو انتڑیاں کاٹ ڈالے گا اور بالآخر پاخانے کے مقام سے باہر نکل جائے گا۔ اس کے بعد رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ آیتیں تلاوت فرمائیں۔

عذاب کے مختلف طریقے

دوزخ کی آگ اور اس کی سخت گرمی، سانپ، بچھو کھانے پینے کی چیزیں، اندھیرا یہ سب کچھ عذاب ہی عذاب ہوگا مگر یہ جو کچھ اب تک ذکر کیا گیا دوزخ کے عذاب کا تھوڑا سا حصہ ہے، قرآن و حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان طریقوں کے علاوہ اور بھی بہت سے طریقوں سے

عذاب دیا جائے گا جن میں سے چند ذیل میں لکھے جاتے ہیں۔

صَھر (گرم پانی سر پر ڈالا جائے گا)

یُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ ۝ يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ۝ (حج)

اُن کے سروں پر جلتا جلتا پانی ڈالا جائے گا جس کی وجہ سے ان کے پیٹ میں سے اور کھال میں سے سب کچھ گل کر باہر نکل آئے گا۔

رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ بے شک کھولتا ہوا پانی ضرور دوزخیوں کے سروں پر ڈالا جائے گا جو اُن کے پیٹوں میں پہنچ کر اُن تمام چیزوں کو کاٹ دے گا جو اُن کے پیٹوں کے اندر ہیں اور آخر میں قدموں سے نکل جائے گا۔ اس کے بعد پھر دوزخی کو ویسا ہی کر دیا جائے گا جیسا تھا۔ پھر ارشاد فرمایا کہ آیت میں جو لفظ یُصْهَرُ ہے اس کا یہی مطلب ہے۔ (ترمذی، بیہقی)

مَقَامِعُ (گرز)

وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ ۝

اور دوزخیوں (کے مارنے) کے لئے لوہے کے گرز ہیں

كُلَّمَا اَرَادُوْا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝ (سورہ حج)

وہ لوگ جب بھی دوزخ کی گھٹن سے نکلنا چاہیں گے پھر اسی میں دھکیل دیئے جاویں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ جلنے کا عذاب چکھتے رہو۔

رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

(دوزخ کا) لوہے کا ایک گرز زمین پر رکھ دیا جائے تو اگر اس کو تمام جنات اور انسان مل کر اٹھانا چاہیں تو نہیں اٹھا سکتے (رواہ احمد وابو یعلی) اور ایک روایت میں ہے کہ جہنم کے لوہے کا گرز اگر پہاڑ پر مار دیا جائے تو وہ یقیناً ریزہ ریزہ ہو کر راکھ ہو جائے گا۔ (ترغیب)

کھال پلٹ دی جائے گی

كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ۝ (سورۂ نساء)

جب ایک دفعہ ان کی کھال جل چکے گی تو ہم اس کی جگہ دوسری نئی کھال پیدا کر دیں گے تاکہ عذاب چکھتے ہی رہیں۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ دوزخیوں کو روزانہ ستر ہزار مرتبہ آگ جلائے گی۔ ہر مرتبہ جب آگ جلائے گی تو کہا جائے گا جیسے تھے ویسے ہی ہو جاؤ چنانچہ وہ ہر بار ویسے ہی ہو جائیں گے۔ (ترغیب وترہیب)

علم چھپانے والے کی سزا

رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس سے کوئی علم کی بات پوچھی گئی اور اس نے جانتے ہوئے نہ بتائی بلکہ اس کو چھپا لیا تو اس کے منھ میں آگ کی لگام لگائی جائے گی۔ (مشکوۃ شریف)

شراب یا نشہ والی چیز پینے والے کی سزا

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

فرمایا۔ میرے رب عزوجل نے قسم کھائی ہے کہ مجھے اپنی عزت کی قسم ہے، میرے بندوں میں سے جو بھی بندہ شراب کا کوئی گھونٹ پئے گا، تو اس کو اتنی ہی پیپ پلاؤں گا اور جو بندہ میرے خوف سے شراب چھوڑے گا اس کو پاک صاف حوضوں سے پلاؤں گا۔ (احمد)

مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خدا نے اپنے ذمہ یہ عہد کر لیا ہے کہ جو کوئی نشہ دار چیز پئے گا قیامت کے دن ضرور اس کو "طینۃ الخبال" میں سے پلائے گا۔ صحابہؓ نے عرض کیا "طِیْنَۃُ الْخَبَال" کیا ہے؟ ارشاد فرمایا۔ دوزخیوں کا پسینہ یا فرمایا۔ دوزخیوں کے جسموں کا نچوڑ۔ (مشکوٰۃ)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس کی عادت شراب پینے کی تھی اور وہ اسی حال میں مر گیا تو اللہ جل و علا اس کو "نہر الغوطہ" سے پلائیں گے۔ عرض کیا گیا "نهر الغوطه" کیا ہے؟ ارشاد فرمایا۔ ایک نہر ہے جو زنا کار عورتوں کی شرمگاہوں سے جاری ہوگی۔

(رواہ احمد و ابن حبان)

بے عمل واعظوں کی سزا

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس رات مجھ کو معراج کرائی گئی میں نے ایسے لوگ دیکھے جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جاتے تھے۔ میں نے دریافت کیا، اے جبریلؑ یہ کون ہیں؟ انھوں نے

کہا کہ یہ آپ کی امت کے وہ واعظ ہیں جو لوگوں کو بھلائی کا حکم کرتے ہیں اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہیں اور اللہ کی کتاب پڑھتے ہیں لیکن عمل نہیں کرتے۔ (مشکوٰۃ)

بخاری اور مسلم میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا پھر اس کو دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔ اس کی انتڑیاں آگ میں جلدی سے نکل پڑیں گی، پھر وہ اس میں اس طرح گھومے گا جس طرح گدھا چکی کو لے کر گھومتا ہے۔ اس کا حال دیکھ کر دوزخی اس کے پاس جمع ہو جائیں گے اور اس سے کہیں گے کہ اے فلاں! تجھے کیا ہوا ہے؟ کیا تو ہم کو بھلائی کا حکم نہ کرتا تھا اور برائی سے نہ روکتا تھا؟ وہ کہے گا ہاں تم کو بھلائی کا حکم کرتا تھا مگر خود نہ کرتا تھا اور تم کو برائی سے روکتا تھا مگر اس کو خود کرتا تھا۔

سونے چاندی کے برتن استعمال کرنے والوں کی سزا

رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے سونے یا چاندی کے برتن میں یا کسی ایسے برتن میں کچھ کھایا، پیا جس میں سونے یا چاندی کا حصہ ہو وہ اپنے پیٹ میں دوزخ کی آگ بھرتا ہے۔ (دارقطنی)

فوٹو گرافی کی سزا

رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ سخت عذاب تصویر بنانے والوں کو ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

اور ارشاد فرمایا ہے کہ ہر تصویر بنانے والا دوزخ میں ہوگا اس کی بنائی ہوئی ہر تصویر کے بدلے ایک جان بنادی جائے گی جو اس کو دوزخ میں عذاب دے گی۔ (بخاری و مسلم)

اس روایت کے بعد حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا اگر تجھے بنانی ہی ہو تو درخت اور بے روح چیز کی تصویر بنالے۔ (مشکوٰۃ)

خودکشی کرنے والے کی سزا

رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے پہاڑ سے گر کر خودکشی کرلی تو وہ دوزخ کی آگ میں ہوگا، اس میں ہمیشہ ہمیشہ[1] چڑھتا اور گرتا رہے گا۔ اور جس نے زہر پی کر خودکشی کرلی تو اس کا زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا جس کو دوزخ کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ پیتا رہے گا اور جس نے کسی لوہے کی چیز سے خودکشی کرلی تو اس کی وہ لوہے کی چیز اس کے ہاتھ میں ہوگی جس کو ہمیشہ ہمیشہ دوزخ کی آگ میں اپنے پیٹ میں گھونپتا رہے گا۔ (بخاری)

مغرور کی سزا

رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ تکبر کرنے والے چیونٹیوں کے برابر جسموں

---

[1] یہ کافر کے متعلق ہے مسلمان خودکشی کرنے والا خودکشی کی سزا پوری کرلینے کے بعد دوسرے گنہگار مسلمانوں کی طرح جنت میں داخل ہو جائے گا۔ ۱۲ منہ

میں اُٹھائے جائیں گے جن کی صورتیں انسانوں کی ہوں گی۔ پھر فرمایا ہر طرف سے ان کو ذلت گھیرے گی۔ پھر فرمایا، وہ دوزخ کے جیل خانے کی طرف اسی طرح ہنکائے جائیں گے۔ اس جیل خانہ کا نام بولس ہے، ان پر آگوں کو جلانے والی آگ چڑھی ہوگی اور ان کو طینۃ الخبال یعنی دوزخیوں کے جسموں کا نچوڑ پلایا جائے گا۔ (مشکوٰۃ)

ترمذی شریف کی ایک روایت میں ہے کہ بے شک جہنم میں ایک وادی ہے جس کو ہبہب کہا جاتا ہے اس میں ہر جبار (سرکش) رہے گا۔

ریاکار عابدوں کی سزا

رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جُبُّ الحزن (غم کے کنوئیں) سے پناہ مانگو! صحابہؓ نے عرض کیا۔ کہ جب الحزن کیا ہے؟ ارشاد فرمایا۔ دوزخ میں ایک گڑھا ہے جس سے روزانہ خود دوزخ چار سو مرتبہ پناہ چاہتا ہے۔ عرض کیا گیا۔ اس میں کون جائے گا؟ فرمایا۔ اپنے اعمال کا دکھلاوا کرنے والے عابد جائیں گے۔ (ترمذی)

ابن ماجہ کی روایت میں یہ بھی ہے۔ کہ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ بے شک اللہ کے نزدیک سب سے بدترین عبادت گذاروں میں وہ بھی ہیں جو (ظالم) امراء کے پاس جاتے ہیں۔ یعنی ان کی خوشامد اور چاپلوسی کے لئے۔ (مشکوٰۃ)

صَعُود (آگ کا ایک پہاڑ)

قرآن شریف میں ہے۔ سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا ؕ (مدثر)

ترجمہ۔ عنقریب میں اس کو صَعُود پر چڑھاؤں گا (جو دوزخ میں آگ کا پہاڑ ہے)
رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "صَعُود"
آگ کا ایک پہاڑ ہے جس پر دوزخی کو ستّر سال تک چڑھایا جائے گا،
پھر ستّر سال تک اوپر سے گرایا جائے گا۔ یعنی ستّر سال تو وہ اوپر
چڑھتا تھا اب ستّر سال تک گرتے گرتے نیچے پہنچے گا اور ہمیشہ اس کے
ساتھ ایسا ہی ہوتا رہے گا۔ (ترمذی)

سِلسِلَہ (بہت لمبی زنجیر)

قرآن شریف میں ہے۔
خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ۙ

ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ۙ ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ۭ (سورہ الحاقہ)

(فرشتوں کو حکم ہوگا کہ) اس کو پکڑو پھر اس کو طوق پہنا دو پھر دوزخ میں داخل کر دو پھر ایسی زنجیر میں جکڑ دو جس کی پیمائش ستّر گز ہے۔

حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ بیان القرآن میں لکھتے ہیں کہ اس
گز کی مقدار خدا کو معلوم ہے کیونکہ گز وہاں کا ہوگا، رسول خدا صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر رانگ کا ایک ٹکڑا زمین کی طرف آسمان
سے چھوڑ دیا جائے تو رات کے آنے سے پہلے زمین تک پہنچ جائے جو
پانچ سو سال کی مسافت ہے اور اگر وہ ٹکڑا دوزخی کی زنجیر کے سرے
سے چھوڑا جائے تو دوسرے تک پہنچنے سے پہلے چالیس سال تک
چلتا رہے گا۔ (ترمذی)

اس سے معلوم ہوا کہ دوزخیوں کے جکڑنے کی زنجیریں آسمان اور زمین کے درمیانی فاصلہ سے بھی لمبی ہوں گی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ یہ زنجیریں اس کے جسم میں پرو دی جائیں گی۔ پاخانے کے راستہ سے ڈالی جائیں گی۔ پھر اسے آگ میں اس طرح بھونا جائے گا جیسے سیخ میں کباب اور تیل میں ٹڈی بھونی جاتی ہے۔ (ابن کثیر)

طوق

اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے۔

إِنَّآ أَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَلٰسِلَا وَأَغْلٰلًا وَّسَعِيْرًا ۝ (دہر)

ہم نے کافروں کے لئے زنجیریں، طوق اور دہکتی آگ تیار کر رکھی ہے

سورہ مومن میں ہے

فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝ إِذِ الْأَغْلٰلُ فِيْٓ أَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ يُسْحَبُوْنَ ۝ فِي الْحَمِيْمِ ۝ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُوْنَ ۝

ان کو ابھی معلوم ہو جائے گا جب کہ طوق ان کی گردنوں میں ہوں گے اور ان طوقوں میں زنجیریں پروئی ہوئی ہوں گی اور اس طرح وہ گھسیٹتے ہوئے گرم پانی میں لیجائے جائیں گے، پھر آگ میں جھونک دیئے جائیں گے۔

ابن ابی حاتم کی ایک مرفوع حدیث میں ہے کہ ایک جانب سے سیاہ ابر اٹھے گا جسے دوزخی دیکھیں گے، ان سے پوچھا جائے گا تم کیا چاہتے ہو؟ وہ دنیا پر قیاس کرکے کہیں گے۔ ہم یہ چاہتے ہیں

کا ابر برسے! چنانچہ اس میں سے طوق اور زنجیریں اور آگ کے انگارے برسنے لگیں گے جن کے شعلے انھیں جلائیں گے اور ان کے طوقوں و زنجیروں میں اور اضافہ ہو جائے گا۔ (ابن کثیر)

جس کھولتے پانی میں دوزخی ڈالے جائیں گے اس کے متعلق حضرت قتادہ رضؓ فرماتے تھے کہ گنہگار کے بال پکڑ کر اس پانی میں غوطہ دیا جائے گا تو اس کا تمام گوشت گل کر گر جائے گا اور ہڈیوں کے ڈھانچے اور دو آنکھوں کے سوا کچھ نہ بچے گا۔

گندھک کے کپڑے

سورۂ ابراہیم میں ارشاد ہے سَرَابِيلُهُم مِّن قَطِرَانٍ وَّتَغْشٰى وُجُوهَهُمُ النَّارُ ۞ ان کے کرتے گندھک کے ہوں گے اور ان کے چہروں پر آگ لپٹی ہوئی ہوگی۔

ف۔ حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ چیڑ کے تیل کو قطران کہتے ہیں (جس کا ترجمہ گندھک کیا گیا ہے) اور اس کے کرتوں کا مطلب یہ ہے کہ سارے بدن کو قطران لپٹی ہوگی تاکہ اس میں جلدی اور تیزی کے ساتھ آگ لگ سکے۔ (بیان القرآن)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ "قطران" پگھلے ہوئے تانبے کو کہتے ہیں۔ اس تانبے کے دوزخیوں کے لباس ہوں گے جو سخت گرم آگ جیسے ہوں گے۔ (ابن کثیر)

مسلم شریف میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

فرمایا۔ میت پر چیخ پکار کرکے رونے والی عورت اگر موت سے پہلے توبہ نہ کرے گی تو قیامت کے دن اس حال میں کھڑی کی جائے گی کہ اس کا ایک کرتا قطران (گندھک[1] یا پگھلے ہوئے تانبے) کا ہوگا اور ایک کھجلی کا ہوگا یعنی اس کے جسم پر خارش پیدا کردی جائے گی اور اوپر سے قطران لپیٹ دیا جائے گا۔ سورۂ حج میں ارشاد ہے۔

فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ ط — سو جو لوگ کافر تھے ان کے پہننے کے لئے آگ میں کپڑے تراشے جاویں گے۔

داروغہ ہائے دوزخ کے طعنے

قسم قسم کی جسمانی تکلیفوں اور مختلف عذاب کے طریقوں کے علاوہ ایک بہت بڑی روحانی اذیت دوزخیوں کو یہ پہنچے گی کہ دوزخ کے داروغہ ان کو طعنے دیں گے جس کو قرآن حکیم میں مختلف عنوانوں سے تعبیر فرمایا گیا ہے چنانچہ سورۂ الم سجدہ میں ارشاد ہے

وَقِيْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ط — اور ان سے کہا جائے گا اب چکھو اس آگ کا عذاب جس کو تم جھٹلاتے تھے۔

سورۂ صافات میں ہے

---

[1] اگر قطران سے مراد گندھک ہی ہے تو یہ گندھک اس لئے نہ ہوگی کہ اس کی کھجلی کو آرام ہوجائے بلکہ اس لئے تاکہ جسم پر اور زیادہ جلن ہو کیونکہ کھجلی میں گندھک لگانے سے بہت جلن ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ منہ

أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ج فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُونَ ۝ (سورۂ احقاف)

تم نے دنیا کی زندگی میں اپنے مزے پورے کر لئے انھیں تو حاصل کر چکے (اب ذرا سنبھل جاؤ کیونکہ) آج تم ذلت کے عذاب کی سزا پاؤ گے اپنی اس اکڑ کے بدلے کہ تم ناحق زمین میں بڑے بنتے تھے اور خدا کی نافرمانی کرتے تھے۔

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضؓ نے پانی طلب فرمایا۔ چنانچہ آپ کی خدمت میں شہد میں ملایا ہوا پانی پیش کیا گیا۔ تو آپ نے نہیں پیا اور فرمایا یہ ہے تو بہت اچھا مگر نہیں پیونگا کیونکہ میں قرآن شریف میں پڑھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے خواہشات پر عمل کرنے والوں کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ان سے آخرت میں کہا جائے گا کہ تم نے دنیا کی زندگی میں مزے اڑائے۔ لہٰذا میں ڈرتا ہوں، کہیں ایسا نہ ہو کہ ہماری نیکی کے بدلے میں دنیا ہی میں لذتیں مل جائیں۔ (مشکوٰۃ)

دوزخیوں کے حالات

دوزخ میں جانے والوں کی تعداد

رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو خطاب کرکے فرمائیں گے۔ اے آدم!

وہ عرض کریں گے۔ لَبَّیْکَ وَ سَعْدَیْکَ وَالْخَیْرُ کُلُّہٗ فِیْ یَدَیْکَ
یعنی :۔ میں حاضر ہوں اور حکم کا تابع ہوں اور ساری بہتری آپ ہی کے ہاتھ میں ہے
اللہ جل شانہٗ فرمائیں گے (اپنی اولاد میں سے) دوزخی نکال دو۔ وہ
عرض کریں گے۔ دوزخی کتنے ہیں؟ ارشاد ہوگا۔ فی ہزار ۹۹۹ ہیں۔
یہ سن کر اولادِ آدم کو سخت پریشانی ہوگی اور رنج و غم کی وجہ سے) اس
وقت بچے بوڑھے ہو جائیں گے۔ اور حاملہ عورتوں کا حمل گر جائے گا اور
لوگ حواس باختہ ہو جائیں گے اور حقیقت میں بے ہوش نہ ہوں گے لیکن
اللہ کا عذاب سخت ہوگا۔ (جس کی وجہ سے بدحواسی ہو جائے گی)۔
یہ سن کر حضرات صحابہ رضؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ ایک
جنتی ہم میں سے کون کون ہوگا۔؟ آپ نے فرمایا۔ کہ (گھبراؤ نہیں) خوش
ہو جاؤ کیونکہ یہ تعداد اس طرح ہے کہ ایک تم میں سے اور ہزار یاجوج ماجوج
میں۔ (مشکوٰۃ)

مطلب یہ ہے کہ یاجوج ماجوج کی تعداد بہت زیادہ ہے اگر تم میں
دوران میں مقابلہ ہو تو تم میں سے ایک شخص کے مقابلہ میں یاجوج ماجوج
ایک ہزار آئیں گے اور چونکہ وہ بھی آدم ہی کی نسل سے ہیں ان کو
ملا کر فی ہزار ۹۹۹ دوزخ میں جائیں گے۔

دوزخ میں اکثر عورتیں ہوں گی

رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ میں نے جنت میں نظر ڈالی تو اکثر بے پیسے والے دیکھے اور

میں نے دوزخ میں نظر ڈالی تو اکثر عورتیں دیکھیں۔ (مشکوٰۃ)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک بار عید یا بقرعید کی نماز کے لئے عیدگاہ تشریف لے جارہے تھے راستہ میں عورتوں پر گذر ہوا تو آپ نے (ان کو خطاب کرکے) فرمایا۔ اے عورتو! صدقہ کیا کرو۔ کیونکہ میں نے دوزخیوں میں اکثر عورتیں دیکھی ہیں۔ عورتوں نے عرض کیا کیوں؟ آپ نے فرمایا کہ لعنت[1] بہت کرتی ہو اور شوہر کی ناشکری کرتی ہو۔ (بخاری و مسلم)

دوزخیوں کی بدصورتی

وَالَّذِیْنَ کَسَبُوا السَّیِّاٰتِ جَزَآءُ سَیِّئَۃٍ م بِمِثْلِھَا لا وَ تَرْھَقُھُمْ ذِلَّۃٌ ط مَا لَھُمْ مِّنَ اللّٰہِ مِنْ عَاصِمٍ ج کَاَنَّمَآ اُغْشِیَتْ وُجُوْھُھُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّیْلِ مُظْلِمًا ط (سورہ یونس)

اور جن لوگوں نے بُرے کام کئے بدی کی سزا اس بدی کے برابر ملے گی اور ان پر ذلت چھا جائے گی، ان کو اللہ کے عذاب سے کوئی نہ بچا سکے گا (ان کی بدصورتی کا یہ عالم ہوگا) گویا ان کے چہروں پر اندھیری رات کے پرت لپیٹ دیئے گئے ہیں

اس آیۂ شریفہ سے معلوم ہوا کہ دوزخیوں کے چہرے انتہائی سیاہ

---

[1] لعنت کے معنیٰ ہیں اللہ کی رحمت سے دور ہونا۔ آپ کا مطلب یہ تھا کہ عورتیں چونکہ اکثر دوسری عورتوں پر لعنت کرتی رہتی ہیں اس وجہ سے وہ خود ہی اللہ کی رحمت سے دُور ہوتی رہتی ہیں اور اللہ کی رحمت سے دور رہنے کا مطلب ہی دوزخ میں جانا ہے۔ ۱۲ منہ

ہوں گے۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ اگر دوزخیوں میں سے کوئی شخص دنیا کی طرف نکال دیا جائے تو اس کی وحشی صورت کے منظر اور بدبو کی وجہ سے دنیا والے ضرور مر جائیں، اس کے بعد حضرت عبداللہؓ بہت روئے (ترغیب)

سورہ مومنون میں ہے

تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَ هُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ۝ آگ ان کے چہروں کو جھلستی ہوگی اور اس میں ان کے منہ بگڑے ہوں گے۔ (مومنون)

رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے "کالحون" کی تفسیر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ دوزخی کو آگ جلائے گی جس کی وجہ سے اس کا اوپر کا ہونٹ سکڑ کر بیچ سر تک پہنچ جائے گا اور نیچے کا ہونٹ لٹک کر ناف تک پہنچ جائے گا۔ (ترمذی)

دوزخیوں کے آنسو

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرات صحابہؓ سے فرمایا۔ اے لوگو! روؤ اور رو نہ سکو تو رونے کی صورت بناؤ کیونکہ دوزخی دوزخ میں اتنا روئیں گے کہ ان کے آنسو ان کے چہروں میں نالیاں سی بنادیں گے، روتے روتے آنسو نکلنے بند ہوجائیں گے تو خون بہنے لگیں گے جس کی وجہ سے آنکھیں زخمی ہوجائیں گی۔ (الحاصل آنسو اور خون کی اتنی کثرت ہوگی کہ) اگر ان میں کشتیاں چھوڑ دی جائیں تو وہ بھی چلنے لگیں۔ (شرح السنۃ)

دوزخیوں کی زبان

رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک کافر اپنی زبان ایک فرسخ اور دو فرسخ تک کھینچ کر باہر نکال دیگا جس پر لوگ چل کر جائیں گے۔ (ترغیب و ترہیب)

ف :۔ ایک فرسخ ۳ میل کا ہوتا ہے معلوم ہوا کافر کی زبان اتنی لمبی ہو جائے گی۔

دوزخیوں کے جسم

رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ میں کافر کے دونوں مونڈھوں کے درمیان کا حصہ تین دن کے راستہ کی برابر لمبا ہوگا جبکہ کوئی تیز رفتار سوار چل کر جائے اور کافر کی ڈاڑھ اُحد پہاڑ کی برابر ہوگی اور اس کی کھال کی موٹائی تین دن کے راستہ کی برابر ہوگی۔ (مسلم شریف)

ترمذی کی ایک روایت میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کافر کی ڈاڑھ قیامت کے دن اُحد پہاڑ کے برابر ہوگی اور اس کی ران بیضا پہاڑ کی برابر ہوگی اور دوزخ میں اس کے بیٹھنے کی جگہ تین دن کے راستہ کی برابر لمبی چوڑی ہوگی جتنی دور مدینہ سے ربذہ گاؤں ہے (مشکوٰۃ شریف)۔ اور ایک روایت میں ہے کہ دوزخی کے بیٹھنے کی جگہ اتنی لمبی ہوگی جتنا مکہ اور مدینہ کے درمیان کا فاصلہ ہے۔ (مشکوٰۃ)

ف :۔ بعض روایات میں ہے کہ کافر کی کھال کی موٹائی ۴۲ ہاتھ ہوگی اور مسلم شریف کی روایت میں گذر چکا ہے کہ تین دن کی مسافت کے برابر ہوگی، مگر یہ کوئی مشکل بات نہیں کیونکہ مختلف کافروں کو مختلف سزائیں ہوں گی، کسی کو کم کسی کو زیادہ۔

بعض روایات میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

میری امت کے بعض شخص دوزخ میں اتنے بڑے کر دیئے جائیں گے کہ ایک ہی شخص دوزخ کے پورے ایک کونے کو بھر دیگا۔ (ترغیب و ترہیب)

حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کیا تم جانتے ہو، دوزخ کتنا چوڑا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ فرمایا۔ ہاں، خدا کی قسم، خدا کی قسم تم نہیں جانتے، بے شک دوزخی کے کان کی لَو اور مونڈھے کے درمیان ستّر سال چلنے کا راستہ ہوگا جس میں خون اور پیپ کی وادیاں (نالے) جاری ہوں گی۔ (ترغیب)

پُل صراط سے گذر کر دوزخ میں گرنا

دوزخ کی پشت پر پُل قائم کیا جائے گا،

جس کو پُل صراط کہتے ہیں، تمام نیک اور بد لوگوں کو اس پر ہو کر گذرنا ہوگا قرآن حکیم میں ہے

وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ۚ (مریم)	اور تم میں ایسا کوئی بھی نہیں جس کا اس دوزخ پر گذر نہ ہو (قیامت کے دن)

رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دوزخ کی پشت پر پل صراط قائم کیا جائے گا۔ اور میں نبیوں میں سب سے پہلے اپنی امت کو لے کر اس پر سے گذروں گا اور اس دن صرف رسول ہی بولیں گے اور ان کا کلام صرف یہ ہوگا۔ اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ۔ (اے اللہ سلامت رکھ سلامت رکھ)۔ پھر فرمایا کہ جہنم میں سعدان[1] کے کانٹوں کی طرح مڑی ہوئی

---

[1] ایک خار دار درخت کا نام ہے جس کے کانٹے بڑے بڑے ہوتے ہیں۔ ۱۲

کیلیں ہیں جن کی بڑائی اللہ ہی کو معلوم ہے وہ کیلیں پُل صراط پر چلنے والوں کو بداعمالیوں کی وجہ سے گھسیٹ کر دوزخ میں گرانے کی کوشش کریں گی جس کے نتیجہ میں بعض ہلاک ہو کر (دوزخ میں) گر جائیں گے (اور کبھی نہ نکل سکیں گے یہ کافر ہوں گے) اور بعض کٹ کٹا کر دوزخ میں گریں گے اور پھر نجات پا جائیں گے۔ (یہ فاسق ہوں گے)۔ دوسری روایت میں ہے کہ بعض مومن پلک جھپکنے میں گذر جائیں گے اور بعض بجلی کی طرح جلدی سے گذر جائیں گے۔ اور بعض ہوا کی طرح اور بعض تیز گھوڑوں اور اونٹوں کی طرح، ان رفتاروں میں بعض سلامتی کے ساتھ نجات پا جائیں گے اور بعض (کیلوں سے) چھل چھلا کر چھوٹ جائیں گے اور بعض دوزخ میں اوندھے دھکیل دیئے جائیں گے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت کعبؓ فرماتے تھے کہ جہنم اپنی پشت پر تمام لوگوں کو جمالیگا جب سب نیک و بد جمع ہو جائیں گے تو اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہوگا کہ تو انہوں کو پکڑ لے جنتیوں کو چھوڑ دے۔ چنانچہ جہنم بُروں کا نوالہ کر جائے گا جن کو وہ اس طرح پہچانتا ہوگا جیسے تم اپنی اولاد کو پہچانتے ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ (ابن کثیر)

حاصل یہ ہے کہ جنت والے پار ہو کر جنت میں پہنچ جائیں گے جن کے لئے جنت کے دروازے پہلے سے کھلے ہوئے ہوں گے اور دوزخی دوزخ میں جھونک دیئے جائیں گے جس کو اللہ جل شانہٗ نے یوں بیان فرمایا ہے۔

ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا پھر ہم ان کو نجات دیں گے جو ڈرا کرتے تھے اور

وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا ۝ (مریم)

ظالموں کو اس میں یعنی دوزخ میں ایسی حالت میں رہنے دیں گے کہ گھٹنوں کے بل گر پڑیں گے۔

کیفیت داخلہ

قرآن شریف کی آیات میں دوزخیوں کے داخلہ کی کیفیت بھی جگہ بیان کی گئی ہے جن میں یہ بھی ہے کہ دوزخی پیاس کی حالت میں جہنم رسید کئے جائیں گے اور دوزخ میں جانے سے پہلے دروازے پر کھڑا کر کے ان سے فرشتے سوال و جواب بھی کریں گے۔ ذیل کی آیات سے یہ مضامین خوب واضح طور پر سمجھ میں آجاتے ہیں۔

وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا ۝ (مریم)

اور ہم مجرموں کو دوزخ کی طرف پیاسا ہانکیں گے۔

يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ؕ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ۝ (سورہ قمر)

جس روز مجرمین منہ کے بل جہنم میں گھسیٹے جاویں گے تو ان سے کہا جاوے گا کہ دوزخ کی آگ کا مزہ چکھو۔

فَكُبْكِبُوْا فِيْهَا هُمْ وَالْغَاوٗنَ ۝ وَجُنُوْدُ اِبْلِيْسَ اَجْمَعُوْنَ ۝ (شعراء)

پھر وہ اور گمراہ لوگ اور ابلیس کا لشکر سب کے سب دوزخ میں اوندھے منہ ڈال دیئے جائیں گے۔

يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَالْاَقْدَامِ ۝ (سورہ رحمٰن)

مجرم لوگ اپنے حلیے سے پہچانے جائیں گے (کیونکہ ان کے چہرے سیاہ اور آنکھیں نیلی ہوں گی) پھر ان کے سر کے بال اور پاؤں پکڑ لئے جائیں گے (اور ان کو گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا)

الترغیب والترہیب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول اس آیت شریفہ کی تفسیر میں نقل کیا گیا ہے کہ مجرم کے ہاتھ اور پیر موڑ کر اکھٹے کر دیئے جائیں گے۔ پھر لکڑیوں کی طرح توڑ مروڑ دیا جائے گا۔ (اور جہنم میں جھونک دیا جائے گا)

اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ۙ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ ۝ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ ۝ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ ۝ بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ ۝ (صافات)

(فرشتوں کو حکم ہوگا کہ) جمع کر لو ظالموں کو اور ان کے ہم مشربوں کو اور ان کے معبودوں کو جن کو وہ لوگ خدا کو چھوڑ کر پوجا کرتے تھے۔ پھر ان سب کو دوزخ کا راستہ دکھاؤ۔ (اور پھر حکم ہوگا اچھا ذرا) ان کو ٹھیراؤ ان سے سوال کیا جائے گا (چنانچہ یہ سوال ہوگا) کہ اب تم کو کیا ہوا ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے۔ (اس پر بھی وہ ایک دوسرے کی کچھ مدد نہ کریں گے۔) بلکہ سب کے سب سر جھکائے کھڑے رہیں گے۔

يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَا اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ۝ (احزاب)

جس روز ان کے چہرے دوزخ میں الٹ پلٹ کیے جائیں گے وہ یوں کہتے ہوں گے۔ اے کاش ہم نے اللہ کی اطاعت کی ہوتی اور ہم نے رسول کی اطاعت کی ہوتی۔

اہل دوزخ سے شیطان کا خطاب

ادھر تو دوزخی اتباعِ شیطان پر پچھتاتے

ہوں گے۔ اور بارگاہ خداوندی سے خطاب بالا کے ذریعہ ان پر ڈانٹ پڑے گی ادھر شیطان اس تقریر سے اُن کو تاڑے گا۔

وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ؕ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ؕ اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ؕ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۞ (سورہ ابراہیم)

اور (قیامت کے دن) جب سب مقدمات فیصل ہو چکیں گے تو شیطان کہے گا (مجھے برا بھلا کہنا ناحق ہے کیونکہ) بلا شبہ اللہ نے تم سے سچے وعدے کئے تھے اور میں نے بھی کچھ وعدے کئے تھے سو میں نے وہ وعدے خلاف کئے تھے اور تم پر میرا اس سے زیادہ زور چلتا نہ تھا کہ میں نے تم کو (گمراہی کی) دعوت دی سو تم نے (خود ہی) میرا کہنا مان لیا۔ تم مجھ پر ملامت مت کرو اور اپنے آپ کو ملامت کرو۔ نہ میں تمہارا مددگار ہوں اور نہ تم میرے مددگار ہو۔ میں تمہارے اس فعل سے خود بیزار ہوں کہ تم اس سے پہلے (دنیا میں) مجھے (خدا کا) شریک قرار دیتے تھے، یقیناً ظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

دوزخیوں کو واقعی بڑی حسرت ہوگی جبکہ شیطان اپنی براءت ظاہر کرے گا اور ہر قسم کی اعانت و مدد اور تسلی سے دست بردار ہو جائے گا۔ اس وقت دوزخیوں کے غیظ و غضب کی جو حالت ہوگی ظاہر ہے۔

گمراہ کرنے والوں پر دوزخیوں کا غصہ

جو لوگ گمراہ کرنے والے

تھے اُن پر دوزخیوں کو غصہ آئے گا اور اُن سے کہیں گے۔

اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ (ابراہیم)

ہم تمہارے تابع تھے تو کیا تم خدا کے عذاب کا کچھ حصہ ہم سے ہٹا سکتے ہو۔

وہ جواب دیں گے۔

لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَیْنٰكُمْ سَوَآءٌ عَلَیْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِیْصٍ (ابراہیم)

(تمہیں کیا بچائیں ہم تو خود ہی نہیں بچ سکتے) اگر اللہ ہم کو بچنے کی کوئی راہ بتاتا تو تم کو بھی وہ راہ بتا دیتے۔ ہم سب کے حق میں دونوں صورتیں برابر ہیں خواہ ہم پریشان ہوں خواہ ضبط کریں ہمارے بچنے کی کوئی صورت نہیں۔

وہ فرطِ بغض اور شدتِ غیظ کی وجہ سے گمراہ کرنے والوں کے بارے میں بارگاہِ خداوندی میں عرض کریں گے۔ سورۂ حٰمٓ سجدہ میں ہے۔

رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَیْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِیَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِیْنَ

اے ہمارے پروردگار ہمیں وہ شیطان اور انسان دکھا دے جنھوں نے ہمیں گمراہ کیا ہم انکو پیروں کے نیچے کچل ڈالیں تاکہ وہ خوب ذلیل ہوں

داروغہ ہائے دوزخ اور مالک سے عرضِ معروض

دوزخی عذاب سے

پریشان ہوکر معروضات اور گذارشات کی سلسلہ جنبانی شروع کریں گے۔
چنانچہ داروغہ ہائے دوزخ سے کہیں گے کہ
اُدْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ (مومن) تم ہی اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ کسی ایک دن تو ہم سے عذاب ہلکا کر دے
وہ جواب دیں گے۔ اَوَلَمْ تَكُ تَأْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۝ (مومن)
ترجمہ:۔ کیا تمہارے پاس تمہارے پیغمبر معجزات لے کر نہیں آتے رہے تھے اور دوزخ سے بچنے کا طریقہ نہیں بتلاتے تھے۔
اس پر دوزخی جواب دیں گے کہ بَلٰى یعنی ہاں آتے تو تھے لیکن ہم نے ان کا کہنا نہ مانا، فرشتے جواب میں کہیں گے۔ فَادْعُوْا ۚ وَمَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۝ (مومن) ترجمہ:۔ تو پھر (ہم تمہارے لئے دعا نہیں کر سکتے تم ہی دعا کر لو (اور وہ بھی بے نتیجہ ہوگی) کیونکہ کافروں کی دعا (آخرت میں) بالکل بے اثر ہے
اس کے بعد مالک یعنی دوزخ کے افسر کی جناب میں درخواست پیش کر کے کہیں گے۔ يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ۔ ترجمہ۔ یعنی اے مالک تم ہی دعا کرو کہ تمہارا پروردگار (ہم کو موت دے کر) ہمارا کام تمام کر دے۔
وہ جواب دیں گے

اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ ۝۔ تم ہمیشہ اسی حال میں رہوگے (نہ نکلوگے، نہ مروگے)
حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مجھے روایت پہنچی ہے کہ مالک علیہ السلام کے جواب اور دوزخیوں کی درخواست میں ہزار برس کی مدت کا فاصلہ ہوگا اس کے بعد کہیں گے کہ آؤ اپنے رب سے براہ راست ہی درخواست کریں

اور اس سے دعا کریں کیونکہ اس سے بڑھ کر کوئی نہیں ہے۔ چنانچہ عرض کریں گے

رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ۝ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝ (مؤمنون)

اے ہمارے رب واقعی ہماری بدبختی نے ہم کو گھیر لیا تھا اور ہم گمراہ لوگ تھے، اے ہمارے رب ہم کو اس سے نکال دیجئے۔ پھر اگر ہم دوبارہ (ایسا) کریں تو ہم بے شک قصوروار ہیں۔

رب جل شانہٗ جواب میں فرمائیں گے۔ اِخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ۝

ترجمہ:۔ اسی میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو اور مجھ سے بات نہ کرو۔

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ اللہ جل شانہٗ کے اس ارشاد پر ہر قسم کی بھلائی سے ناامید ہو جائیں گے اور گدھوں کی طرح چیخنے چلانے اور حسرت و واویلا میں لگ جائیں گے (مشکوٰۃ)

ابن کثیر میں ہے کہ ان کے چہرے بدل جائیں گے، صورتیں مسخ ہو جائیں گی حتیٰ کہ بعض مومن شفاعت لے کر آئیں گے۔ لیکن دوزخیوں میں سے کسی کو پہچانیں گے نہیں، دوزخی ان کو دیکھ کر کہیں گے کہ میں فلاں ہوں مگر وہ کہیں گے کہ غلط کہتے ہو، ہم تم کو نہیں پہچانتے۔

اِخْسَئُوْا فِيْهَا کے جواب کے بعد دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جائیں گے اور وہ اسی میں سڑتے رہیں گے۔

دوزخیوں کی چیخ پکار

سورۂ ہود میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فَأَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيْهَا جو لوگ شقی ہیں وہ دوزخ میں اس حال میں ہوں گے کہ

زَفِیْرٌ وَّشَہِیْقٌ ۝ خَالِدِیْنَ فِیْہَا ‏ گدھوں کی طرح چلاتے ہوں گے۔

قاموس میں ہے کہ زَفِیْر گدھے کی شروع کی آواز کو کہتے ہیں اور شَہِیْق اس کی آخری آواز کو کہتے ہیں۔

عذابِ دوزخ سے چھٹکارہ کے لئے فدیہ دینا گوارا ہوگا

اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے۔

وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا وَّ مِثْلَہٗ مَعَہٗ لَافْتَدَوْا بِہٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ط (زمر)

اور اگر ظلم (یعنی شرک وکفر) کرنے والوں کے پاس دنیا بھر کی تمام چیزیں ہوں اور ان چیزوں کے ساتھ اور بھی اتنی چیزیں ہوں تو وہ لوگ قیامت کے دن سخت عذاب سے چھوٹ جانے کے لئے (بلے تامل) اس سب کو دینے لگیں۔

سورۂ معارج میں ارشاد ہے کہ ــــــــ "اس روز مجرم یہ تمنا کرے گا کہ آج کے عذاب سے چھوٹ جانے کے لیے اپنے بیٹوں کو اور اپنی بیوی کو اور بھائی کو اور کنبہ کو جن میں وہ رہتا تھا اور تمام زمین کی چیزوں کو اپنے بدلہ میں دیدے اور پھر یہ بدلہ اس کو بچالے"۔ لیکن وہاں نہ تو مال ہوگا نہ کوئی کسی کے بدلہ میں آنا منظور کرے گا اور بالفرض ایسا ہو بھی جائے تو منظور نہ کیا جاوے گا جیسا کہ سورۂ مائدہ میں ذکر ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَہُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا

یقیناً جو لوگ کافر ہیں اگر ان کے پاس تمام دنیا کی چیزیں ہوں اور اتنی چیزوں کے

وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لِيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

ساتھ اتنی چیزیں اور بھی ہوں تاکہ وہ ان کو دے کر قیامت کے دن کے عذاب سے چھوٹ جاویں تب بھی وہ چیزیں ان سے ہرگز قبول نہ کی جاویں گی اور ان کو دردناک عذاب ہوگا۔

جنتیوں کا ہنسنا

قرآنِ حکیم میں فرمایا گیا ہے کہ جنتی دوزخیوں کے حال پر ہنسیں گے۔ سورۂ مطففین میں ہے:

فَالْيَوْمَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُوْنَ ۙ عَلَى الْاَرَآئِكِ ۙ يَنْظُرُوْنَ ۝

آج ایمان والے کافروں پر ہنستے ہوں گے، مسہریوں پر بیٹھے ان کا حال دیکھ رہے ہوں گے۔

تفسیر درِ منثور میں حضرت قتادہ رض سے روایت کی ہے کہ جنت میں کچھ دریچے اور جھروکے ایسے ہوں گے جن سے اہلِ جنت اہلِ دوزخ کو دیکھ سکیں گے اور ان کا برا حال دیکھ کر بطورِ انتقام ان پر ہنسیں گے جیسا کہ دنیا میں مومنوں کو دیکھ کر خدا کے مجرم ہنستے تھے، در کنکھیوں کے اشاروں سے ان کا مذاق اڑاتے تھے اور گھروں میں بیٹھ کر بھی دل لگی کے طور پر ایمان والوں کا تذکرہ کیا کرتے تھے۔ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِنَّ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَضْحَكُوْنَ ۝ الآیۃ

سورۂ مومنون میں ہے کہ دوزخیوں سے اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہوگا ——— کہ میرے بندوں میں ایک گروہ ایمان والوں کا تھا جو (ہم سے) عرض کیا کرتے تھے "کہ ہمارے پروردگار! ہم ایمان لے آئے سو

ہم کو بخش دیجئے اور ہم پر رحمت فرمائیے اور آپ سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والے ہیں"۔۔۔ تم نے ان کا مذاق بنا رکھا تھا اور یہاں تک تم ان کا مذاق بنانے میں مشغول رہے کہ ان کے مشغلہ نے تم کو میری یاد بھی بھلا دی۔ آج میں نے ان کو ان کے صبر کا یہ بدلہ دیا کہ وہی کامیاب ہوئے۔

فکر و اعتبار

دوزخ اور دوزخیوں کے حالات جو ابتک آپ نے پڑھے یہ اس لئے نہیں لکھے گئے کہ سرسری نظر سے پڑھ کر کتاب الماری کے سپرد کر دی جائے اور دوزخ اور دوزخیوں کے حالات کو پڑھ کر دیگر قصوں اور افسانوں کی طرح بھلا دیا جائے

درحقیقت گذشتہ واقعات و احوال جو بیان کئے گئے ہیں چونکہ آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ کا ترجمہ ہیں اس لئے بلا شک صحیح اور واقعی ہیں اگر ان کو بار بار پڑھا جائے اور اپنی بداعمالیوں پر نظر کی جائے تو سخت سے سخت دل والا انسان بھی اپنی زندگی کو بہت آسانی سے پلٹ سکتا ہے اور اپنے نفس کو دوزخ کے حالات سمجھا کر نیکوں کے راستہ پر ڈال سکتا ہے بشرطیکہ خداوند عالم اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کو سچا سمجھتا ہو اور ان کے بتائے ہوئے احوالِ دوزخ کو صحیح اور واقعی مانتا ہو۔ مومن بندے ہمیشہ اپنی زندگی کا حساب کرتے رہتے ہیں اور اللہ جلّ شانہٗ کی بارگاہ میں دوزخ سے پناہ میں رہنے کی دعا کرتے رہتے ہیں، بھلا ہو سکتا ہے کہ جو شخص اِن حالات کو صحیح سمجھتا ہو وہ اپنی زندگی کو دنیا کی لذتوں اور فنا ہو جانے والی عزت اور دولت کے حاصل کرنے میں گنوادے۔؟ رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دوزخ لذتوں میں چھپا دیا گیا ہے، جنت ناگواریوں میں چھپادی گئی ہے۔ (بخاری ومسلم)

یعنی لذتوں میں پڑکر زندگی گذارنے والے وہ کام کر رہے ہیں جن کے پردہ میں دوزخ ہے اور نفس کو ناگواریوں میں پھنسا کر اچھے عمل کرنے والے وہ کام کر رہے ہیں جن کے پردہ میں جنت ہے۔ آہ! ان لوگوں کو جہنم کے حالات کا پتہ ہی نہیں جو خودکشی کرکے یہ سمجھتے ہیں کہ مصیبت سے چھٹکارا ہو جائے گا اور جو دنیا کی سختی اور مشقت سے گھبرا کر یوں کہہ دیتے ہیں کیا خدا کے یہاں میرے لئے دوزخ میں بھی جگہ نہیں ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر دوزخ کی آگ، اس کے سانپ، بچھو، آگ کے کپڑے، عذاب کے طریقے، دوزخ کی خوراک وغیرہ کا دھیان رہے تو میونسپلٹی اور اسمبلی کی کرسیوں کے اعزاز حاصل کرنے والے، روپیہ جمع کرنے اور بلڈنگ و جائداد بنانے والے ہرگز ہرگز ان چیزوں میں پڑکر اور بڑے بڑے گناہوں میں مبتلا ہو کر اپنی آخرت خراب نہیں کر سکتے۔

بھلا جسے دوزخ کی بھوک کی خبر ہو وہ روزہ چھوڑ سکتا ہے؟ اور

جو دوزخ کی بے چینی سے واقف ہو وہ ذرا سی نیند اور فانی آرام کے لئے نماز برباد کر سکتا ہے؟ اور جو دوزخ کے سانپ بچھوؤں کے ڈسنے کی سوزش سے باخبر ہو وہ یوں کہہ سکتا ہے کہ داڑھی رکھنے سے کھجلی ہوتی ہے؟ جنہیں جُبّ الحزن کی خبر ہو وہ ریاکاری کے لئے عبادت کیسے کر سکتے ہیں؟ اور کیا تصویر کشی کے انجام کا پتہ ہو وہ تصویر بنا سکتے ہیں؟ جن کو یقین ہو کہ شراب پینے کی سزا میں دوزخیوں کے جسموں کا دھوون یا نچوڑ پینا پڑے گا وہ شراب کے پاس جا سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ جنت اور دوزخ کے حالات صرف زبانوں تک ہی محدود رہ گئے ہیں اور یقین کے درجہ میں نہیں ہے ورنہ بڑے گناہ تو درکنار چھوٹے گناہوں کے پاس جانا بھی بعید از تصور ہوتا حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے تھے کہ اگر جنت اور دوزخ میرے سامنے رکھدیئے جائیں تو میرے یقین میں ذرا سا بھی اضافہ نہ ہوگا۔ یعنی میرا ایمان بالغیب اس قدر مضبوط ہے کہ آنکھوں سے دیکھ کر بھی اتنا ہی یقین ہو سکتا ہے جتنا بغیر دیکھے ہے، جن کو دوزخ کے حالات کی خبر ہو وہ گناہ تو کیا کرتے اس دنیا میں نہ ہنستے نہ خوشی مناتے۔ الترغیب والترہیب میں ایک روایت نقل کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دریافت فرمایا کہ کیا بات ہے میں نے میکائیل کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا؟ عرض کیا جب سے دوزخ کی پیدائش ہوئی ہے میکائیل نہیں ہنسے۔ (رواہ احمد)

صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تم نے وہ منظر دیکھا ہوتا جو میں نے دیکھا ہے تو تم ضرور کم ہنستے اور زیادہ روتے، صحابہؓ نے عرض کیا آپ نے کیا دیکھا؟ ارشاد فرمایا۔ میں نے جنت اور دوزخ دیکھے۔ (ترغیب)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے۔ مجھے تعجب ہے کہ لوگ ہنستے ہیں حالانکہ ان کو دوزخ سے بچنے کا یقین نہیں ہے۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک بار گھر سے باہر تشریف لائے اور دیکھا کہ لوگ کھل کھلا کر ہنس رہے ہیں، یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ اگر تم لذتوں کو ختم کر دینے والی چیز (یعنی موت) کو کثرت سے یاد کرتے تو تمہیں اس کی فرصت نہیں ملتی جس حال میں تم کو دیکھ رہا ہوں۔ (مشکوٰۃ)

الحاصل ہوشیار وہی ہے جو اپنی آخرت کی زندگی بنائے اور دو چار روزہ مال و دولت، عزت و آبرو، جاہ و حکومت کے پھندوں میں پڑ کر اپنی جان کو دوزخ کے حوالے نہ کرے، جب عذاب میں مبتلا ہوگا تو پچھتانے اور

يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ۚ مَآ اَغْنٰى عَنِّيْ مَالِيَهْ ۚ هَلَكَ عَنِّيْ سُلْطٰنِيَهْ (الحاقہ)

ترجمہ:۔ اے کاش وہ موت ہی ختم کر دیتی، میرے کام کچھ نہ آیا میرا مال، جاتی رہی میری حکومت کہنے اور ہاتھ ملنے سے کچھ حاصل نہ ہوگا جنت جیسی آرام کی جگہ کی طلب سے لاپرواہی اور دوزخ جیسے بے مثل دارالعذاب سے بچنے کی فکر سے غفلت بے عقلوں ہی کا کام ہو سکتا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جنت کو طلب کرو جتنا تم سے ہو سکے اور دوزخ سے بھاگو جتنا تم سے ہو سکے کیونکہ جنت کا طلبگار اور دوزخ سے بھاگنے والا لاپرواہی کی نیند سو نہیں سکتا۔ (الترغیب والترہیب)

حضرت یحییٰ بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ آدمی بیچارہ جتنا تنگدستی سے ڈرتا ہے اگر جہنم سے اتنا ڈرے تو سیدھا جنت میں جائے۔

حضرت محمد بن المنکدر جب روتے تھے تو آنسوؤں کو اپنے منھ اور داڑھی سے پونچھتے تھے اور اس کی وجہ یہ بتاتے تھے کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے اس جگہ جہنم کی آگ نہ پہنچے گی جہاں آنسو پہنچے ہوں گے۔

ایک انصاری نے تہجد پڑھا اور بیٹھ کر بہت روئے اور کہتے رہے کہ جہنم کی آگ کے بارے میں اللہ ہی سے فریاد کرتا ہوں۔ اُن کا حال دیکھ کر رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج تم نے فرشتوں کو رُلا دیا۔

حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ نماز پڑھ رہے تھے کہ گھر میں آگ لگ گئی مگر آپ نماز میں مشغول رہے۔ لوگوں نے پوچھا کہ آپ کو خبر نہ ہوئی؟ فرمایا کہ دُنیا کی آگ سے آخرت کی آگ نے غافل رکھا۔

ایک صاحب کا قصہ ہے کہ رات کو سونے کے لئے بستر پر جاتے اور سونے کی کوشش کرتے مگر نیند نہ آتی تھی لہٰذا اُٹھ کر نماز شروع کر دیتے تھے اور بارگاہ خداوندی میں عرض کرتے تھے کہ اے اللہ! آپ کو معلوم ہے کہ جہنم کی آگ کے خوف نے میری نیند اُڑا دی پھر صبح تک مشغول نماز رہتے۔

حضرت ابویزید ہر وقت روتے ہی رہتے تھے، اس کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا کہ اگر خدا کا یوں ارشاد ہو کہ گناہ کروگے تو ہمیشہ کے لئے حمام (غسل خانہ) میں قید کئے جاؤگے تو اس کے خوف سے میرا آنسو ہرگز نہ تھمے گا پھر جب کہ گناہ کرنے پر دوزخ سے ڈرایا جس کی آگ تین ہزار سال تک گرم کی گئی ہے تو میرے آنسو کیسے رُکیں؟ فَاعْتَبِرُوْا یٰاُولِی الْاَبْصَار۔

خاتمہ

دوزخ سے بچنے کی چند دعائیں

(۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس طرح صحابہؓ کو قرآن کی سورت سکھاتے تھے اسی طرح یہ دعا سکھاتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ جَھَنَّمَ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ۔ (ترغیب عن مسلم)

(۲) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اکثر یہ دعا فرمایا کرتے تھے۔ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ (بخاری)

(۳) حضرت رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک صحابی "مسلم" رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتلایا تھا کہ مغرب کی نماز سے فارغ ہو کر کسی سے بات کرنے سے پہلے سات مرتبہ اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ کہا کرو اگر اس کو کہہ لوگے اور اگر اسی رات میں مرجاؤ گے تو دوزخ سے تمہاری خلاصی کردی جائے گی اور جب صبح کی نماز پڑھ چکو اور اس کو اسی طرح (سات مرتبہ کسی سے بولنے سے پہلے) کہہ لوگے اور اسی دن مرجاؤ گے تو دوزخ سے تمہاری خلاصی ضروری کردی جائیگی۔ (ابوداؤد)

(۴) رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص تین مرتبہ خدا سے جنت کا سوال کرے تو جنت اس کے لئے خدا سے دعا کرتی ہے کہ اَللّٰھُمَّ

اَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ (اے اللہ! اس کو جنت میں داخل کردے -) اور جو شخص تین مرتبہ دوزخ سے پناہ چاہے تو دوزخ اُس کے لئے خدا سے دعا کرتا ہے کہ اَللّٰهُمَّ اَجِرْهُ مِنَ النَّارِ (اے اللہ! اس کو دوزخ سے بچا -) (ترغیب)

آخری سطور

اب اس رسالہ کو ختم کرتا ہوں، عبرت کی آنکھ والوں کے لئے تھوڑا بھی بہت ہے اور غافلوں کے لئے بڑے بڑے دفتر بھی کچھ نہیں۔ حضراتِ ناظرین سے درخواست ہے کہ اس عاجز و مسکین کے حق میں دعا فرمائیں کہ اللہ جل شانہٗ اپنی رحمت سے دنیا و آخرت کے تمام عذابوں اور تکلیفوں سے محفوظ رکھیں اور جنت الفردوس نصیب فرمائیں۔ میرے والدِ محترم جناب صوفی محمد صدیق صاحب زید مجدہم کو بھی دعائے خیر سے یاد فرمائیں جن کی سعی سے میں قرآن کریم کی برجستہ آیات جمع کرنے اور حسبِ موقعہ احادیثِ نبویہ منتخب کرنے کے لائق ہوا۔ جزاہ اللہ عنّی جزاء خیر فی هذه الدار و فی تلك الدار و احشرنی و ایاه مع المتقین الابرار۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین و
الصلوٰۃ والسلام علی خلقہ سیدنا محمد الشفیع
الامۃ یوم الدین وعلی اٰلہٖ وصحبہ هداة الدین المتین

ادارہ اشاعتِ دینیات (پرائیویٹ) لمیٹڈ
۱۲۸/۲۔ حجا ہاؤس حضرت نظام الدینؒ نئی دہلی ۱۱۰۰۱۳ (انڈیا)
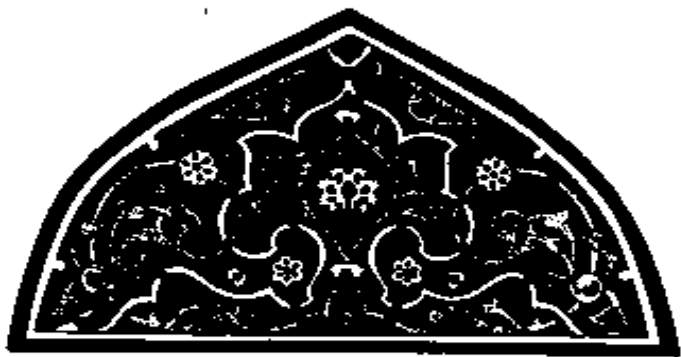
مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہریؒ

Maktab_e_Ashraf

نام کتاب: میدانِ حشر

Maidaan-e-Hashr

مولانا محمد عاشق الٰہی بلندشہریؒ

باہتمام: محمد یونس

اشاعت: ۲۰۱۲ء

ISBN: 81-7101-090-3

TP-074-12

Published by Mohammad Yunus for

IDARA IMPEX

D-80, Abul Fazal Enclave-I, Jamia Nagar
New Delhi-110 025 (India)
Tel.: 2695 6832 Fax: +91-11-6617 3545
Email: sales@idaraimpex.com
Visit us at: **www.idarastore.com**

Typesetted at DTP Division
IDARA ISHA'AT-E-DINIYAT
P.O. Box 9795, Jamia Nagar, New Delhi-110025 (India)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی

رَسُوْلِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ؁

امّا بعد، اس دنیا میں جو بھی آیا ہر ایک نے اس کو چھوڑ کر دوسرے عالم کا راستہ لیا یعنی اپنی عمر کے سانس پورے کر کے موت کی کٹھن گھاٹی کو طے کر کے برزخ میں پہونچا۔ برزخ میں عذاب اور تکلیفیں بھی ہیں اور آرام و راحت بھی ہے۔ اپنے اپنے اعمال کے اعتبار سے برزخ میں مختلف حالات سے گذرنا پڑتا ہے، دنیا سے جو جاتا ہے برزخ میں جگہ پاتا ہے غرضکہ ہر آنے والا جانے گا اور ؎

سب ٹھاٹھ پڑا رہ جائیگا جب لاد چلے گا بنجارا

جس طرح انسانوں اور جنّات کی عمریں مقرر ہیں اسی طرح اس عالم کی عمر بھی مقرر ہے جب اس عالم کی عمر تمام ہو گی اچانک اس کے مجموعہ کو موت آجائے گی، افراد کے چلے جانے کو موت اور پورے عالم کے ختم ہوجانے کو قیامت کہتے ہیں۔ موت و حیات کی حکمت بیان فرماتے ہوئے اللہ جل شانہٗ نے ارشاد فرمایا ہے:

اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ	جس نے پیدا کیا موت کو اور زندگی کو تاکہ
لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ط	تم کو جانچا جائے کہ تم میں کون اچھے کام کرتا ہے

یعنی موت و حیات کا یہ سلسلہ اس لئے ہے کہ اللہ رب العٰلمین تمہارے اعمال کی جانچ کرے کہ کون برے کام کرتا ہے اور کون اچھے کام کرتا

ہے اور کون اچھے کام کرتا ہے اور اچھے سے اچھے کام کرنے والا کون ہے؟ پہلی زندگی میں عمل کا موقعہ دے کر اور طریق کار بتا کر انسان کو امتحان میں ڈالا پھر دوسری زندگی رکھی گئی، جس کا اعلان پیغمبروں کی زبانی واضح کر دیا گیا کہ اے انسانو! تم کو مرنا ہے اور مرنے کے بعد جی اٹھنا ہے اور جی اٹھ کر خالق و مالک کے حضور میں جوابدہی کرنا ہے، سورۂ مومنون میں انسان کی تخلیق اور اس کی پیدائش کے جملہ اطوار و حالات بیان کرنے کے بعد ارشاد فرمایا:

ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ط

پھر تم اس کے بعد مروگے پھر تم قیامت کے دن کھڑے کئے جاؤ گے۔

یعنی یہ زندگی زندگی نہیں ہے اور جیتی جاگتی مورت اور ہنستی بولتی تصویر دیکھتی سنتی جان جو تم کو دی گئی ہے ہمیشہ نہ رہے گی، موت کی گھاٹی سے گذر کر ایک اور زندگی پاؤ گے اور اپنی اس جان عزیز کو لے کر جان آفریں کے حضور میں پیش ہو کر وُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ کا منظر دیکھو گے۔

اعمال کا بدلہ ملنا ضروری ہے اس پر تمام اہل عقل متفق ہیں "جیسی کرنی ویسی بھرنی" مشہور مثل ہے جو عوام و خواص کی زبان زد ہے دنیا میں جو کام انسان کرتے ہیں ان کے فیصلے قیامت کے دن ہوں گے قرآن مجید میں قیامت کے دن کو يَوْمُ الدِّيْنِ (بدلہ کا دن) اور يَوْمُ الْفَصْلِ (فیصلہ کا دن) اور يَوْمُ الْحِسَابِ (حساب کا دن) فرمایا گیا ہے

اس روز رشتہ دار کام نہ آئیں گے قوت نہ چلے گی بےکسی اور بےبسی کا عالم ہوگا، اعمال پیش ہوں گے، ہر بھلائی برائی سامنے آئیگی سورۂ زلزال میں فرمایا۔

یَوْمَئِذٍ یَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا	اس روز مختلف جماعتوں میں ہو جائیگے
لِّیُرَوْا اَعْمَالَهُمْ فَمَنْ یَّعْمَلْ	تاکہ اعمال کو دیکھ لیں سو جس نے ذرہ برابر
مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ وَمَنْ	نیکی کی وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ
یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ	برابر برائی کی وہ اسے دیکھ لے گا

بذاتِ خود تنہا حاضری ہوگی اور اولین اور آخرین میں سے کوئی بھی چھپ کر کہیں نہ جا سکے گا ارشاد ربانی ہے:

لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا	اس کے پاس ان کی شمار ہے اور گن رکھی ہے
وَكُلُّهُمْ اٰتِیْهِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَرْدًا	ان کی گنتی اور قیامت کے دن ان میں سے
(سورہ مریم)	ہر ایک اس کے سامنے تنہا آئے گا۔

انسانوں نے جو کام دنیا میں کیے تھے ان کا اکثر حصہ دنیا میں ہی بھول گئے تھے پھر آخرت میں تو کیا یاد رکھیں گے، لیکن اللہ رب العزت انکے تمام اعمال سے آگاہ فرمائیں گے۔ سورۂ مجادلہ میں فرمایا:

یَوْمَ یَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِیْعًا	جس روز اللہ تعالٰی ان سب کو دوبارہ
فَیُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا اَحْصٰىهُ	زندہ کرے گا تو پھر ان کا سب کیا ہوا
اللّٰهُ وَنَسُوْهُ	انکو جتا دے گا اللہ نے وہ محفوظ کر رکھا ہے
	اور وہ بھول گئے۔

رہا یہ سوال کہ نیکیوں اور برائیوں کا بدلہ قیامت کے دن پر اُدھار

کیوں رکھا ہے مرنے کے ساتھ ہی قبر میں کیوں فیصلہ نہیں ہو جاتا تو اسکا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حکیم و علیم ہیں ان کی حکمت چاہتی ہے کہ فیصلوں اور بدلوں کے لئے قیامت کے دن کا انتظار کیا جائے اللہ جل شانہٗ کے علم میں تو واللہ اعلم کتنی مصلحتیں اور حکمتیں ہوں گی' سرسری نظر میں جو مصلحت ہماری سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ اس دنیا میں انسان کا تعلق انسان سے بھی ہے اور اس کے علاوہ دوسری مخلوق سے بھی ہے اور انسان کو خداوند عالم کی طرف سے حکم دیا گیا ہے کہ ساری مخلوق سے اچھا برتاؤ رکھے اور عمدہ سلوک کرے' کسی پر جانی یا مالی ظلم نہ کرے' مخلوق کے مخلوق پر جو حقوق ہیں واضح طور پر شریعت مطہرہ نے ان سے آگاہ فرما دیا ہے' پھر یہ کہ انسان کے ذمہ نہ صرف مخلوق کے حقوق ہیں بلکہ اللہ رب العزت کے حقوق بھی ہیں ان کی تفصیل بھی پاک شریعت میں موجود ہے' اس کے ساتھ دوسری بات یہ بھی ذہن نشین فرما لیجئے کہ نیک عمل اور برے عمل دونوں کی دو قسمیں ہیں اوّل وہ اعمال کہ جو عمل کرتے ہی ختم ہو جاتے ہیں اور ان کو کر لینے کے بعد انسان عذاب یا ثواب کا مستحق ہو جاتا ہے۔ دوم وہ اعمال کہ جو وجود میں آتے ہی ختم نہیں ہو جاتے بلکہ ان کا اثر مسلسل جاری رہتا ہے اور اس عمل کی وجہ سے اس عمل کا کرنے والا برابر زیادہ سے زیادہ ثواب یا عذاب کا مستحق ہوتا چلا جاتا ہے مثلاً کسی شخص نے تقریر سے یا تحریر سے تبلیغ کی اور اس کے اثر سے دنیا میں نیکیاں جاری ہیں یا کسی نے کنواں کھدوا دیا ہے یا سرائے بنوا دی ہے یا اور کوئی ایسا کام کر دیا ہے جس کا

نفع اور اثر برابر جاری ہے تو بہر حال اس کا ثواب بھی چالو ہے وہ مر بھی جائے گا تب بھی اس کا ثواب چالو رہے گا اس کے برعکس اگر کسی نے کوئی گناہ کا کام چالو کیا یا کسی کو گناہ کا راستہ بتا دیا یا کوئی ایسی کتاب لکھ کا جو انسانوں کو گناہوں پر ابھارتی رہتی ہے یا اور کوئی کام ایسا کر دیا جس کی وجہ سے گناہ برابر جاری ہیں تو بہر حال اس کے اعمال نامہ میں یہ گناہ لکھے جا رہے ہیں یہ شخص مر بھی جائے گا تب بھی اس کے اعمال نامہ میں گناہ بڑھتے رہیں گے اور زیادہ سے زیادہ عذاب کا مستحق ہوتا رہے گا اس سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ جس طرح دنیا میں انسان کے اعمال کا کھاتہ برابر لکھا جاتا رہتا ہے اسی طرح مرنے کے بعد بھی اس کے اعمال میں اچھے ہوں یا برے، اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

آمدم بر سر مطلب ۔ پس جب کہ قبر یعنی عالم برزخ بھی دار العمل ہے اور آخرت میں جن اعمال کی وجہ سے عذاب یا ثواب ملتا ہے وہ اب بھی اس کے اعمال نامہ میں جاری ہیں تو پورے ان اعمال کا بدلہ جو اس کے اعمال نامہ میں لکھے جاتے ہیں (خواہ اس نے کئے ہوں یا وہ ان کے کرنے کا سبب بن گیا ہو) کیسے دیدیا جائے، اور آخری فیصلہ کیونکر ہو؟ پھر چونکہ حقوق العباد کے فیصلے بھی ہونا ضروری ہیں اس لئے بھی قیامت کے دن پر فیصلہ رکھا گیا کیونکہ عالم برزخ میں تمام حقدار موجود نہ ہوں گے ہر شخص کی موت کا وقت جدا گانہ ہے عالم برزخ میں یہ آج پہونچا ہے اور جس نے اس پر ظلم کیا تھا وہ دس برس بعد وہاں پہونچے گا اور جن لوگوں پر

اس نے ظلم کیا ہے وہ بیس برس بعد دنیا سے رخصت ہو کر برزخ میں جگہ پائیں گے عدل وانصاف کا تقاضہ ہے کہ مدعی اور مدعا علیہ دونوں موجود ہوں تب فیصلہ کیا جائے تاکہ غائبانہ فیصلہ کرنے پر مدعی یہ اعتراض نہ کرسکے کہ میرا حق کم دلایا گیا اور مدعا علیہ یوں نہ کہہ سکے کہ میرے خلاف ڈگری دینا اسوقت صحیح ہوتا جب کہ مدعی موجود ہوتا، کیا عجب تھا کہ مدعی مجھے معاف کر دیتا

لہٰذا

حکمت ومصلحت اس امر کی مقتضی ہوئی کہ ایک ایسی تاریخ فیصلوں اور بدلوں کے لئے مقرر کی جاوے جس میں سب حاضر ہوں اور جس میں ہر قسم کے اعمال (خواہ خود کئے ہوں یا بالواسطہ بندہ کے اعمال تادیر لکھے گئے ہوں) ختم ہو چکے ہوں تاکہ سب کے سامنے فیصلہ ہو اور پورے اعمال کا پورا بدلہ دیا جاوے اسی تاریخ کو قیامت کا دن کہتے ہیں، قیامت کے دن یہ عالم ختم ہو جائے گا۔ اور ہر قسم کے اعمال اور اعمال کے سلسلے ختم ہو جائینگے اور تمام اولین وآخرین زندہ کر کے حاضر کئے جائیں گے اور اس روز فیصلے ہوں گے اور بدلے ملیں گے۔

باقی رہا یہ سوال کہ اس دنیا میں کیوں فیصلے نہیں ہوتے اور بدلے کیوں نہیں ملتے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو یہ دنیا دار العمل ہے اس میں امتحان کے لئے آتے ہیں، عمل کی جگہ عمل کی جزا ملنے لگے تو ایمان بالغیب نہ رہے اور امتحان کا مقصد بے معنی ہو جائے پھر یہ کہ عمل برابر جاری ہیں، نیکیوں سے بہت سے گناہ (صغیرہ) معاف ہوتے رہتے ہیں

اور توبہ کرنے کا بھی موقع ہے اس لیے یہ مناسب اور صحیح ہے کہ اس زندگی کے بعد دوسری زندگی میں فیصلے ہوں اور بدلے دیئے جائیں۔ قیامت کا دن جب ختم ہوگا اور سب کے فیصلے ہو جائیں گے تو ہر ایک اپنے اپنے انجام کے مطابق دوزخ یا جنت میں پہنچے گا وہ مومن گنہگار جو اعمال بد کی وجہ سے دوزخ میں جائیں گے بعد میں جب اللہ جل شانہٗ کی مشیت ہوگی دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کر دیئے جائیں گے لیکن جنت سے نکل کر کسی کو کسی دوسری جگہ نہ بھیجا جائے گا قیامت کے فیصلہ کے بعد جنت کا فیصلہ ہو جانا ہی حقیقی کامیابی ہے قرآن شریف میں ہے:

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۗ وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۖ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ۗ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ (آل عمران)	ہر جان موت کو چکھنے والی ہے اور تم کو پورے بدلے قیامت کے روز دیئے جائیں گے پس جو شخص دوزخ سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا سو وہ پورا کامیاب ہوا اور دنیاوی زندگی دھوکہ کی پونجی کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔

انسان کے اعمال کا بدلہ جو دوزخ یا جنت کی شکل میں ملے گا اور اسکے اعمال کے فیصلے جو قیامت کے دن ہوں گے ان کے احوال اور تفصیلات قرآن و حدیث میں خوب کھول کر بیان کیے گئے ہیں۔ مسلمانوں کے علاوہ دوسری قوموں میں بھی مرنے کے بعد اعمال کا بدلہ ملنے کے بارے میں کچھ تصورات و توہمات ہیں لیکن ان کے توہمات اور تصورات کی کوئی صحیح بنیاد نہیں جسکی وجہ یہ ہے کہ

وہ تصورات انھوں نے اپنی عقل سے تجویز کر لیے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور اُن کے ارشاد فرمودہ اعتقادات کے خلاف ہیں مثلاً بعض قوموں میں عقیدہ تناسخ چلا آرہا ہے جسے ان لوگوں نے اپنی طرف سے تجویز کیا ہے ان لوگوں کا خیال ہے کہ مرنے کے بعد انسان کی روح دوسرے انسان یا حیوان کے قالب میں جگہ پاکر نیا جنم لے لیتی ہے اور ہمیشہ یہی ہوتا رہتا ہے، اس کا نام انھوں نے آواگون تجویز کیا ہے اس عقیدہ کا باعث یہ نہیں ہے کہ خدا کے پیغمبروں کی بتائی ہوئی بات کو مان کر ایسا کر رہے ہیں بلکہ اس عقیدہ کے گڑھنے کا باعث یہ ہے کہ ان لوگوں کو دنیا میں انسانوں کے مختلف مراتب اور درجات اس طرح نظر آئے کہ کوئی حاکم ہے کوئی محکوم، کوئی امیر ہے، کوئی غریب کوئی خادم ہے کوئی مخدوم اور اسی طرح کے بے شمار فرق ہیں اس اختلاف مراتب اور اعلیٰ وادنے ہونے کا کیا باعث ہے؟ اس کا فلسفہ ان لوگوں کی سمجھ میں نہ آیا ہادی ثقلین حضرت محمد رسول اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی طرف رجوع کرتے تو اس اختلاف مراتب کے اسباب بہت سے معلوم ہو جاتے، خود سمجھنا چاہا اسلئے سمجھنے سے عاجز رہے، ناچار اپنی طرف سے یہ تجویز کیا کہ پچھلے جنم میں جو کرم کئے تھے یعنی اچھا یا بُرا اعمال اسی کا نتیجہ ہے، ان نادانوں کا یہ عقیدہ جو انکا خود ساختہ ہے مختلف پہلوؤں سے غلط ہے، اگر غور کیا جائے تو سرسری نظر میں ایک بڑا اشکال اور اعتراض اس عقیدہ کے تسلیم کرنے کے ساتھ ہی معمولی سمجھ والے انسان کی عقل میں یہ آتا ہے کہ عمل کا بدلہ (عذاب کی حیثیت میں) حقیقتہً

وہی بدلہ سمجھا جاسکتا ہے جس کے بارے میں بدلہ ملنے والے کو اسکا علم اور یقین ہو کہ مجھے یہ آرام یا تکلیف فلاں عمل کی وجہ سے مل رہی ہے اگر آرام پانے والے یا سزا بھگتنے والے کو اسکا علم نہ ہو کہ یہ آرام یا تکلیف فلاں عمل کے باعث ہے تو اسکو بدلہ کہنا بے معنی ہوا۔ دنیا میں جو لوگ موجود ہیں جبکہ انکو یہ معلوم نہیں کہ یہ آرام یا تکلیف فلاں جگہ کے فلاں عمل کی وجہ سے ہے تو دنیا کے آرام وراحت یا تکلیف ومصیبت کو کسی پچھلے جنم کا نتیجہ کیوں کر تسلیم کیا جائے؟ سزا بھگتنے والے کو جب ہی تو یہ پشیمانی اور پچھتاوا ہو گا جبکہ اسے یہ خبر ہو کہ یہ فلاں عمل کی سزا ہے، کاش وہ عمل میں نہ کرتا۔

بہر حال حق وہی ہے جو حضرت محمد رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اور بتایا، انھوں نے جو کچھ فرمایا صحیح فرمایا جو بتایا اللہ کی طرف سے فرمایا ظن وگمان اور اٹکل کو انھوں نے بے معنی قرار دیا۔

اب میں قرآن حکیم اور ارشادات نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کی روشنی میں قیامت کے حالات مفصل لکھتا ہوں، یہ حالات حق ہیں انکو سچا جانو اور اپنی عاقبت کی فکر کرو۔

قیامت کا آنا ضروری ہے، کوئی مانے یا نہ مانے وعدہ سچا ہے جو ہو کر رہے گا جس وقت قرآن کریم نازل ہوتا تھا اس وقت بھی قیامت کے منکر تھے اور آج بھی اس حقیقت ثابتہ کے انکار کرنے والے موجود ہیں نزول وحی کے وقت جو لوگوں کو اس بارے میں شکوک وشبہات تھے متعدد مواقع میں قرآن شریف میں ان کے جوابات دیئے گئے ہیں ذیل میں چند

آیات اسی عنوان کی درج کی جاتی ہیں، سورۂ یٰسٓ میں فرمایا:

وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ؕ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ۝ — اور بیان کی (انسان نے) ہمارے لئے مثال اور بھول گیا اپنی پیدائش کو کہنے لگا کون ہڈیوں کو زندہ کریگا جبکہ وہ کھوکری ہوگئی ہوں گی۔

اس آیت کریمہ میں انسان کی جرأت بیجا کی شکایت فرمائی ہے کہ دیکھو وہ خدا پر بھی فقرے چسپاں کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میاں گلی سڑی ہڈیوں کو کون زندہ کریگا؟ بس یہ سب کہنے کی باتیں ہیں!! ایسا سوال کرتے وقت انسان اپنی پیدائش کو بھول جاتا ہے اگر اسے اپنی پیدائش کا خیال ہوتا اور اس بات کو بھول نہ جاتا کہ اسکی پیدائش ایک قطرۂ ذلیل سے ہے تو اللہ جل شانہٗ کے متعلق ایسے لفظ کہنے میں کچھ تو شرماتا اور عقل سے کام لیتا تو اس سوال کا جواب بھی اپنی پیدائش میں غور کرنے سے پالیتا آگے اس سوال کا مفصل جواب دیتے ہوئے فرمایا۔

قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمُۨ ۝ — آپ فرما دیجئے کہ ان ہڈیوں کو وہی زندہ کریگا جس نے ان کو پہلی مرتبہ پیدا فرمایا تھا اور وہ سب بنانا جانتا ہے۔

یعنی جس نے پہلی مرتبہ ہڈیوں کو وجود بخشا اور ان میں جان ڈالی وہی دوبارہ انکو زندگی بخشے گا وہ قادر مطلق ہے اس کیلئے سب کچھ آسان ہے بدن کے اجزاء اور ہڈیوں کے ذرے جہاں کہیں بھی منتشر ہوں ان کا ایک ایک ذرہ اس کے علم میں ہے وہ ہر طرح بنانے پر قدرت رکھتا ہے، غور کرنا

چاہیئے کہ جس نے نطفہ کو مختلف حالات سے گزار کر جیتی جاگتی تصویر دے کر روح ڈال دی بھلا اس کے لئے یہ کیونکر ممکن ہے کہ وہ مُردوں کو زندہ نہ کر سکے
اَلَیْسَ ذٰلِکَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤی اَنْ یُّحْیِیَ الْمَوْتٰی۔

انسانی سمجھ کا تقاضہ تو یہ ہے کہ پہلی مرتبہ عدم سے وجود بخشنے کے بعد دوبارہ زندگی دینا آسان ہے سورۂ روم میں فرمایا:

وَهُوَ الَّذِیْ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَیْهِ۔ اور وہی ہے جو اول بار پیدا کرتا ہے پھر اس کو دوبارہ پیدا کر دیگا اور یہ دوہرانا اس کیلئے (اول مرتبہ پیدا کرنے سے) زیادہ آسان ہے۔

یعنی تم خود ہی سمجھ لو کہ جس نے پہلی مرتبہ بغیر نظیر اور نقشہ اور خاکے کے وجود بخشا یا وہ دوبارہ پیدا کرنے پر کیوں کر قادر نہ ہوگا، گو اس کے لئے اولین پیدائش اور دوسری پیدائش سب برابر ہے لیکن تمہارے محسوسات کے اعتبار سے اول بار پیدا کرنے سے دوسری بار دوہرا دینا آسان ہونا چاہیئے یہ عجیب بات ہے کہ جس نے پہلی بار وجود بخشا وہ موت دے کر دوبارہ زندہ نہ کر سکے کچھ تو سمجھو۔ سورۂ احقاف میں فرمایا۔

اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ یَعْیَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰۤی اَنْ کیا نہیں دیکھتے کہ وہ اللہ جس نے بنائے آسمان اور زمین اور ان کے بنانے سے وہ تھکا نہیں وہ قدرت رکھتا ہے کہ

لہ فی الحدیث القدسی، وما تکذیبہ ایای فقولہ لن یعیدنی کما بدأنی ولیس اول الخلق باھون علی من اعادتہ (رواہ البخاری)

يُحْيِيَ الْمَوْتٰى بَلٰى إِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ — مُردوں کو زندہ کر دے ضرور؟ ہاں وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

یعنی جس نے آسمانوں اور زمین جیسی بڑی بڑی چیزیں محض اپنی قدرت کاملہ سے پیدا فرما دیں کیا اس پر قدرت نہیں رکھتا کہ مُردوں کو زندہ کرے؟ بلاشبہ اس پر وہ ضرور قادر ہے۔

سورۂ حٰمٓ سجدہ میں فرمایا۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ اِنَّ الَّذِيْٓ اَحْيَاهَا لَمُحْيِ الْمَوْتٰى وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ — اور منجملہ اس کی نشانیوں کے ایک یہ ہے کہ تو زمین کو دیکھتا ہے دبی پڑی ہے پھر جب ہم اس پر پانی برساتے ہیں وہ ابھرتی ہے بیشک جس نے اس زمین کو زندہ کر دیا وہی مُردوں کو زندہ کرنیوالا ہے بیشک وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

یعنی جس خداوند کریم نے اس زمین کو زندہ کر دیا وہی مُردوں کے جسموں میں دوبارہ جان ڈالدے گا۔

ایک مرتبہ ایک صحابیؓ نے حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ خداوند تعالیٰ مخلوق کو کیسے دوبارہ زندہ فرمائے گا اور موجودہ مخلوق میں اس کی کیا نظیر ہے؟ اس پر آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ایسا نہیں ہوا کہ تم اپنی قوم کے جنگل پر اس وقت نہیں گذرے جب کہ زمین سوکھی ہوئی تھی پھر دوبارہ اس وقت گذرے جبکہ وہ ہری بھری ہو کر لہلہاتی ہوئی تھی؟ انھوں نے عرض کیا کہ جی ہاں ایسا تو

ہوا ہے، آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہی اللہ کی نشانی ہے اس کی مخلوق میں (یعنی موت کے بعد زندہ کرنے کی ایک نظیر ہے) اسی طرح اللہ مُردوں کو زندہ فرمائے گا۔[1]

بعض جگہ قرآن شریف میں قیامت کے منکروں کا اشکال نقل فرما کر ان کا جواب دلیل سے نہیں دیا بلکہ قیامت قائم ہونے کا یقین دلانے کیلئے وقوع قیامت کے دعویٰ کو دُہرا دیا ہے چنانچہ سورۂ صافات میں اول منکرین کی بات نقل فرمائی پھر جواب میں دعویٰ کو دُہرا دیا چنانچہ ارشاد ہے:

ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ۝ اَوَاٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ۝ قُلْ نَعَمْ وَاَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ ۝ فَاِنَّمَا هِیَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ يَنْظُرُوْنَ ۝ وَقَالُوْا يٰوَيْلَنَا هٰذَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِیْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۝

کیا جب ہم مرگئے اور مٹی اور ہڈیاں ہی ہڈیاں ہوگئے تو کیا ہم اُٹھائے جائیں گے۔ کیا ہمارے اگلے باپ دادے بھی اٹھائے جائیں گے، آپ فرما دیجئے کہ ہاں (تم اُٹھائے جاؤ گے) اور ذلت کی حالت میں ہوگے اور کہیں گے کہ اے ہماری خرابی یہ آگیا بدلہ کا دن ہے (جواب ملے گا کہ) یہ ہے دن فیصلہ کا جس کو تم جھٹلاتے تھے۔

سورۂ سبا میں ارشاد فرمایا:

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ يُّنَبِّئُكُمْ اِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ اِنَّكُمْ لَفِیْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ

اور کہنے لگے کافر کیا ہم بتلائیں تم کو ایک مرد جو تمہیں خبر دیتا ہے کہ جب تم پھٹ کر ذرّا ذرّا ہو جاؤ گے تم کو پھر نئے سرے سے

---

[1] مشکوٰۃ شریف

أَفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا أَمْ بِهٖ جِنَّةٌ ۭ بَلِ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ فِي الْعَذَابِ وَالضَّلٰلِ الْبَعِيْدِ ۝

بنا ہے کیا لایا ہے اللہ پر جھوٹ، یا اس کو جنون ہے کچھ بھی نہیں لیکن جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے، آفت میں اور گمراہی میں دور جا پڑے ہیں۔

الحاصل قیامت برحق ہے۔ اللہ تعالےٰ کی جب مشیت ہوگی صور پھونک دیا جائے گا قیامت آموجود ہوگی تو کوئی بھی اسکا جھٹلانے والا نہ ہوگا، اس کے آنے کا وقت اللہ تعالےٰ کے علم میں مقرر ہے لوگوں کے اعتراض کرنے سے اللہ تعالےٰ وقت سے پہلے ظاہر نہ فرمائیں گے

سورۂ سبا میں یہ بھی ارشاد ہے:

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ قُلْ لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَأْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ ۝

اور وہ کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب پورا ہوگا اگر تم سچے ہو، آپ کہہ دیجئے کہ تمہارے لئے وعدہ ہے ایک دن کا نہ ایک گھڑی اس سے پیچھے جاؤگے اور نہ مقدم۔

قیامت کی نشانیاں احقر نے ایک کتاب میں جمع کردی ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئیاں[۱] کے نام سے شائع ہو چکی ہے لہٰذا علامات قیامت کا مطالعہ اسی میں فرمائیں اب ان لوگوں کا مختصر حال لکھ کر جن پر قیامت قائم ہوگی، احوال قیامت لکھنا شروع کرتا ہوں وَاللّٰہُ وَلِیُّ التَّوْفِیْقِ وَھُوَ خَیْرُ عَوْنٍ وَّخَیْرُ رَفِیْقٍ۔

---

[۱] قیمت ایک روپیہ ۔ پیسے، ملنے کا پتہ ادارہ اشاعت دینیات حضرت نظام الدین نئی دہلی

قیامت کن لوگوں پر قائم ہوگی

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت بدترین مخلوق پر قائم ہوگی نیز ارشاد فرمایا کہ اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک زمین میں اللہ اللہ کیا جاتا رہے گا، یہ بھی ارشاد فرمایا کہ قیامت کسی ایسے شخص پر قائم نہ ہوگی جو اللہ اللہ کہتا ہوگا۔[1]

ایک طویل حدیث میں ہے کہ (چونکہ کسی مسلمان کی موجودگی میں قیامت قائم نہ ہوگی اس لئے دنیا کے اسی لیل و نہار کے ہوتے ہوئے) اچانک اللہ تعالیٰ ایک عمدہ ہوا بھیجدیں گے جو مسلمانوں کی بغلوں میں لگ کر ہر مومن اور مسلم کی روح قبض کرے گی اور بدترین لوگ باقی رہ جائیں گے جو سب کے سامنے بے حیائی سے، گدھوں کی طرح عورتوں سے زنا کریں گے۔[2]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دجال کو قتل کرنے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام سات برس لوگوں میں رہیں گے، اس دور میں دو آدمیوں کے درمیان ذرا دشمنی نہ ہوگی پھر اللہ تعالیٰ ملک شام کی طرف سے ایک ٹھنڈی ہوا بھیجدیں گے جس کی وجہ سے تمام مومن ختم ہو جائیں گے اور زمین پر کوئی بھی ایسا شخص باقی نہ رہے گا جسکے دل میں خیر کا (یا فرمایا ایمان کا) کوئی

---

[1] مسلم شریف [2] مشکوٰۃ شریف

ذرہ ہوگا یہاں تک کہ اگر تم (مسلمانوں میں سے کوئی) شخص کسی پہاڑ کے اندر گھوس، داخل ہو جائیگا تو وہ ہَوا وہاں بھی داخل ہو کر اسکی روح قبض کرلے گی اس کے بعد بدترین لوگ رہ جائیں گے (جو برے کرتوتوں اور شرارت کی طرف بڑھتے میں) ہلکے پرندوں کی طرح (تیزی سے اُڑنے والے) ہونگے اور دوسروں کا خون بہانے اور جان لینے میں) درندوں جیسے اخلاق والے ہوں گے، نہ بھلائی کو پہچانتے ہوں گے نہ بُرائی کو بُرائی سمجھتے ہونگے ان کا یہ حال دیکھکر انسانی صورتوں میں شیطان ان کے پاس آکر کہے گا کہ (افسوس تم کیسے ہوگئے، تمہیں شرم نہیں آتی) کہ اپنے باپ دادوں کا دین چھوڑ بیٹھے، وہ اس سے کہیں گے کہ تو ہی بتا ہم کیا کریں؟ لہٰذا وہ ان کو بُت پرستی کی تعلیم دے گا (اور وہ بُت کی پوجا کرنے لگیں گے، وہ اسی حال میں ہوں گے (یعنی قتل وخون، شروفساد اور بُت پرستی میں مصروف ہونگے) اور ان کو خوب رزق مل رہا ہوگا اور اچھی زندگی گذر رہی ہوگی کہ صور پھونک دیا جائے گا۔ صور کی آواز سب ہی سنیں گے جو جو سنتا جائے گا (دہشت کے سبب حیران ہو کر) ایک طرف کو گردن جھکا دے گا اور دوسری طرف کو اُٹھا دے گا۔

پھر فرمایا کہ سب سے پہلے جو شخص اس کی آواز سنے گا وہ ہوگا جو اونٹوں کو پانی پلانے کا حوض لیپ رہا ہوگا، یہ شخص صور کی آواز سن کر بیہوش ہو جائے گا اور پھر سب لوگ بیہوش ہو جائیں گے پھر خدا ایک بارش بھیجے گا جو شبنم کی طرح ہوگی اس سے آدمی اُگ جائیں گے (یعنی قبروں میں مٹی کے

جسم بن جائیں گے، پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا تو اچانک سب کھڑے دیکھتے ہوں گے۔ اس کے بعد اعلان ہوگا کہ اے لوگو چلو اپنے رب کی طرف اور فرشتوں کو حکم ہوگا کہ ان کو ٹھیراؤ ان سے سوال ہوگا پھر اعلان ہوگا۔ کہ اس سارے مجمع سے دوزخیوں کو علیحدہ کرد اس پر دریافت کیا جائیگا۔ اللہ جل شانہٗ سے کہ کس تعداد میں سے کتنے دوزخی نکالے جائیں جواب ملے گا کہ فی ہزار ۹۹۹ دوزخی نکالو۔ اس کے بعد آں حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ وہ دن ہوگا کہ جس کی ہیبت اور دہشت سے بچے بوڑھے ہو جائیں گے اور یہ دن بڑا ہی مصیبت کا ہوگا[1]

ان احادیث شریفہ سے معلوم ہوا کہ قیامت قائم ہونے کے وقت کوئی مسلمان دنیا میں موجود نہ ہوگا، اس عظیم مصیبت سے خداوند عالم ان انسانوں کو محفوظ رکھیں گے جن کے دل میں ذرا سا بھی ایمان ہوگا۔

قیامت کی تاریخ سے باخبر نہیں کیا گیا

اللہ رب العزت ہی جانتے ہیں کہ قیامت کب آئے گی۔ قرآن شریف میں بتایا گیا ہے کہ قیامت اچانک آجائے گی باقی اسکی مقررہ تاریخ سے باخبر نہیں کیا گیا ایک مرتبہ حضرت جبریل علیہ السلام نے انسانی صورت میں آکر حاضرین مجلس کی موجودگی میں آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ قیامت کب قائم ہوگی تو انکے اس سوال کے جواب میں آں حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

---

[1] مسلم شریف

مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ (بخاری و مسلم) — اس بارے میں سوال کرنے والے سے زیادہ اس کو علم نہیں ہے جس سے سوال کیا گیا ہے۔

یعنی اس بارے میں ہم اور تم دونوں برابر ہیں نہ مجھے اس کے قائم ہونے کے وقت کا علم ہے اور نہ تم کو ہے، ایک مرتبہ جب لوگوں نے آنحضرت سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا کہ قیامت کب آئے گی تو اللہ جل شانہٗ کی طرف سے حکم ہوا۔

قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ط يَسْئَلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (الاعراف)

آپ فرما دیجئے کہ اس کا علم صرف میرے رب ہی کے پاس ہے اس کے وقت پر اس کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی ظاہر نہ کرے گا آسمان و زمین میں بڑا بھاری حادثہ ہوگا وہ تم پر محض اچانک آپڑے گی، وہ آپ سے اس طرح پوچھتے ہیں جیسے گویا آپ اس کی تحقیقات کر چکے ہیں، آپ فرما دیجئے کہ اس کا علم صرف اللہ کے پاس ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

قیامت اچانک آجائے گی

سورۂ انبیاء میں فرمایا:

بَلْ تَاْتِيْهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ط

بلکہ وہ آجائے گی اچانک اُن پر اور اُن کو بد حواس کردے گی نہ اس کے ہٹانے کی ان کو قدرت ہوگی اور نہ اُن کو مہلت دی جائے گی۔

اس آیت مبارکہ سے اور اس سے پہلی آیت سے معلوم ہوا کہ قیامت اچانک آجائے گی۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ البتہ قیامت ضرور اس حالت میں قائم ہو گی کہ دو شخصوں نے اپنے درمیان خرید فروخت کیلئے، کپڑا کھول رکھا ہو گا اور ابھی معاملہ طے کر لے اور کپڑا لپیٹنے بھی نہ پائیں گے کہ قیامت قائم ہو جائے گی (پھر فرمایا کہ) البتہ قیامت ضرور اس حال میں قائم ہو گی کہ ایک انسان اپنی اونٹنی کا دودھ نکال کر جارہا ہو گا اور پی بھی نہ سکے گا، اور قیامت یقیناً اس حال میں قائم ہو گی کہ انسان اپنا حوض لیپ رہا ہو گا اور ابھی اس میں مویشیوں کو پانی بھی نہ پلانے پائے گا اور واقعی قیامت اس حال میں قائم ہو گی کہ انسان اپنے منہ کی طرف لقمہ اٹھائے گا اور اسے کھا بھی نہ سکے گا۔[1]

یعنی جیسے آجکل لوگ کاروبار میں لگے ہوئے ہیں اسی طرح قیامت کے آنے والے دن بھی مشغول ہوں گے کہ اچانک قیامت آپہونچے گی جب روز قیامت قائم ہو گی وہ جمعہ[2] کا روز ہو گا، آنحضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سب دنوں سے بہتر جمعہ کا دن ہے، اسی دن آدم (علیہ السلام) پیدا کیے گئے اور اسی دن وہ جنت میں داخل کیے گئے اور اسی دن وہ جنت سے نکالے گئے اور قیامت جمعہ ہی کے روز قائم ہو گی۔[3]

دوسری حدیث میں ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے روز قیامت قائم ہو گی ہر مقرب فرشتہ اور آسمان اور زمین

---

[1] بخاری و مسلم [2] حاشیہ اگلے صفحہ پر دیکھئے [3] مسلم شریف

اور پہاڑ اور سمندر یہ سب جمعہ کے دن سے ڈرتے ہیں (کہ کہیں آج قیامت نہ ہوجائے) لے

صور اور نفخ صور

قیامت کی ابتدا صور پھونکنے سے ہوگی آں حضرت سید عالم صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ صور ایک سینگ ہے جس میں پھونکا جائے گا، ٹلہ اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ میں کسے کی زندگی کیوں کر گذار ونگا حالانکہ صور پھونکنے والے (فرشتہ) نے منہ میں صور لے رکھا ہے اور اپنا کان لگا رکھا ہے اور ماتھا جھکا رکھا ہے اس انتظار میں کہ کب صور پھونکنے کا حکم ہو ٹلہ سورۂ مدثر میں صور کو ناقور فرمایا ہے چنانچہ ارشاد ہے:۔

فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ يَسِيْرٍ

پھر جب ناقور (یعنی صور) پھونکا جاوے گا تو وہ کافروں پر ایک سخت دن ہوگا جس میں ذرا آسانی نہ ہوگی۔

سورۂ زمر میں فرمایا:۔

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ط

اور صور میں پھونکا جائے گا سو بیہوش ہوجائینگے جو بھی آسمانوں اور زمین میں ہیں سوائے ان کے جن کا ہوش میں رہنا اللہ چاہے پھر دوبارہ صور میں پھونکا جائے گا تو وہ فوراً کھڑے ہوجائیں گے ہر طرف دیکھتے ہوئے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۵: یہ جو مشہور ہے کہ قیامت محرم کی دسویں تاریخ کو قائم ہوگی کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ مجمع البحار میں اسکو موضوع یعنی گھڑی ہوئی باتوں میں شمار کیا ہے ۱۲ منہ عفا اللہ عنہ

لہ مشکوٰۃ شریف ٹلہ ایضاً ٹلہ ایضاً

آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ میں دو مرتبہ صور پھونکے جانے کا ذکر ہے پہلی مرتبہ صور پھونکا جائے گا تو سب بے ہوش ہو جائیں گے (اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰہُ) پھر زندے تو مر جائیں گے اور جو مر چکے تھے اُن کی روحوں پر بیہوشی کی کیفیت طاری ہو جائے گی، اس کے بعد دوبارہ صور پھونکا جائیگا تو مُردوں کی روحیں انکے بدنوں میں واپس آجائیں گی اور جو بے ہوش تھے ان کی بے ہوشی چلی جائے گی اور افاقہ ہو جائیگا، اس وقت کا عجیب و غریب حال دیکھ کر سب حیرانی سے تکتے ہوں گے اور خداوند کریم کی بارگاہ میں پیشی کے لئے تیزی کے ساتھ حاضر کئے جائیں گے سورہ یٰسین شریف میں فرمایا۔

وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَاِذَا ھُمْ مِّنَ	اور صور میں پھونکا جائے گا پس اچانک وہ اپنے
الْاَجْدَاثِ اِلٰی رَبِّھِمْ یَنْسِلُوْنَ	رب کی طرف جلدی جلدی پھیل پڑیں گے
قَالُوْا یٰوَیْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا	کہیں گے کہ ہائے ہماری خرابی کس نے ہم کو
ھٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ	اُٹھا دیا ہمارے لیٹنے کی جگہ سے (جواب ملے گا)
الْمُرْسَلُوْنَ ۝ اِنْ کَانَتْ اِلَّا	یہ وہ ماجرا ہے جسکا رحمٰن نے وعدہ کیا ہے اور
صَیْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا ھُمْ	پیغمبروں نے سچی خبر دی بس ایک چنگھاڑ ہوگی
جَمِیْعٌ لَّدَیْنَا مُحْضَرُوْنَ ۝	پھر اسی وقت وہ سب کے سب ہمارے سامنے حاضر کردیئے جائیں گے۔

یعنی کوئی نہ روپوش ہو سکے گا نہ چھپ کر جا سکے گا، سب خداوند عالم کے حضور میں موجود کردیئے جائیں گے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم نے پہلی بار اور دوسری بار صور پھونکے کا درمیانی فاصلہ بتلاتے ہوئے چالیس کا عدد فرمایا، حاضرین نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ کیا چالیس؟ چالیس دن یا چالیس ماہ یا چالیس سال، آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا فرمایا؟ اس سوال کے جواب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی لاعلمی ظاہر کی اور فرمایا کہ مجھے خبر نہیں (یا یاد نہیں) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف چالیس فرمایا یا چالیس سال یا چالیس دن فرمایا دوبارہ صور پھونکے جانے کے بعد پھر اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی برسا دیں گے جس کی وجہ سے لوگ (قبروں سے) اُگ جائیں گے جیسے (زمین سے) سبزی اُگ جاتی ہے، یہ بھی فرمایا کہ انسان کے جسم کی ہر چیز گل جاتی ہے یعنی مٹی میں مل کر مٹی ہو جاتی ہے سوائے ایک ہڈی کے کہ وہ باقی رہتی ہے قیامت کے روز اسی سے جسم بنا دیئے جائیں گے یہ ہڈی ریڑھ کی ہڈی ہے۔[1]

سورۂ زمر کی آیت میں یہ جو فرمایا کہ صور پھونکے جانے سے سب بیہوش ہو جائیں گے سوائے ان کے جن کو اللہ چاہے اس کے متعلق مفسرین کے چند اقوال ہیں کسی نے فرمایا کہ شہداء مراد ہیں کسی نے کہا کہ جبرئیل و میکائیل اور اسرافیل و عزرائیل کے متعلق فرمایا ہے کسی نے حاملین عرش کو بھی اس استثناء میں شامل کیا ہے ان کے علاوہ اور بھی اقوال ہیں (واللہ تعالیٰ اعلم)

---

[1] بخاری و مسلم ایک حدیث میں ہے کہ رائی کے دانہ کے برابر ریڑھ کی ہڈی باقی رہ جاتی ہے اسی سے دوبارہ جسم بنیں گے (الترغیب والترہیب)

ممکن ہے کہ بعد میں ان پر بھی فنا طاری ہو جن کو اس استثناء میں بیان کیا جاتا ہے جیسا کہ آیت لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ کی تفسیر میں صاحب معالم التنزیل لکھتے ہیں کہ جب مخلوق کے فنا ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ (کس کا راج ہے آج) فرمائیں گے تو کوئی جواب دینے والا نہ ہوگا لہٰذا خود ہی جواب میں فرمائیں گے لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ (آج بس اللہ ہی کا راج ہے جو تنہا ہے اور قہار ہے)

یعنی آج کے روز بس اسی شہنشاہِ مطلق کا راج ہے جس کے سامنے ہر طاقت دبی ہوئی ہے تمام مجازی سلطنتیں اور حکومتیں اس وقت فنا ہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک لوگ قیامت کے روز بے ہوش ہو جائیں گے اور میں بھی ان کے ساتھ بے ہوش ہو جاؤں گا پھر سب سے پہلے میری ہی بے ہوشی دور ہوگی تو اچانک دیکھوں گا کہ موسیٰ (پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام) عرش الٰہی کی ایک جانب پکڑے کھڑے ہیں میں نہیں جانتا کہ وہ بے ہوش ہو کر مجھ سے پہلے ہوش میں آچکے ہوں گے یا ان پر بے ہوشی آئی ہی نہ ہوگی اور وہ ان میں سے ہوں گے جن کے بارے میں ارشاد خداوندی إِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ ہے۔

(مشکوٰۃ شریف باب بدء الخلق وذکر الانبیاء علیہم السلام)

کائناتِ عالم کا درہم برہم ہونا

صور پھونکے جانے سے نہ صرف یہ کہ انسان مرجائیں گے بلکہ کائنات کا نظام ہی درہم برہم ہو جائے گا، آسمان پھٹ جائے گا، ستارے جھڑ جائیں گے اور بے نور ہو جائیں گے چاند و سورج کی روشنی ختم کر دی جائیگی زمین ہموار میدان بن جائے گی، پہاڑ اُڑتے پھریں گے۔

ذیل کی آیات و احادیث سے یہ باتیں واضح طور پر ظاہر ہو رہی ہیں۔

پہاڑوں کا حال

ارشاد باری ہے:

اَلْقَارِعَةُ ۙ مَا الْقَارِعَةُ ۚ وَمَآ	وہ کھڑکھڑانے والی کیا ہے وہ کھڑکھڑانے والی
اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ۗ يَوْمَ يَكُوْنُ	اور تو کیا سمجھا کیا ہے وہ کھڑکھڑاتے والی
النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ۙ وَ	جس روز لوگ پروانوں کی طرح اور پہاڑ دھنی
تَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ	ہوئی رنگین اون کی طرح ہوں گے۔

اَلْقَارِعَةُ (کھڑکھڑانے والی) قیامت کو فرمایا ہے' یہ نام اس کا صفے رکھا گیا کہ وہ دلوں کو گھبراہٹ سے اور کانوں کو سخت آواز سے کھڑکھڑا دے گی اس روز انسان پروانوں کی طرح بے تابانہ بدحواس ہو کر محشر کی طرف جمع ہونے کے لئے چل پڑیں گے ایسے غیر منظم طریقہ پر چلیں گے کہ جیسے پروانے اندھا دھند چراغ پر گرتے جاتے ہیں اور پہاڑوں کا یہ حال ہو گا کہ جیسے دُھنیا اون یا روئی کو دُھن کر ایک ایک پھایہ اُڑا دیتا ہے اسی طرح پہاڑ متفرق ہو کر اُڑ جائیں گے۔ سورہ مرسلٰت میں فرمایا

وَ اِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ (اور جب پہاڑ اڑا دیئے جائیں گے) سورہ نبا میں فرمایا وَسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا (اور چلائے جائیں گے پہاڑ تو ہو جائیں گے چمکتا ہوا ریت۔)

سورہ نمل میں فرمایا:

وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ ؕ

اور تو دیکھے پہاڑوں کو یہ سمجھتے ہوئے کہ وہ جمے ہوئے ہیں حالانکہ وہ چلیں گے بادل کے چلنے کی طرح کاریگری اللہ کی جس نے درست کیا ہر چیز کو۔

یعنی یہ بڑے بڑے پہاڑ جن کو تم اس وقت دیکھ کر یہ خیال کرتے ہو کہ یہ ایسے جمے ہوئے ہیں کہ کبھی اپنی جگہ سے جنبش ہی نہ کھا سکیں گے ان پر ایک دن ایسا آنے والا ہے کہ یہ روئی کے گالوں کی طرح اڑتے پھریں گے اور بادل کی طرح تیز رفتار ہوں گے، اللہ رب العزت نے حکمت کے مطابق ہر چیز کو درست کیا اسی نے آج پہاڑوں کو ایسا بوجھل اور بھاری اور جامد بنایا کہ زمین کو بھی ہلنے سے روکے ہوئے ہیں۔ وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ پھر قیامت کے روز ان کا مالک اور خالق ذرہ ذرہ کر کے اڑا دے گا یہ سب اس صانع حقیقی کی کاریگری ہے جس کا کوئی تصرف حکمت سے خالی نہیں، سورہ واقعہ میں فرمایا وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْبَثًّا (اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گے پہاڑ پھر ہو جائیں گے اڑتا ہوا غبار)

آسمان و زمین

سورہ طٰہٰ میں فرمایا:

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا

اور وہ آپ سے پہاڑوں کے متعلق دریافت

رَبِّيْ نَسْفًا فَيَذَرُهَا قَاعًا — کرتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ میرا رب ان کو ایسی
صَفْصَفًا لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا — طرح اڑا دے گا پھر زمین کو چھوڑ دے گا
وَّلَآ اَمْتًا — چٹیل میدان نہ دیکھے گا تو اس میں موڑ اور ٹیلا

یعنی قیامت کے روز پہاڑ اڑا دئے جائیں گے اور زمین صاف اور ہموار میدان بنا دی جائے گی کوئی ٹیلا اس پر نہ رہے گا سورۂ ابراہیم میں فرمایا:

يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ — جس دن بدل دی جائے اس زمین سے دوسری
وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ — زمین اور بدلے جائیں آسمان اور لوگ نکل
الْقَهَّارِ — کھڑے ہوں گے اللہ واحد قہار کے سامنے۔

اس آیت شریفہ سے معلوم ہوا کہ آسمان و زمین قیامت کے روز بدل دئے جائیں گے اور اپنی اس ہیئت موجودہ پر برقرار نہ رہیں گے اس آیت کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آں حضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ جب آسمان و زمین بدلے جائیں گے تو اس روز لوگ کہاں ہوں گے؟ اس کے جواب میں فخر دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پل صراط پر ہوں گے[1] اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت شریفہ میں جو آسمان و زمین کے بدلے جانے کا ذکر ہے وہ حساب کتاب ہونے کے بعد اس وقت ہوگا جب کہ لوگ جنت یا دوزخ میں بھیجے جانے کے لئے پل صراط پر پہنچ جائیں گے۔

پہلی آیت میں جو ذکر ہوا کہ زمین ہموار اور صاف میدان کر دی جائیگی

---

[1] مسلم شریف

یہ حساب وکتاب شروع ہونے سے پہلے کا ذکر ہے۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز لوگ ایسی زمین پر جمع کئے جائیں گے جس کا رنگ سفید ہوگا لیکن سفیدی مٹیالے رنگ کی طرف مائل ہوگی اس وقت زمین مثل میدہ کی روٹی کے ہوگی کسی کی اس میں نشانی نہ ہوگی[1]

جب قیامت ہوگی تو آسمان میں یہ تبدیلی ہوگی کہ اس کے ستارے جھڑ پڑیں گے اور بے نور ہو جائیں گے اور چاند سورج کی روشنی لپیٹ کر جائے گی نیز آسمان پھٹ پڑے گا اور اس میں دروازے ہو جائیں گے۔

سورۂ نبا میں فرمایا:

يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَأْتُوْنَ أَفْوَاجًا وَّفُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ أَبْوَابًا	جس دن پھونکا جائے گا صور میں تو تم چلے آؤ گے غول کے غول اور کھولا جائیگا آسمان تو ہو جائیں گے اس میں دروازے۔

یعنی آسمان پھٹ کر ایسا ہو جائے گا کہ گویا دروازے ہی دروازے ہیں۔

سورۂ مرسلٰت میں فرمایا وَإِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتْ (اور جب آسمان میں جھروکے پڑ جائینگے)

سورۂ فرقان میں فرمایا:

وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلًا	جس روز پھٹ جائے آسمان بادل سے اور اتار دیے جائیں فرشتے لگاتار۔

سورۂ حاقہ میں فرمایا:

---

[1] بخاری

فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ	پھر جب صور میں پھونک مار دی جاوے ایک
وَّحُمِلَتِ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا	پھونک اور اٹھا دئے جائیں (اپنی جگہ سے)
دَكَّةً وَّاحِدَةً ۙ فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ	زمین اور پہاڑ پھر دونوں ایک دفعہ ریزہ
الْوَاقِعَةُ ۙ وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ	ریزہ کر دئے جائیں گے تو اس روز ہو پڑنے
فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ ۙ وَّالْمَلَكُ	والی ہو پڑے گی (یعنی قیامت) اور آسمان
عَلٰٓى أَرْجَآئِهَا ۚ وَيَحْمِلُ عَرْشَ	پھٹ جائے گا تو وہ اس روز بودا ہوگا اور
رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ۭ	فرشتے آسمان کے کناروں پر آ جاویں گے
	اور آپ کے پروردگار کے عرش کو اس روز
	آٹھ فرشتے اٹھائے ہوں گے۔

جس وقت درمیان سے آسمان پھٹنے لگے گا تو فرشتے اس کے کناروں پر چلے جائیں گے۔

سورۂ رحمٰن میں ارشاد فرمایا۔

فَإِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ	پس جب آسمان پھٹ جاوے گا تو ایسا سرخ
وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ۚ	ہو جاوے گا جیسے سرخ نری۔

اور سورۂ معارج میں فرمایا ہے کہ آسمان اس روز مُہل یعنی پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہوگا یعنی پھٹنے کے ساتھ اس کا رنگ بھی بدل جائیگا اور سرخ ہو جائیگا سورۂ طور میں فرمایا ہے کہ اس روز آسمان کپکپا ئیگا (یَوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا) یعنی کپکپا کر پھٹ پڑے گا۔

سورۂ انشقاق میں فرمایا ہے

إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ وَإِذَا الْأَرْضُ مُدَّتْ وَأَلْقَتْ مَا فِيهَا وَتَخَلَّتْ وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ

جب آسمان پھٹ جائے گا اور اپنے رب کا حکم سن لے گا اور وہ اسی لائق ہے اور جب زمین کھینچکر بڑھادی جائے گی اور اپنے اندر کی چیزوں کو باہر ڈالدے گی اور خالی ہو جائیگی اور اپنے رب کا حکم سن لے گی اور وہ اسی لائق ہے

آسمان کو پھٹنے کا اور زمین کو کھینچکر بڑھ جانے اور پھیل جانے کا حکم ان کے رب کی طرف سے ہوگا، دونوں اللہ کی مخلوق ہیں، مخلوق کو خالق کا حکم سننا اور عمل کرنا لازمی امر ہے یہ دونوں بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرینگے۔ اور ان کو یہی لائق بھی ہے کہ اپنے خالق و مالک کے حکم کے آگے جھک جائیں۔ اور فرماں برداری میں ذرا چون و چرا نہ کریں۔

زمین کھینچکر ربڑ کی طرح بڑھادی جاوے گی اور عمارتیں اور پہاڑ وغیرہ سب برابر کردیے جائیں گے تاکہ ایک سطح مستوی پر سب اولین و آخرین بیک وقت کھڑے ہو سکیں اور کوئی حجاب حائل باقی نہ رہے، زمین اپنے اندر کی چیزوں کو باہر ڈالدے گی اور خالی ہو جائے گی یعنی وہ اپنے اندر سے خزانے اور مردے اور مردوں کے اجزاء اگل ڈالے گی اور ان تمام چیزوں سے خالی ہو جائے گی جن کا تعلق بندوں کے اعمال کی جزا ملنے سے ہوگا۔

چاند سورج اور ستارے

جب صور پھونکا جائے گا تو چاند سورج اور ستارے بھی اپنے حال پر باقی نہ رہیں گے۔

سورۂ تکویر میں فرمایا۔

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ۙ	جب آفتاب بے نور ہو جاوے گا اور جب ستارے ٹوٹ کر گر پڑیں گے

سورۂ انفطار میں فرمایا :-

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ۙ	جب آسمان پھٹ جاوے گا اور جب ستارے جھڑ پڑیں گے ۔

ان آیات سے آسمان کا پھٹنا اور ستاروں کا جھڑ کر گرنا واضح ہوا سورۂ مرسلٰت میں فرمایا ہے کہ اس روز ستاروں کی روشنی ختم کر دی جائے گی چنانچہ ارشاد ہے :-

فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ ۙ	سو جب ستارے بے نور ہو جائیں گے ۔

سورۂ قیامہ میں فرمایا :-

يَسْئَلُ اَيَّانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ ۚ فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ۙ وَخَسَفَ الْقَمَرُ ۙ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۙ يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ ۚ كَلَّا لَا وَزَرَ ۭ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ الْمُسْتَقَرُّ ۭ	پوچھتا ہے (انسان) کب ہوگا دن قیامت کا، پس جب چندھیانے لگے آنکھ اور بے نور ہو جائے چاند اور جمع کئے جاویں چاند اور سورج اس روز کہے گا انسان کہاں چلا جاؤں بھاگ کر ہرگز نہیں کہیں پناہ کی جگہ نہیں اس دن صرف تیرے رب کی طرف جا ٹھیرنا ہے ۔

ان آیات کریمہ سے واضح ہوا کہ قیامت کے روز چاند بھی بے نور ہو جائیگا چاند کے بے نور ہونے کا ذکر فرما کر ارشاد فرمایا وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ (سورج اور چاند جمع کئے جاویں گے) یعنی صرف چاند ہی بے نور نہ ہوگا بلکہ بے نور

ہونے میں دونوں شریک ہوں گے، چاند کے بے نور ہونے کا خصوصیت کے ساتھ شاید اس لئے ذکر فرمایا کہ اہلِ عرب کو قمری حساب رکھنے کی وجہ سے اس کا حال دیکھنے کا زیادہ اہتمام تھا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز چاند[1] اور سورج دونوں لپیٹ دیے جائیں گے[2] یعنی ان کی روشنی لپیٹ دی جائے گی جس کے باعث روشنی نہ پھیل سکے گی نہ کسی چیز پر پڑے گی بیہقی نے کتاب البعث والنشور میں حضرت حسن بصریؒ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ سورج اور چاند بے نور کرکے دو ٹکڑے بناکر قیامت کے روز دوزخ میں ڈال دیئے جائیں گے۔ یہ سن کر حضرت حسنؒ نے سوال کیا کہ ان کی کیا وجہ ہے؟

[1] آسمان زمین چاند سورج اور ستاروں کے بارے میں قدیم فلسفہ اور جدید سائنس کے کچھ تصورات اور خیالات ہیں۔ یہ تصورات ان لوگوں نے خود تجویز کئے ہیں جن میں تغیر کرتے رہتے ہیں آج ایک نظریہ ہے کل دوسری بات کہدیں گے، اٹکلوں، خیالوں اور گمانوں کے گرد ان کے نظریات گھومتے ہیں پھر تعجب یہ ہے کہ قرآن و حدیث میں ان چیزوں کے گذشتہ یا آئندہ حالات جو ذکر کئے ہیں ان کے تسلیم کرنے میں اس لئے تامل کرتے ہیں کہ اپنے خود ساختہ نظریات کے خلاف نظر آتے ہیں جس نے ان چیزوں کو وجود بخشا ہے اس سے زیادہ اس کی مخلوق کا جاننے والا کون ہو سکتا ہے؟ بلاشبہ وہ لوگ بڑے بے بصیرت اور راہِ حق سے ہٹے ہوئے ہیں جو خالقِ کل اور مالک الملک کی خبر کو اپنے تجویز کردہ نظریات پر پرکھتے ہیں قیامِ قیامت کے سلسلے میں عالم کے بگڑنے اور بدلنے کے جن حالات کا تذکرہ قرآن و حدیث میں کیا گیا ہے بلاشبہ صحیح اور حق ہیں جو لوگ اپنے تجویز کردہ نظریات کی بنا پر قرآن و حدیث کو تسلیم نہ کریں صریح گمراہی اور کھلی نادانی میں مبتلا ہیں۔ اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى [2] بخاری

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان نقل کر رہا ہوں (اس سے زیادہ مجھے علم نہیں) یہ سن کر حسنؒ خاموش ہوگئے۔[1]

انسانوں کا قبروں سے نکلنا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ سرور آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سب سے پہلے زمین پھٹ کر مجھے ظاہر کرے گی پھر ابوبکرؓ و عمرؓ قبروں سے ظاہر ہوں گے پھر بقیع (قبرستان) میں جاؤں گا لہٰذا وہ (قبروں سے نکل کر) میرے ساتھ جمع کر دیے جائیں گے، پھر میں مکہ والوں کا انتظار کروں گا (حتیٰ کہ وہ بھی قبروں سے نکل کر میرے ساتھ ہو جائیں گے) پھر کہ میں حرمین (والوں) کے درمیان (محشر میں) جمع ہو جاؤں گا۔[2]

جو لوگ قبروں میں دفن ہیں (مسلم ہوں یا کافر) وہ تو دوسری مرتبہ صور کی آواز سن کر قبروں سے نکل کھڑے ہوں گے اور جو لوگ آگ میں جلا دیئے گئے یا سمندروں میں بہا دیئے گئے یا جن کو درندوں نے پھاڑ کھایا تھا انکی روحوں کو بھی جسم عطا کیا جائیگا۔ اور لامحالہ وہ بھی حاضر محشر ہوں گے۔

قبروں سے ننگے اور غیر مختون نکلیں گے

حضرت عائشہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں نے آنحضرت

---

[1] مشکوٰۃ شریف [2] ترمذی

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا کہ قیامت کے روز لوگ ننگے پاؤں ننگے بدن بے ختنہ جمع کئے جائیں گے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا مرد وعورت سب ننگے ہوں گے اور ایک دوسرے کو دیکھتے ہوں گے (اگر ایسا ہوا تو بڑے شرم کا مقام ہوگا) اس کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہؓ قیامت کی سختی اس قدر ہوگی اور لوگ گھبراہٹ اور پریشانی سے ایسے بدحال ہوں گے کہ کسی کو دوسرے کی طرف دیکھنے کا دھیان ہی نہ ہوگا۔[1]

دوسری حدیث میں ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بے شک قیامت کے روز تم ننگے پاؤں ننگے بدن بے ختنہ جمع کئے جاؤ گے یہ فرما کر قرآن مجید کی آیت کَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُ (ہم نے جس طرح اول بار پیدا کرنے کے وقت ابتدا کی تھی اس کو دوبارہ اسی طرح لوٹائیں گے) تلاوت فرمائی پھر فرمایا کہ سب سے پہلے قیامت کے روز ابراہیم (علیہ السلام) کو کپڑے پہنائے جائیں گے۔[2] علماء نے لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس لئے سب سے پہلے لباس پہنایا جائے گا کہ انہوں نے سب سے پہلے فقیروں کو کپڑے پہنائے تھے یا اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے کی وجہ سے سب سے پہلے ننگے کئے گئے جب کہ کافروں نے ان کو آگ میں ڈالا تھا۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ

---

[1] بخاری ومسلم [2] بخاری ومسلم

تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سب سے پہلے جس کو کپڑے پہنائے جائیں گے وہ ابراہیم (علیہ السلام) ہوں گے اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میرے دوست کو پہناؤ چنانچہ جنت کے کپڑوں میں سے دو باریک اور نرم سفید کپڑے ان کو پہنانے کے لئے لائے جائیں گے ان کے بعد مجھے کپڑے پہنائے جائیں گے۔

قبروں سے اٹھکر میدان حشر میں جمع ہونے کے لئے چلنا!

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز لوگ تین قسم سے جمع کئے جائیں گے (۱) ایک جماعت پیدل (۲) دوسری سوار (۳) تیسری وہ جماعت ہوگی جو اپنے چہروں کے بل چلیں گے، سوال کیا گیا کہ یارسول اللہ وہ لوگ چہروں کے بل کیوں کر چلیں گے؟ جواب میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بے شک جس ذات پاک نے ان کو قدموں پر چلایا وہ اس پر قادر ہے کہ ان کو چہروں کے بل چلا دے پھر فرمایا کہ خبردار وہ چہروں کے بل اس طرح چلیں گے کہ زمین کے ابھرے ہوئے حصّے اور کانٹوں تک سے اپنے چہروں کے ذریعہ بچاؤ کریں گے[1]

یہ حال کافروں کا ہوگا، چونکہ ان نالائقوں نے دنیا میں اپنے چہرہ کو حضور خداوندی میں رکھنے سے اعراض کیا اور تکبر و غرور کے باعث سجدہ میں سر رکھنے سے انکار کیا اس لئے قیامت کے روز ان کے چہروں سے انکو

---

[1] ترمذی

پاؤں کا کام دلایا جائے گا تاکہ خوب ذلیل ہوں اور چہروں کے خالق و مالک کو سجدہ کرنے سے جو انکار کیا تھا اس کا مزہ چکھ لیں۔ اللہ تعالیٰ کو سب کچھ قدرت ہے وہ اپنی مخلوق کے جسم کے ہر حصے کو اس کی ہر خدمت میں استعمال فرما سکتے ہیں دنیا ہی میں دیکھ لیا جائے کہ بعض چیزیں چار پیروں پر اور بعض دو پیروں پر چلتی ہیں اور بعض صرف اپنے پیٹ سے (فَمِنْهُم مَّن يَمْشِي عَلَىٰ بَطْنِهِ الاٰیۃ) وہ لوگ جن کے ایک ہاتھ ہے وہ اسی ایک ہاتھ سے دونوں ہاتھوں کا کام کر لیتے ہیں جو لوگ نابینا ہوتے ہیں ان کی قوت سامعہ اور حس و ادراک اکثر تیز ہوتے ہیں جن سے بڑی حد تک بینائی نہ ہونے کی تلافی ہو جاتی ہے قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کافروں کو چہرے کے بل چلائیں گے یہ عقلاً ذرا بھی بعید نہیں ہے۔

کفار گونگے بہرے اور اندھے اٹھائے جائیں گے!

سورۂ بنی اسرائیل میں فرمایا

وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ عُمْيًا وَبُكْمًا وَصُمًّا

اور ہم ان کو قیامت کے روز اندھے گونگے اور بہرے کر کے چہروں کے بل چلائیں گے۔

سورۂ طٰہٰ میں ارشاد فرمایا:

وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَىٰ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِي أَعْمَىٰ وَقَدْ كُنتُ بَصِيرًا الخ قَالَ

اور جس نے منہ پھیرا میری یاد سے تو اس کیلئے ہے تنگی کی زندگی اور قیامت کے روز ہم اسکا حشر اس طرح کریں گے کہ وہ اندھا ہوگا وہ کہے گا کہ اے میرے رب کیوں تو نے مجھے اندھا اٹھایا حالانکہ

كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى

میں دیکھتا تھا جواب میں ارشاد باری ہوگا اسی طرح آئی تھیں تیرے پاس میری آیتیں پس تو نے انکو بھلا دیا اور اسی طرح آج تو بھلایا جائیگا اور اسی طرح ہم بدلہ دیں گے اس کو جو حد سے بڑھا اور اپنے رب کی آیتوں پر ایمان نہ لایا اور البتہ آخرت کا عذاب سخت ہے اور باقی رہنے والا ہے۔

خداوند عالم کے دین سے دنیا میں جن لوگوں نے آنکھیں پھیر لیں اور مالک حقیقی کی آیات کو سن کر قبول کرنے اور اقرار کرنے کے بجائے سب سنی ان سنی کر دی ان کی آنکھوں اور کانوں اور زبانوں کی طاقتیں سلب کر لی جائیں گی اور گونگے بہرے ہو کر اٹھیں گے۔ یہ ابتدائے حشر کا ذکر ہے پھر آنکھیں اور زبانیں اور کان کھول دیئے جائیں گے تاکہ محشر کے حالات اور اس کی سختیاں دیکھ سکیں اور حساب کتاب کے موقع پر ان سے جواب سوال کیا جاوے۔[1]

کافروں کی آنکھیں نیلی ہونگی

سورۂ طٰہٰ میں فرمایا

وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا يَّتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا (طٰہٰ)

اور ہم جمع کریں گے اس دن گنہگاروں کو اس حال میں کہ ان کی آنکھیں نیلی ہوں گی چپکے چپکے آپس میں کہتے ہوں گے کہ دنیا میں بس تم دس دن رہے ہو۔

یعنی بدنمائی کے لئے ان کی آنکھیں نیلی کر دی جاویں گی جب قیامت

---

[1] کذا فی معالم التنزیل

کو اٹھ کھڑے ہوں گے تو آپس میں آہستہ آہستہ باتیں کریں گے کہ دنیا میں کتنے دن رہے پھر خود ہی آپس میں جواب دیں گے کوئی کہے گا کہ دنیا میں ہم دس دن ہی رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے اس آیت کے بعد دوسری آیت میں فرمایا:۔

دنیا میں کتنے دن رہے

نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ اِذْ يَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ طَرِيْقَةً اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا يَوْمًا ہم کو اچھی طرح معلوم ہے جو کچھ وہ کہتے ہیں جب بولے گا ان میں کا اچھی روش والا کہ تم دنیا میں ایک دن سے زیادہ نہیں رہے۔

آخرت کا طول اور وہاں کے ہولناک مناظر دیکھکر دنیا میں یا قبر میں رہنا اتنا کم نظر آئے گا کہ گویا عشرہ سے زیادہ نہیں رہے، عشرہ بھی کسی کے خیال میں گذرے گا ورنہ جو ان میں زیادہ عقلمند اور صاحب الرائے اور ہوشیار ہوگا وہ کہے گا کہ دس دن بھی کہاں ؟ صرف ایک ہی دن سمجھو اس بات کے کہنے والے کو عقلمند اور اچھی روش والا اس لئے فرمایا کہ دنیا کا زوال وفنا اور آخرت کی بقا اور دوام اور سختی کو اس نے دوسروں سے زیادہ سمجھا

سورۂ نازعات میں فرمایا:۔

كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰهَا جب وہ قیامت کو دیکھیں گے تو ایسا معلوم ہوگا کہ دنیا میں بس ایک شام یا اس کی صبح ٹھیرے ہیں۔

اب تو جلدی کرتے ہیں اور کہتے ہیں مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ یہ وعدہ کب پورا ہوگا اگر تم سچے ہو، اور یہ بھی کہتے ہیں کہ اَيَّانَ مُرْسٰهَا کب ہوگا یہ قیامت

لگا تا، لیکن جب وہ اچانک آپہونچے گی اس وقت ایسا معلوم ہوگا کہ بہت جلد آگئی بیچ میں ذرا دیر بھی نہیں لگی۔ سورۂ روم میں فرمایا :-

وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ یُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ مَا لَبِثُوْا غَیْرَ سَاعَةٍ كَذٰلِكَ كَانُوْا یُؤْفَكُوْنَ	اور جس دن قائم ہوگی قیامت قسم کھا کہیں گے مجرمین کہ ہم دنیا میں ایک گھڑی سے زیادہ نہیں رہے اسی طرح الٹے چلتے تھے۔

قبر میں یا دنیا میں رہنا تھوڑا سا معلوم ہوگا جب قیامت کی مصیبت سر پر آکھڑی ہوگی تو افسوس کریں گے اور کہیں گے کہ دنیا کی اور برزخ کی زندگی بڑی جلدی ختم ہوگئی کچھ زیادہ مدت ٹھہرنے کا موقع ملتا تو اس دن کے لئے تیاری کرتے یہ تو ایک دم مصیبت کی گھڑی سامنے آگئی دنیا کے مزے اور لمبی چوڑی امیدیں سب بھول جائیں گے بے ہودہ عمر ضائع کرنے اور دنیا کے ساز و سامان اور عہدوں اور بڑائیوں میں جو برسہا برس گذارے تھے اتنی لمبی عمر کو گھڑی بھر کی زندگی بتائیں گے اللہ جل شانہ نے فرمایا كَذٰلِكَ كَانُوْا یُؤْفَكُوْنَ یعنی اسی طرح دنیا میں الٹی باتیں کرتے تھے اور بے ہودہ خیالات جماتے تھے نہ دنیا میں حق کو مانا اور دل میں اُتارا نہ یہاں سچ بول رہے ہیں۔

آگے ارشاد ہے

وَقَالَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِیْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى یَوْمِ الْبَعْثِ فَهٰذَا یَوْمُ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔	اور کہیں گے علم اور ایمان والے تمہارا ٹھہرنا اللہ کی کتاب میں جی اُٹھنے کے دن تک تھا سو یہ ہے جی اُٹھنے کا دن لیکن تم جانتے نہ تھے۔

علم اور ایمان والے اس وقت ان کی تردید کریں گے اور کہیں گے کہ تم جھوٹ بکتے ہو اور یہ جو کہتے ہو کہ صرف ایک گھڑی رہنا ہوا سراسر غلط ہے تم ٹھیک اللہ تعالیٰ کے علم میں اور لوح محفوظ کے نوشتہ کے موافق قیامت کے دن تک ٹھیرے ایک سکنڈ کی بھی کمی نہیں ہوئی، ہر ایک کو جتنی عمر ملی تھی۔ اس نے سب پوری کی پھر برزخ کی لمبی زندگی گذار کر اب میدان حشر میں موجود ہوا ہے، آج وہ دن آپہونچا جس کا آنا یقینی تھا۔ اب دیکھ لو جسے تم جانتے اور مانتے نہ تھے اگر پہلے سے اس دن کا یقین کرتے تو یہاں کے لئے ایمان اور اعمالِ صالحہ سے تیار ہو کر آتے۔

قیامت کے دن کی پریشانی اور حیرانی

قیامت کا دن بڑا ہوش رُبا ہوگا

سورۂ ابراہیم میں فرمایا۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ
الظّٰلِمُوْنَ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ
تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ مُهْطِعِيْنَ
مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ
طَرْفُهُمْ وَاَفْئِدَتُهُمْ هَوَآءٌ

اور جو کچھ ظالم کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کو ان کے اعمال سے بے خبر مت سمجھ ان کو صرف اس روز تک مہلت دے رکھی ہے جس میں ان لوگوں کی آنکھیں پھٹی رہ جاویں گی دوڑتے ہوں گے (اور) اپنے سر اوپر کو اٹھائے ہوں گے ان کی نظر ان کی طرف ہٹ کر نہ آوے گی اور ان کے دل بالکل بدحواس ہوں گے۔

محشر کی طرف (قبروں سے نکل کر) سخت پریشانی اور حیرت سے اوپر کو

سر اٹھائے ٹکٹکی باندھے گھبراتے ہوئے چلے آئیں گے ہکا بکا ہو کر دیکھتے ہوں گے ذرا پلک بھی نہ جھپکے گی دلوں کا یہ حال ہو گا کہ ہوش سے یکسر خالی ہوں گے اور فرطِ وحشت میں اُڑے جا رہے ہوں گے۔

سورۂ حج میں فرمایا:۔

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ یَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّاۤ اَرْضَعَتْ وَ تَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَ تَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَ مَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَ لٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِیْدٌ	اے لوگو! ڈرو اپنے رب سے بلاشبہ قیامت کا بھونچال ایک بڑی چیز ہے جس دن اُس کو دیکھو گے بھول جائے گی ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پلائے کو اور گرا دے گی ہر حمل والی اپنے حمل کو اور تو دیکھے گا لوگوں کو نشہ جیسا اور حقیقت میں وہ نشہ میں نہ ہوں گے لیکن اللہ کا عذاب سخت ہے۔

قیامت کے عظیم زلزلے[1] دو ہیں ایک قیامت سے کچھ پیشتر جو علامات قیامت سے ہے دوسرا اس وقت جب دوبارہ صور پھونکے جانے کے بعد قبروں سے نکل کھڑے ہوں گے اس آیت شریفہ میں اگر پہلا زلزلہ مراد ہے تو دودھ پلانے والیوں کا بچوں کا بھول جانا اور حاملہ عورتوں کا اپنے اپنے حمل گرا دینا حقیقی اور ظاہری معنی کے اعتبار سے مراد ہوگا اور اگر دوسرے

---

[1] قال فی الجلالین فی تفسیر "زلزلة الساعة" ای الحرکة الشدیدة للارض التی یکون بعدها طلوع الشمس من مغربها الذی هو قرب الساعة وقال فی معالم التنزیل واختلفوا فی هذه الزلزلة فقال علقمة (باقی صفحہ ۱۴۷)

معنی مراد ہوں تو یہ بطور تمثیل مراد ہوگا یعنی قیامت کی گھبراہٹ اور سختی اس قدر ہوگی کہ اگر عورتوں کے پیٹوں میں اس وقت حمل ہوں تو ان کے حمل ساقط ہوجائیں اور اگر ان کی گودوں میں دودھ پیتے بچے ہوں تو انکو بھول جائیں۔

اس وقت لوگ اس قدر دہشت زدہ ہوں گے کہ دیکھنے والا خیال کریگا کہ یہ لوگ شراب کے نشہ میں ہیں حالانکہ وہاں نشہ کا کیا کام؟ عذاب کی سختی ہوش گم کردے گی۔ سورۂ مزمل میں ارشاد ہے:۔

فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا   سو اگر تم کفر کروگے تو کیسے بچوگے اس دن سے

يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا   جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا۔

اگر دنیا میں بچ گئے تو اس دن کیونکر بچوگے جس دن کی شدت اور درازی بچوں کو بوڑھا کر دینے والی ہوگی، خواہ فی الحقیقت[1] بچے بوڑھے نہ ہوں مگر وہ دن ایسا سخت ہوگا کہ اسکی سختی اور لمبائی بچوں کو بوڑھا کر دینے والی ہوگی۔

چہروں پر بشاشت اور اداسی

محشر میں سب ہی حاضر ہوں گے اللہ کے نیک بندوں کے چہرے سفید اور

(بقیہ صفحہ ۱۴۶) ہو الشعبی هی من اشراط الساعة وقبل قیام الساعة وقال الحسن والسدی هذه الزلزلة تكون یوم القیامة وقال ابن عباس زلزلة الساعة قیامها فتكون معها ثم قال بعد سطرین) وهذا یدل علی ان هذه الزلزلة تكون فی الدنیا لان بعد البعث لا یكون حمل ومن قال تكون فی القیمة قال هذا علی وجه تعظیم الامر لا علی حقیقته كقولهم اصابنا امر یشیب فیه الولید یرید شدته

حاشیہ صفحہ ہذا [1] قال فی الجلالین وهو مجاز ویجوز ان یكون المراد فی الآیة الحقیقة ۱۲

ہشاش بشاش ہنستے کھیلتے ہوں گے اور کفار و فجار کے چہروں پر اُداسی اور ذلت چھائی ہوگی۔ سورۂ آلِ عمران میں فرمایا:۔

يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ أَكَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنتُمْ تَكْفُرُونَ ۝ وَأَمَّا الَّذِينَ ابْيَضَّتْ وُجُوهُهُمْ فَفِي رَحْمَةِ اللَّهِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝

جس روز بعض چہرے سفید ہوں گے اور بعض سیاہ ہوں گے سو جن کے چہرے سیاہ ہوں گے ان سے کہا جائے گا کیا تم کافر ہوئے بعد ایمان لانے کے پس چکھو عذاب بوجہ اس کے کہ تم کفر کرتے تھے اور جن کے چہرے سفید ہوئے سو وہ اللہ کی رحمت میں ہوں گے، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

بعض کے چہروں پر ایمان و تقویٰ کا نور چمکتا ہوگا اور عزت و وقار کے ساتھ شاداں اور فرحاں نظر آئیں گے ان کے برخلاف دوسروں کے منہ کفر و نفاق کی سیاہی سے کالے ہوں گے صورت سے ذلت و رسوائی ٹپک رہی ہوگی، ہر ایک کا ظاہر اس کے باطن کا آئینہ ہوگا۔

سورۂ عبس میں فرمایا:۔

وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ۝ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ۝ وَوُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ۝ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ۝ أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ۝

کتنے چہرے اس دن روشن (اور) ہنستے (اور) خوشی کرتے ہوں گے اور کتنے چہرے اس دن ایسے ہوں گے کہ ان پر گرد پڑی ہوگی اور سیاہی چڑھی آتی ہوگی۔ یہ لوگ کافر و فاجر ہوں گے۔

ایمان اور اعمال صالحہ کی وجہ سے نیک بندوں کے چہرے روشن ہونگے ان کی صورتوں سے بشاشت اور خوشی ظاہر ہو رہی ہو گی اور جن بدنصیبوں نے دنیا میں خدا کو فراموش کیا ایمان اور اعمال صالحہ کے نور سے علیحدہ رہے اور کفر و فجور کی سیاہی میں گھسے رہے قیامت کے دن ان کے چہروں پر سیاہی چڑھی ہو گی ذلت اور رسوائی کے ساتھ حاضر محشر ہوں گے اپنے اعمال بد کی وجہ سے اداس ہو رہے ہوں گے اور خوفزدہ ہو کر یہ سوچتے ہوں گے کہ یہاں ہم سے بڑا برتاؤ ہونے والا ہے اور وہ آفت آنے والی ہے جو کمر توڑ دینے والی ہو گی (تَظُنُّ اَنْ یُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ)

ارشاد فرمایا سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ قیامت کے روز (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کی ان کے باپ آزر سے ملاقات ہو جائے گی ان کے باپ کے چہرے پر سیاہی ہو گی اور گردوغبار ہو گی (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) اپنے باپ سے فرمائیں گے کیا میں نے نہ کہا تھا کہ میری نافرمانی نہ کرو ان کا باپ کہے گا کہ آج آپ کی نافرمانی نہ کروں گا، اسکے بعد (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) بارگاہ خداوندی میں عرض کریں گے کہ آپ نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ قیامت کے دن مجھے آپ رسوا نہ کریں گے اس سے زیادہ کیا رسوائی ہو گی کہ میرا باپ ہلاک ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ شانہٗ فرمائیں گے کہ میں نے کافروں پر جنت حرام کر دی ہے (تمہارا باپ عذاب سے بچ کر جنت میں نہیں جا سکے گا) پھر (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) سے پوچھا جائے گا کہ آپ کے پاؤں میں کیا ہے؟ وہ نظر کریں گے تو ایک بِجّو لتھڑا ہوا نظر آئیگا،

پھر اس بجو کی ٹانگیں پکڑ کر دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔[1]
اللہ تعالیٰ شانہٗ اپنی قدرت سے آزر کو بجو کی شکل میں کر دیں گے تاکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی رسوائی نہ ہو اور ان کو اپنے باپ کی صورت دیکھ کر ترس بھی نہ آوے۔ اللہ! اللہ! یہ کس کے باپ کا انجام ہوا! حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے باپ کا! جو نبیوں کے باپ ہیں اور خدا کے دوست جن کی ملت کا اتباع کرنے کا حکم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہوا جنھوں نے خانہ کعبہ تعمیر کیا، کافر باپ کے حق میں ان کی سفارش بھی نہ چلی! کہاں ہیں وہ پیر فقیر جو نسب اور رشتہ پر فخر کرنیوالے ہیں اور جو بُرے کرتوتوں کے ساتھ رشتوں کی آڑلے کر بخشے جانے کے امید وار بنے ہوئے ہیں۔

محشر میں پسینہ کی مصیبت

حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے روز سورج مخلوق سے اس قدر قریب ہو جائے گا کہ ان سے بقدر ایک میل[2] کے فاصلہ پر ہوگا اور بقدر اعمال کی برائیوں کے لوگ پسینہ میں ہوں گے پس کوئی تو پسینہ میں

[1] بخاری [2] پہلے گذر چکا ہے کہ قیام قیامت سے چاند سورج بے نور ہو جائیں گے آسمان پھٹ جائے گا اگر کوئی سوال کرے کہ سورج بے نور ہونے کے بعد محشر میں لوگوں کے سروں سے ایک میل ہو کر کیونکر گرمی پہونچائے گا جواب یہ ہے کہ اول تو بے نور ہونے کے ساتھ اسکی تپش اور گرمی کا ختم ہو جانا لازم نہیں اور اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ بے نور ہونے کے ساتھ (باقی اگلے صفحہ پر)

ٹخنوں تک ہوگا اور کسی کے گھٹنوں تک پسینہ ہوگا اور کسی کے تہمد باندھنے کی جگہ تک پسینہ ہوگا اور کسی کا یہ حال ہوگا کہ پاؤں سے لے کر منہ تک پسینہ میں ہوگا اس کا پسینہ لگام کی طرح منہ میں گھسا ہوا ہوگا۔[1]

ایک حدیث میں ہے کہ آں حضرت سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میدان حشر میں انسان کو اس قدر پسینہ آئے گا اور مسلسل باقی رہے گا کہ انسان یہ کہہ اٹھے گا کہ اے رب آپ کا مجھے دوزخ میں بھیجنا میرے لئے اس مصیبت سے آسان ہے، محشر کے عذاب کی سختی دیکھ کر ایسا کہے گا حالانکہ دوزخ کے عذاب کی سختی کو جانتا ہوگا۔[2]

(بقیہ صفحہ گذشتہ) اس کی تپش میں چلی جائے گی اور دوسرا جواب یہ ہے کہ اس کو دوبارہ روشنی اور تپش دے کر محشر میں سروں پر قائم کیا جائے گا پھر اس کے بعد دوبارہ بے نور کر کے دوزخ میں ڈالدیا جائے گا تاکہ اس کے پرستاروں کو عبرت ہو اور سمجھ لیں کہ یہ متصرف یا قابل پرستش ہوتا تو خود کیوں دوزخ میں پڑا ہوتا۔ بہرحال آیات و احادیث میں جو کچھ وارد ہوا ہے اس پر ایمان لانا ضروری ہے صورت حال اور ترتیب اور کیفیت و حقیقت جس طرح بھی ہو۔ ۱۲

[1] مسلم شریف [2] ترغیب عن مستدرک الحاکم

میدانِ حشر میں حاضری کی مختلف حالتیں

بھکاریوں کی حالت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آدمی لوگوں سے سوال کرتے کرتے اس حالت کو پہونچ جاتا ہے کہ قیامت کے دن اس حالت میں آئیگا کہ اس کے چہرے پر گوشت کی ذرا سی بھی بوٹی نہ ہوگی[1] یعنی بھیک مانگنے والے کو رسوا اور ذلیل کرنے کے لئے میدان حشر میں اس حال میں لایا جائے گا کہ اس کے چہرے پر بس ہڈیاں ہی ہڈیاں ہوں گی اور گوشت کی ایک بوٹی بھی نہ ہوگی اور تمام لوگ اسے دیکھکر پہچان لیں گے کہ یہ دنیا میں لوگوں سے سوال کرکے اپنی عزت کھوتا تھا آج بھی اس کی کچھ عزت نہیں اور سب کے سامنے ذلیل ہورہا ہے۔

جس نے ایک بیوی کے ساتھ ناانصافی کی ہو

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

---

[1] بخاری و مسلم

جس مرد کے پاس دو بیویاں ہوں اور اس نے ان کے درمیان انصاف نہ کیا ہو تو قیامت کے روز اس حال میں آئے گا کہ اس کا پہلو گرا ہوا ہوگا۔[1]

جو قرآن شریف بھول گیا ہو

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے قرآن شریف پڑھا اور پھر اسے (غفلت اور سستی کی وجہ سے) بھلا دیا وہ اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اجذم ہوگا۔[2]

اجذم ہوگا۔ یعنی کوڑھی ہوگا۔ اس کے ہاتھ یا انگلیاں گری ہوئی ہوں گی اور بعض اکابر نے فرمایا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے دانت گرے ہوئے ہوں گے[3] ــــــ بظاہر یہ آخری معنی ہی زیادہ مناسب معلوم ہوتے ہیں۔ کیونکہ قرآن شریف پڑھتے رہنے سے یاد رہتا ہے اور پڑھتے رہنا زبان اور دانتوں کا عمل ہے۔ لہٰذا اس کی سزا دانتوں کا نہ ہونا ہی مناسب ہے۔ واللہ اعلم

ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھ پر میری امت کے گناہ پیش کیے گئے تو میں نے کوئی گناہ اس سے بڑھکر نہیں دیکھا کہ کسی کو قرآن کی کوئی سورت یا آیت آئی ہو اور پھر وہ اسے بھول جائے۔[4]

بے نمازیوں کا حشر

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ

---

[1] مشکوٰۃ شریف [2] مشکوٰۃ [3] لمعات [4] ترمذی

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے نماز کی پابندی نہ کی اس کے لئے نماز نہ نور ہوگی نہ دلیل ہوگی نہ نجات کا سامان ہوگی اور قیامت کے روز اسکا حشر فرعون قارون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔[1]

قاتل و مقتول

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز مقتول اپنے قاتل کو پکڑ کر اس طرح لائے گا کہ قاتل کی پیشانی اور اس کا سر مقتول کے ہاتھ میں ہوگا اور مقتول کی گردن کی رگوں سے خون بہہ رہا ہوگا۔ وہ بارگاہِ خداوندی میں عرض کرے گا کہ اے رب مجھے اس نے قتل کیا تھا اسی طرح وہ اسے عرش کے قریب لے پہنچے گا۔[2]

قاتل کی مدد کرنے والا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے کسی مومن کے قتل میں ذرا سا کلمہ کہہ کر بھی مدد کی ہو، قیامت کے روز وہ خدا سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اسکی دونوں آنکھوں کے درمیان آئِسٌ مِّنْ رَّحْمَةِ اللهِ لکھا ہوگا جس کے معنی یہ ہیں کہ یہ اللہ کی رحمت سے ناامید ہے۔[3]

عہد توڑنے والا

حضرت سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے روز ہر غادر (یعنی عہد توڑنے والے) کیلئے ایک جھنڈا ہوگا

---

[1] احمد و دارمی [2] ترمذی و نسائی [3] ابن ماجہ

جو اس کے پاخانہ کے مقام پر لگا ہو گا[1] دوسری روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کا غدر جتنا بڑا ہو گا اسی قدر اس کا جھنڈا بلند ہو گا، اس کے بعد فرمایا کہ خبردار جو عوام کا حاکم بنا اس کے غدر سے بڑھ کر کسی کا غدر نہیں (یعنی اگر وہ غدر کرے گا تو تمام پبلک اس کی زد میں آئے گی لہٰذا اس کا غدر سب سے بڑا ہوا)[2]

امیر یا بادشاہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص بھی دس آدمیوں کا امیر بنا ہو گا وہ قیامت کے روز اس حال میں آئیگا کہ اس کے ہاتھ بندھے ہوئے ہوں گے حتیٰ کہ (اگر اس نے اپنے ماتحتوں میں انصاف سے کام لیا ہو گا تو) اسے عدل چھڑا دے گا یا (اگر ظلم کا برتاؤ کیا ہو گا تو) اسے ظلم ہلاک کر دے گا[3] ایک حدیث میں ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو حاکم بھی لوگوں کے درمیان حکم کرتا ہے وہ قیامت کے روز اس حال میں آئے گا کہ ایک فرشتے نے اس کی گُدّی پکڑ رکھی ہوگی (وہ فرشتہ اس کو لا کر کھڑا کر دے گا اور) پھر اپنا سر آسمان کی طرف اٹھا کر (اللہ کے حکم کا انتظار کرے گا) سو اگر اللہ تعالیٰ حکم فرمائیں گے کہ اس کو گرا دے تو وہ اس کو اتنے گہرے گڑھے میں گرا دے گا جس کی تہہ میں گرتے گرتے چالیس سال میں پہنچا جائے[4] ظالم حکام گرائے جائیں گے۔

زکوٰۃ نہ دینے والا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ

---

[1] مسلم شریف [2] مشکوٰۃ [3] داری [4] مشکوٰۃ

حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جسے اللہ نے مال دیا اور اس نے اس کی زکوٰۃ ادا نہ کی تو قیامت کے روز اس کا مال گنجا سانپ بنا دیا جائے گا جس کی آنکھوں پر ابھرے ہوئے دو نقطے ہوں گے وہ سانپ طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا۔ پھر وہ سانپ اس کی دونوں باچھوں کو پکڑ کر کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی (جس میں یہی مضمون آیا ہے)

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَّهُم بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (آل عمران)

اور جو لوگ اللہ کے دیئے ہوئے میں بخل کرتے ہیں جو اس نے اُن کو اپنے فضل سے دیا ہے وہ یہ خیال نہ کریں کہ اُن کے حق میں بہتر ہے بلکہ یہ اُن کے لئے وبال ہے انھیں عنقریب قیامت کے روز اس (مال) کا طوق پہنایا جائے گا۔ جس میں انہوں نے بخل کیا تھا۔

(رواہ البخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سونے چاندی کے جس مالک نے ان میں سے ان کا حق (زکوٰۃ) ادا نہ کیا تو جب قیامت کا دن ہوگا تو اس کے لئے آگ کی تختیاں بنائی جائیں گی جو دوزخ میں تپائی جائیں گی پھر ان سے اس کا پہلو اور اس کا ماتھا (پیشانی) اور اس کی پشت کو داغ دیا جائے گا جب بھی وہ تختیاں ٹھنڈی ہو ہو کر دوزخ کی آگ میں) واپس کر دی جائیں گی۔

تو پھر بار بار نکالی جاتی رہیں گی اور ان سے داغ دیا جاتا رہے گا اور یہ سزا اس کو اس دن میں ملتی رہے گی جو پچاس ہزار برس کا دن ہوگا یہاں تک کہ سب بندوں کا فیصلہ کردیا جائے گا۔ پھر آخر کار وہ اس مصیبت سے نجات پاکر اپنا راستہ پائے گا جو جنت کی طرف ہوگا یا دوزخ کی طرف حاضرین میں سے کسی نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اونٹوں کا حکم بھی ارشاد فرمائیں آپ نے فرمایا جو اونٹوں والا ان میں سے ان کا حق ادا نہیں کرتا اور ان کے حقوق میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ جس روز ان کو پانی پلائے اُس روز ان کا دودھ بھی نکال لیوے تو اس کو ان اونٹوں کے نیچے صاف میدان میں لٹا دیا جائے گا۔ اس کے اونٹ خوب موٹے تازے سب کے سب وہاں موجود ہوں گے۔ ان میں سے ایک بچہ بھی غیر حاضر نہ ہوگا۔ وہ اونٹ اپنے کھروں سے اس کو روندیں گے اور اپنے مونہوں سے اس کو کاٹیں گے جب ان کا پہلا گروہ گزر چکے گا تو بعد کا گروہ اس پر لوٹا دیا جائے گا۔ پچاس ہزار برس کے دن میں بندوں کے درمیان فیصلے ہونے تک اس کو یہی سزا ملتی رہے گی پھر وہ اپنا راستہ جنت کی طرف پائے گا یا دوزخ کی طرف۔

سوال کیا گیا کہ یا رسول اللہ بکریوں اور گایوں کا حکم بھی ارشاد فرمائیں آپ نے فرمایا کہ جو گایوں کا مالک اور بکریوں کا مالک ان میں سے ان کا حق ادا نہیں کرتا تو جب قیامت کا دن ہوگا تو اس کو صاف میدان میں ان کے نیچے لٹا دیا جائے گا۔ ان میں سے وہاں ایک گائے یا بکری غیر حاضر نہ ہوگی اور نہ کوئی ان میں مڑے ہوئے سینگوں کی ہوگی اور نہ کوئی بے سینگوں کی اور نہ

کوئی ٹوٹے ہوئے سینگوں کی پھریں گی اور بکریاں اس پر گذریں گی اور اپنے سینگوں سے اس کو مارتی جائیں گی اور کھروں سے روندتی جائیں گی جب ان کا پہلا گروہ گذر چکے گا تو آخر کا گروہ اس پر لوٹا دیا جائے گا پچاس ہزار برس کے دن میں فیصلے ہونے تک اس کو یہی سزا ملتی رہے گی پھر وہ اپنا راستہ جنت کی طرف پائے گا یا دوزخ کی طرف۔[۱]

قیامت کے روز سب سے زیادہ بھوکے

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص نے ڈکار لی آپ نے فرمایا کہ اپنی ڈکار کم کرو کیونکہ قیامت کے روز سب سے زیادہ دیر تک وہی بھوکے رہیں گے جو دنیا میں سب سے زیادہ دیر تک پیٹ بھرے رہتے ہیں۔[۲]

دو غلے کا حشر

حضرت عمار رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو دنیا میں دو چہروں والا تھا یعنی ایسا شخص کہ اس گروہ کے سامنے اُس کی تعریف اور دوسروں کی مذمت کرتا ہو اور پھر جب دوسروں میں جائے تو ان کی تعریف اور اُس گروہ کی بُرائی کرتا ہو) تو قیامت کے روز اس کی زبان آگ کی ہوگی۔[۳]

کنسوئی لینے والا

فرمایا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے بناکر (یعنی اپنی طرف سے گھڑ کر) جھوٹا خواب بیان کیا اسے قیامت کے روز مجبور کیا جائے گا کہ دو جَو کے بیچ میں گرہ لگائے۔ اور وہ ان میں ہرگز

---

[۱] مسلم [۲] مشکوٰۃ [۳] ایضاً

گرہ لگا سکے گا لہٰذا عذاب میں رہے گا، اور جس نے کسی گروہ کی بات کی طرف کان لگائے حالانکہ وہ سنانا نہ چاہتے تھے تو قیامت کے روز اس کے کان میں سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا اور جس نے کوئی تصویر (جاندار کی) بنائی اسے قیامت کے روز عذاب دیا جائے گا اور مجبور کیا جائے گا کہ اس میں روح پھونک کر زندہ کرا اور وہ روح نہ پھونک سکے گا۔[1]

ذلّت کا لباس حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے دنیا میں شہرت (تکبر اور اترانے) کا لباس پہنا اسے خدا قیامت کے روز ذلّت کا لباس پہنائے گا۔[2]

زمین غصب کرنیوالا ارشاد فرمایا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ جس نے ذرا سی زمین بھی بغیر حق کے لے لی اس کو قیامت کے روز ساتویں زمین تک دھنسا دیا جائے گا۔[3]

دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جس نے ظلماً ایک بالشت زمین بھی لی اس کو خدائے عزّ وجل مجبور کرے گا کہ اسے اتنا کھودے کہ ساتویں زمین کے آخر تک پہنچ جائے۔ پھر قیامت کا روز ختم ہونے تک جب تک کہ لوگوں میں فیصلہ نہ ہو وہ ساتوں زمینیں اس کے گلے میں طوق کی طرح ڈال دی جائیں گی۔[4]

آگ کی لگام حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے

---

[1] مشکوٰۃ شریف [2] احمد، ابو داؤد [3] بخاری [4] مشکوٰۃ شریف

ارشاد فرمایا کہ جس سے کوئی علم کی بات پوچھی گئی جسے وہ جانتا تھا اور اس نے وہ چھپائی تو قیامت کے دن اس کے منہ میں، آگ کی لگام دی جائیگی[1] چونکہ اس نے بولنے کے وقت زبان بند رکھی اس لئے جرم کے مطابق سزا تجویز ہوئی کہ آگ کی لگام لگائی گئی۔

غصہ پینے والا حضرت سہلؓ اپنے باپ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے غصہ پی لیا حالانکہ وہ غصہ کے تقاضہ پر عمل کرنے پر قدرت رکھتا تھا، قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کو ساری مخلوق کے سامنے بلا کر اختیار دیں گے کہ جس حور کو چاہے اپنے لئے اختیار کر لیوے[2]

حرمین میں وفات پانے والا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو مدینہ میں ٹھیرا اور اس نے مدینہ کی تکلیف پر صبر کیا میں قیامت کے روز اس کے لئے گواہ اور سفارشی ہوں گا اور جو شخص حرم مکہ یا حرم مدینہ میں مرگیا اسے اللہ قیامت کے روز امن والوں میں اٹھائے گا[3]

جو حج کرتے ہوئے مرجائے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک صاحب حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے ساتھ عرفات میں ٹھیرے ہوئے تھے اچانک سواری سے گر پڑے جس سے ان کی گردن ٹوٹ گئی۔ حضور

---

[1] احمد و ترمذی [2] ترمذی و ابوداؤد [3] بیہقی

اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس کو بیری کے پتوں میں پکے ہوئے پانی سے غسل دو اور اس کو ان (احرام کے) ہی کپڑوں میں کفن دو اور اس کا سر نہ ڈھانکو کیونکہ یہ قیامت کے روز تلبیہ[1] پڑھتا ہوا اٹھے گا۔[2]

شہدار

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰے عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کی راہ میں جس کسی کے زخم لگ گیا اور اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ اس کی راہ میں کس کس کے زخم آیا ہے (یعنی نیت کا حال اللہ ہی خوب جانتا ہے) تو وہ قیامت کے روز اس زخم کو لے کر اس حال میں آئے گا کہ اس کا خون خوب بہہ رہا ہوگا جس کا رنگ خون کی طرح ہوگا اور خوشبو مشک کی طرح ہوگی۔[3]

نور کامل والے

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالٰے عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسجدوں کو اندھیرے میں جانے والوں کو خوشخبری سنا دو کہ ان کو قیامت کے دن پورا نور عنایت کیا جائے گا۔[4]

اذان دینے والے

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالٰے عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اذان دینے والے قیامت کے روز سب لوگوں سے زیادہ لمبی گردنوں والے ہوں گے۔[5]

---

[1] حج میں جو دعا اکثر پڑھی جاتی ہے جس میں بار بار لبیک آتا ہے اسے تلبیہ کہتے ہیں ۱۲

[2] بخاری شریف [3] بخاری و مسلم [4] ترمذی [5] مسلم

خدا کیلئے محبت کرنیوالے

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میری عظمت کی وجہ سے آپس میں محبت کرنے والوں کے لئے نور کے منبر ہوں گے اور نبی و شہید ان پر رشک کرتے ہوں گے (کیونکہ وہ تو بے خوف اور بے غم ہو کر نور کے منبروں پر بیٹھے ہوں گے اور نبی و شہید دوسروں کی سفارش میں لگے ہوں گے)۔

عرش کے سایہ میں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سات شخصوں کو اس دن اللہ اپنے سایہ میں رکھے گا جب کہ اس کے سایہ کے علاوہ اور کسی کا سایہ نہ ہوگا۔

(۱) مسلمانوں کا منصف بادشاہ

(۲) وہ جوان جس نے اللہ کی عبادت میں جوانی گذاری

(۳) وہ مرد جس کا دل مسجد میں لگا رہتا ہے جب وہ مسجد سے نکلتا ہے جب تک وہ واپس نہ آجائے (اس کا جسم باہر اور دل مسجد کے اندر رہتا ہے)

(۴) وہ دو شخص جنھوں نے آپس میں اللہ کے لئے محبت کی اسی محبت کی وجہ سے جمع ہوتے ہیں اور اسی کو دل میں رکھتے ہوئے جدا ہو جاتے ہیں۔

(۵) وہ شخص جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا اور اس کے آنسو بہ نکلے۔

(۶) وہ مرد جس کو صاحبِ حسن اور ذی جاہ عورت نے (برے کام کے لئے) بلایا اور اس نے ٹکا سا جواب دیدیا کہ میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں۔

لہ مشکوٰۃ

(۷) وہ شخص جس نے ایسے چھپا کر صدقہ دیا کہ اس کے بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو کہ داہنے ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے۔[1]

نور کے تاج والے

حضرت معاذ جُہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے قرآن پڑھا اور اس پر عمل کیا۔ قیامت کے روز اسکے والدین کو ایک تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی آفتاب کی اس روشنی سے بھی اچھی ہوگی جبکہ دنیا کے گھروں میں اس صورت میں ہوتی جبکہ آفتاب تمہارے گھروں میں موجود ہوتا۔ اب تم ہی بتاؤ کہ جب اسکے والدین کا یہ حال ہے تو خود جس نے اس پر عمل کیا ہوگا اس کا کیسا اعزاز ہوگا۔[2]

حلال کمانے والا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے حلال طریقے سے اس لئے دنیا طلب کی کہ بھیک مانگنے سے بچے اور اپنے گھر والوں پر خرچ کرے اور اپنے پڑوسی پر رحم کرے تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ سے وہ اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا ہوا ہوگا اور جس نے حلال طریقے سے دنیا اس لئے طلب کی کہ دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ جمع کرلیوے اور دوسروں پر فخر کرے اور دکھاوا کرے تو خدا سے اس حال میں ملاقات کریگا کہ خدا تعالیٰ اس پر غصہ ہوگا۔[3] مشکوٰۃ

---

[1] بخاری و مسلم [2] احمد، ابوداؤد [3] یہ امر قابل طلب ہے کہ فخر کرنے کے لئے حلال کمانے والے کے حق میں یہ وعید ہے پس جو لوگ اس مقصد کیلئے حرام کماتے ہیں ان کا کیا ہے جو ان کو تو عذاب بڑا ہی دیا اور فی الآخرۃ بلغہ ...

عزیز و اقارب کام نہ آئیں گے

اس روز ہر شخص صرف اپنے بچاؤ کی فکر میں ہوگا کوئی کسی کے کام نہ آئے گا۔ ایک دوسرے سے بھاگے گا متعدد آیات میں انھیں باتوں کا اعلان فرمایا گیا ہے سورۂ لقمان میں ارشاد ہے :۔

وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِي وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۖ وَلَا مَوْلُودٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْئًا ؕ

اس دن سے ڈرو جس روز نہ باپ بیٹے کو بدلہ چکائے گا نہ بیٹا ہی باپ کی طرف سے کوئی مطالبہ ادا کر سکے گا۔

قیامت کے روز بڑی افراتفری ہوگی دنیا کی چند روزہ زندگی سے جس میں عزیز و اقارب کام آتے ہیں، دھوکہ کھا کر بیوقوفی سے یہ سمجھنا کہ قیامت میں بھی یہ لوگ کام آئیں گے نادانی ہے۔ سورۂ مومنون میں فرمایا :۔

فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ ۝

جب صور پھونکا جا چکے گا تو اس دن ان کے درمیان رشتے ناطے نہ رہیں گے اور نہ کوئی کسی کو پوچھے گا۔

سورۂ عبس میں فرمایا :۔

يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ۙ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ ۙ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ ؕ

یعنی قیامت کے دن انسان اپنے بھائی سے اور ماں باپ سے اور بیوی سے اور بیٹوں سے سب سے بھاگے گا۔

یعنی کسی کے ساتھ ہمدردی اور غمخواری تو کجا وہ اپنے ایسے قریبی رشتہ داروں تک سے دور بھاگے گا۔

دوست دشمن ہو جائیں گے

قیامت کے دن میں نیک عمل ہی کام آئیں گے انسان کو سب سے زیادہ بھروسہ اپنے رشتہ داروں پر ہوتا ہے، اوپر کی آیتوں سے یہ بات معلوم ہوئی کہ انسان اپنے رشتہ داروں سے دور بھاگے گا ان کے بعد نمبر دوستوں اور ہمدردوں کا آتا ہے ان کے بارے میں ارشاد باری ہے[1] وَلَا يَسْأَلُ حَمِيمٌ حَمِيمًا يُبَصَّرُونَهُمْ یعنی نہ دوست دوست کو پوچھے گا حالانکہ (وہ ایک دوسرے کو) دکھائی دے رہے ہوں گے اور فرمایا اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ[2] یعنی اس دن دنیاوی دوست ایک دوسرے کے دشمن بنے ہوئے ہوں گے، ہاں پرہیزگاروں کی دوستی اس وقت بھی قائم رہے گی۔

رشوت میں ساری دنیا دینے کو تیار ہونگے

سورۂ معارج میں ارشاد فرمایا۔

يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِي مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍ بِبَنِيهِ وَصَاحِبَتِهِ وَأَخِيهِ وَفَصِيلَتِهِ الَّتِي تُؤْوِيهِ وَمَن فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ يُنجِيهِ كَلَّا

مجرم چاہے گا کہ کسی طرح (اپنی سزا کے بدلے میں اپنی اولاد کو بیوی کو بھائی کو حتیٰ کہ اپنا سارا کنبہ جس کے ساتھ رہتا تھا بلکہ زمین میں جو کچھ ہے وہ سب بطور رشوت کے) دیدے اور پھر اسے چھٹکارا مل جائے۔

(لیکن) ہر گز ایسا نہ ہوگا قیامت کے روز اپنے بدلہ میں عزیز و قریب مال و دولت بلکہ ساری زمین دے کر جان چھڑانے تک کیلئے انسان راضی ہوگا مگر وہاں اعمال کے سوا

---

[1] سورۂ معارج ۱۲ [2] سورہ زخرف ۱۲

کچھ پاس بھی نہ ہوگا اور عزیز قریب کیوں کسی کے بدلے اس دن کی مصیبت میں پڑنا گوارا کریں گے یا بفرض اگر کسی کے پاس کچھ ہوا ور کوئی کسی کی طرف سے اپنی جان کو بدلہ میں دینے کو تیار بھی ہو جائے تو قبول نہ ہوگا۔ سورۂ آل عمران میں فرمایا۔

اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰی بِهٖ

بیشک جن لوگوں نے کفر کیا اور حالت کفر میں مرگئے سو ان میں سے کسی کا زمین بھر کر سونا بھی نہ لیا جاوے گا، اگرچہ اپنی جان کے بدلہ اسکو دینا بھی چاہے۔

اللہ اکبر کیسی پریشانی اور مجبوری اور بے کسی کا عالم ہوگا۔

دنیا میں دوبارہ آنے کی درخواست

سورۂ الم سجدہ میں فرمایا۔

وَلَوْ تَرٰۤى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ رَبَّنَاۤ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ۝

اور اگر تم وہ وقت دیکھو جب کہ مجرم اپنے پروردگار کے سامنے سر جھکائے ہوئے (کہہ رہے) ہونگے کہ اے ہمارے معبود ہم نے دیکھ لیا اور سن لیا ہمیں آپ دنیا میں لوٹا دیجئے ہم نیک کام کرینگے اب ہمیں یقین آگیا۔ اسوقت عجیب منظر دیکھو گے۔

لیکن اول تو انھیں دوبارہ دنیا میں بھیجا ہی نہ جائے گا اور اگر بھیج بھی دیا جائے تو پھر نافرمانی کریں گے چنانچہ فرمایا وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ (انعام) اگر انھیں لوٹا دیا جائے تو پھر وہ گناہ کریں گے جن کی ممانعت کی گئی ہے بے شک یہ بڑے جھوٹے ہیں۔

سرداروں پر لعنت

سورۂ سبا میں فرمایا :-

وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ	کاش تم وہ وقت دیکھو جب ظالم اپنے پروردگار
عِنْدَ رَبِّهِمْ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى	کے پاس کھڑے ہوئے ایک دوسرے پر بات
بَعْضِ ِۨالْقَوْلَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ	ٹال رہے ہوں گے۔ جو لوگ دنیا میں چھوٹے
اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا	سمجھے جاتے تھے ان لوگوں سے کہیں گے جو دنیا
لَوْلَآ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ قَالَ الَّذِيْنَ	میں بڑے سمجھے جاتے تھے اگر تم نہ ہوتے تو ہم
اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْٓا	یقیناً مومن ہوتے یہ سن کر بڑے لوگ چھوٹوں
اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى	سے کہیں گے کہ کیا ہم نے تم کو ہدایت سے روکا
بَعْدَ اِذْ جَآءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ	تھا جب تمہارے پاس ہدایت آئی تھی، بلکہ
وَقَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا	تم خود مجرم ہو۔ وہ بڑوں کو جواب دیں گے
لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ	بلکہ تمہارے رات دن کے فریب اور چال بازیوں
الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ	نے ہی ہمیں گمراہ کیا جب تم ہمیں اللہ پاک کے
اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗٓ	ساتھ کفر کرنے اور اس کے ساتھ شریک ٹھہرانے
اَنْدَادًا ؕ	کا حکم دیتے تھے۔

ان آیات میں باطل کے سرغنوں اور کفر و شرک کے لیڈروں اور ان کی بات پر چلنے والوں کا آپس میں جو مباحثہ قیامت کے روز حضور قدا وندی میں ہوگا اسکو نقل فرمایا ہے چھوٹے کہیں گے کہ لیڈرو تم نے ہمارا ناس مارا اور خدا سے باغی کیا' لیڈر کہیں گے کہ ہم نے کب تم کو کفر و شرک پر مجبور کیا اور کب تمہارا ہاتھ پکڑ کر روکا

تم نے خود ہی کفر کیا خود مجرم ہو' چھوٹے کہیں گے کہ تم نے زبردستی تو مجبور نہ کیا تھا مگر تمہاری چالوں اور فریب کاریوں نے ہم کو حق ماننے اور اللہ کے رسولوں کے اتباع سے باز رکھا۔ سورۂ صافات میں فرمایا:۔

وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ قَالُوْٓا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطَانٍ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِيْنَ فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَآ اِنَّا لَذَآئِقُوْنَ فَاَغْوَيْنٰكُمْ اِنَّا كُنَّا غٰوِيْنَ	اور ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر جواب و سوال کرنے لگیں گے جو تابع تھے وہ اپنے لیڈروں سے کہیں گے کہ ہمارے پاس تمہاری آمد بڑے زور سے ہوا کرتی تھی لیڈر کہیں گے بلکہ تم خود ہی ایمان نہیں لائے تھے اور ہمارا تم پر کوئی زور تو تھا ہی نہیں بلکہ تم خود ہی سرکشی کیا کرتے تھے' سو ہم سب پر ہمارے رب کی بات ثابت ہو گئی کہ ہم کو مزا چکھنا ہے تو ہم نے تم کو بہکایا ہم خود بھی گمراہ تھے۔

چھوٹے اور عوام اپنے لیڈروں اور سرغنوں پر الزام رکھیں گے کہ تم نے ہمارا ناس کھویا اور بڑے زور شور سے تم ہمارے پاس آتے اور تقریروں تحریروں سے ہم پر زور ڈالتے' اور باطل کی طرف بلاتے اور حق کے ماننے سے روکتے تھے لیڈر جواب میں کہیں گے کہ ہمارا تم پر کیا زور تھا جو تمہارے دل میں ایمان نہ گھسنے دیتے تم خود ہی عقل و انصاف کی حد سے نکل گئے کہ بے لوث ناصحین کا کہنا نہ مانا اور ہمارے بہکانے میں آ گئے' سمجھ اور عاقبت اندیشی سے کام لیتے تو ہماری باتوں پر کیوں کان دھرتے خدا کے سچے پیغمبروں اور قاصدوں کی باتوں سے کیوں منہ

موڑتے ؟ ہم تو خود گمراہ تھے گمراہ سے اور کیا امید ہوسکتی ہے وہ تو گمراہ ہی کریگا اب کیا بن سکتا ہے اب ہم کو اور تم کو عذاب چکھنا ہے۔ آگے فرمایا :-

فَإِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُونَ	سو وہ سب اس دن عذاب میں شریک ہونگے-
إِنَّا كَذَٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِينَ	ہم مجرموں کے ساتھ ایسا ہی کرتے ہیں دیا ہیں
إِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا إِلَٰهَ	جب ان سے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کہا جاتا تو تکبر کرتے
إِلَّا اللَّهُ يَسْتَكْبِرُونَ وَيَقُولُونَ أَئِنَّا	اور یوں کہتے تھے کیا ہم چھوڑ دینگے اپنے معبودں
لَتَارِكُو آلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُونٍ ۝	کو ایک شاعر دیوانہ کے کہنے سے :-

لیڈر ہوں یا عوام جس نے بھی لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ سے انکار کیا اور خدا کو معبود ماننے کو اپنی شان کے خلاف سمجھا اور خدا کے رسول کو جھٹلایا اور شاعر و دیوانہ بتایا ایسے لوگ سب ہی عذاب میں ڈالے جائیں گے یہ نہ ہوگا کہ صرف گمراہ کن لیڈروں کو عذاب ہو اور ان کے راستہ پر چلنے والے عوام چھوڑ دیئے جائیں۔

لیڈروں کی بیزاری

سورۂ بقرہ میں فرمایا :-

إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتُّبِعُوا مِنَ الَّذِينَ	جن کے کہنے پر دوسرے چلتے تھے جب وہ ان سے
اتَّبَعُوا وَرَأَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ	صاف بیزاری ظاہر کریں گے جنہوں نے ان کا
بِهِمُ الْأَسْبَابُ	کہنا مانا تھا اور عذاب کو دیکھ لیں گے اور انکے
	تعلقات آپس میں ٹوٹ جائیں گے۔

قیامت کے روز گمراہی کے لیڈر اور کفر کے سرغنے اپنے عوام سے بیزاری ظاہر کریں گے اور کوئی مدد نہ کریں گے اور نہ مدد کر سکیں گے اس وقت انکی

بات پر چلنے والوں اور ان کی کفر و باطل کی تجویزوں اور ریزولیشنوں پر ہاتھ اٹھانے والوں کو لیڈروں پر جو غصہ آئے گا ظاہر ہے۔ اسی آیت کے آگے عوام کی پریشانی اور پشیمانی کا تذکرہ فرماتے ہوئے اللہ جل شانہٗ نے فرمایا:۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ؕ كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ ؕ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ

اور ان لیڈران باطل کے عوام کہیں گے کہ کسی طرح ایک مرتبہ ذرا ہم کو دنیا میں جانا مل جاوے تو ہم بھی اُن سے صاف الگ ہوجاویں جیسا یہ ہم سے اس وقت صاف الگ ہوگئے اور ان کو دوزخ سے نکلنا نصیب نہ ہوگا۔

قرآن کریم نے صاف کھول کر میدان حشر کے واقعات بیان فرمائے ہیں۔ کیا ٹھکانا ہے ہمدردی اور خیر خواہی کا، بدنصیب ہیں جو اس کی دعوت پر کان نہیں دھرتے اور اس کی آیات بینات سے نصیحت حاصل نہیں کرتے

میدانِ حشر میں سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مرتبۂ عالیہ کا ظہور

شفاعتِ کبریٰ ، مقامِ محمود ، امتِ محمدیہؐ کی برتری

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے روز آدم کی تمام اولاد کا میں سردار ہوں گا (یعنی سردار ہونا اس دن سب پر واضح ہوجائیگا گو حقیقت میں سردار اب بھی آپ ہی ہیں) اور میں اس پر فخر نہیں کرتا ہوں (بلکہ یہ بیان حقیقت اور تحدیث بالنعمۃ ہے) اور میرے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہوگا اور میں اس پر فخر نہیں کرتا ہوں اور اس روز ہر نبی آدم اور ان کے علاوہ سب انبیاء میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے اور زمین سے سب سے اول میں ظاہر ہوں گا[1]

دوسری روایت میں ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو میں نبیوں کے آگے آگے ہوں گا اور ان کا خطیب اور صاحبِ شفاعت ہوں گا یہ بغیر فخر کے بیان کررہا ہوں[2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک دعوت میں ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھے (ایک دست (بکری کا)

---

[1] ترمذی [2] ترمذی

آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا آپ کو دست پسند تھا۔ اس میں سے آپ نے دندانِ مبارک سے تھوڑا سا لیا اور اس وقت ارشاد فرمایا کہ قیامت کے روز میں سب انسانوں کا سردار رہوں گا۔ تم کو معلوم ہے اس کے اظہار ہونے کی کیا صورت ہوگی ؟ پھر خود ہی جواب میں ارشاد فرمایا کہ ایک ہی میدان میں اللہ تعالےٰ تمام اولین و آخرین کو جمع فرمائیں گے دیکھنے والا سب کو دیکھے گا اور پکارنے والا سب کو سنائے گا اور سورج اُن سے قریب ہوگا، لہٰذا لوگوں کو ایسی گھٹن اور بے چینی ہوگی جو طاقت اور تحمل سے باہر ہوگی۔

اس گھٹن اور بے چینی کی وجہ سے لوگ (آپس میں) کہیں گے کہ جس حال اور جس مصیبت میں تم ہو ظاہر ہے کیا کسی ایسے (برگزیدہ) شخص کو تلاش نہیں کرتے جو تمہارے رب کی بارگاہ میں سفارش کردے پھر بعض بعض سے کہیں گے کہ تمہارے باپ آدمؑ اس کے اہل ہیں ان سے عرض کرو، چنانچہ ان کے پاس آکر کہیں گے کہ اے آدمؑ آپ ابوالبشر ہیں اللہ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے پیدا فرمایا اور اپنی روح آپ کے اندر پھونکی اور فرشتوں کو حکم دیا تو انھوں نے آپ کو سجدہ کیا اور آپ کو جنت میں مقیم فرمایا کیا آپ اپنے رب سے ہمارے لیے سفارش نہیں کردیتے ؟ آپ دیکھتے نہیں ہیں ہم کس مصیبت اور پریشانی میں ہیں؛ (حضرت) آدم (علیہ السلام) فرمائیں گے یقین جانو کہ میرے رب کو آج اس قدر غصہ ہے کہ اس سے قبل نہ کبھی ہوا اور نہ اس کے بعد کبھی ہرگز اس قدر غصہ ہوگا اور یہ حقیقت ہے کہ میرے رب نے مجھے درخت (کے پاس جانے) سے روکا تھا جس کی مجھ سے نافرمانی ہوگئی (مجھے اپنی ہی فکر ہے)

نَفْسِیْ نَفْسِیْ نَفْسِیْ تم لوگ میرے علاوہ کسی دوسرے کے پاس چلے جاؤ، ایسا کرو کہ نوح کے پاس پہونچو اور ان سے درخواست کرو، لہٰذا لوگ (حضرت) نوح (علیہ السلام) کے پاس پہونچیں گے اور عرض کریں گے کہ آپ زمین والوں کی طرف (کفار کو دعوتِ ایمان دینے کے لئے) سب سے پہلے رسول تھے، اللہ نے آپ کو شکر گذار بندہ فرمایا ہے کیا آپ نہیں دیکھ رہے ہیں کہ ہم کس مصیبت میں ہیں اور ہمارا کیا بُرا حال بنا ہوا ہے کیا آپ اپنے رب کی بارگاہ میں ہمارے لئے سفارش نہیں کر دیتے؟ (حضرت) نوح (علیہ السلام) جواب میں فرمائیں گے یقین جانو میرے رب کو آج اس قدر غصہ ہے کہ کبھی ایسا غصہ نہ اس سے پہلے ہوا اور نہ ہرگز کبھی اس کے بعد ہوگا اور یہ حقیقت ہے کہ میں نے اپنی قوم کے لئے بد دعا کی تھی (مجھے اس پر مواخذہ ہو جانے کا خوف ہے) نَفْسِیْ نَفْسِیْ نَفْسِیْ تم لوگ میرے علاوہ کسی اور کے پاس پہونچ جاؤ ایسا کرو کہ ابراہیم کے پاس جاؤ اس کے بعد لوگ (حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس آئیں گے اور اُن سے عرض کریں گے کہ آپ اللہ کے نبی اور زمین والوں میں سے (منتخب شدہ) اللہ کے دوست ہیں ہمارے لئے اپنے رب کی بارگاہ میں سفارش فرما دیجئے آپ دیکھ ہی رہے ہیں کہ ہمارا کیا حال بنا ہوا ہے؟ (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) ان کو جواب دیں گے یقین جانو میرے رب کو آج اس قدر غصہ ہے کہ نہ کبھی ایسا غصہ اس سے پہلے ہوا نہ ہرگز کبھی اس کے بعد ہوگا اور یہ حقیقت ہے کہ میں نے تین جھوٹ[1] بولے تھے (گو دینی مصلحت اور

---

[1] جن تین جھوٹوں کا ذکر اس حدیث پاک میں ہے ان کی کیفیت اور ضرورت و مصلحت (بقیہ صفحہ آئندہ)

دینی ضرورت سے سرزد ہوئے تھے لیکن خوف ہے کہ کہیں میری گرفت نہ ہو جائے (یہ فرما کر ان تین مواقع کا ذکر فرمایا جن میں ان سے جھوٹ سرزد ہوا تھا) آخر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے نَفْسِیْ نَفْسِیْ نَفْسِیْ تم میرے علاوہ کسی اور کے پاس چلے جاؤ ایسا کرو کہ موسیٰ کے پاس پہونچو چنانچہ لوگ (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس آئیں گے اور ان سے عرض کریں گے کہ اے موسیٰ آپ اللہ کے رسول ہیں آپ کو اللہ نے اپنے پیغاموں کے ذریعہ اور اپنے ساتھ ہمکلامی کے ذریعہ لوگوں پر فضیلت دی، آپ اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری سفارش کر دیجئے آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہمارا کیسا برا حال بنا ہوا ہے (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) جواب دیں گے کہ یقین جانو میرے رب کو آج اس قدر غصہ ہے کہ ایسا غصہ اس سے قبل نہ ہوا نہ ہرگز کبھی اس کے بعد ہوگا اور حقیقت یہ ہے کہ میں نے ایک شخص کو قتل کیا تھا جس کے قتل کر نیکا (خدا کی طرف) سے مجھے حکم نہیں تھا[1] نَفْسِیْ نَفْسِیْ نَفْسِیْ تم لوگ میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ، ایسا کرو کہ عیسیٰ کے پاس پہونچو چنانچہ لوگ (حضرت)

(بقیہ صفحہ گذشتہ) دوسری روایت میں ذکر ہوا ہے ایسے مواقع میں جھوٹ بولنا منع نہیں ہے لیکن حضرت ابراہیم خلیل اللہ صلوات اللہ وسلام علیہ اپنے بلند مرتبہ کی وجہ سے خوف کریں گے کہ گو جائز تھا مگر جھوٹ تو تھا خلیل اللہ سے اس کا سرزد ہونا شاید گرفت میں آجائے جن کے رتبے ہیں سوا ان کو سوا مشکل ہے ۱۲

[1] موسیٰ علیہ السلام نے ایک روز دیکھا کہ دو شخص آپس میں لڑ رہے ہیں ایک ان کی قوم کا تھا اور دوسرا دشمن کی قوم سے تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہم قوم نے ان سے مدد چاہی لہذا آپ نے اس شخص کو ایک گھونسہ مار دیا جو ان کے ہم قوم پر ظلم کر رہا تھا مارا تو تھا تادیب و تنبیہ کے لئے مگر حکم خدا ایسا ہوا کہ وہ مر گیا حضرت موسیٰ علیہ السلام پشیمان ہوئے اور خداوند کریم سے معافی مانگی اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیا اسی قصہ کی طرف

اشارہ ہے ۱۲

عیسیٰ (علیہ السلام) کے پاس جائیں گے اور ان سے عرض کریں گے کہ اے عیسےٰ آپ اللہ کے رسول ہیں اور اس کا کلمہ ہیں جسے اللہ نے مریمؑ تک پہونچایا اور اللہ کی طرف سے ایک روح ہیں آپ نے گہوارہ میں لوگوں سے بات کی (یہ آپ کے فضائل ہیں) اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری سفارش فرما دیجئے آپ دیکھ ہی رہے ہیں کہ ہمارا کیا بُرا حال بنا ہوا ہے، وہ فرمائیں گے کہ یقین جانو میرے رب کو آج اس قدر غضب ہے کہ ایسا غصہ نہ اس سے قبل ہوا نہ ہرگز کبھی اس کے بعد ہوگا، یہاں پہونچ کر آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کسی لغزش کا تذکرہ نہیں فرمایا جسے یاد کرکے وہ سفارش کرنے سے معذرت فرمائیں گے (بلکہ اس کے بعد یہ فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے) نَفْسِیْ نَفْسِیْ (اور یہ فرمائیں گے کہ) میرے علاوہ کسی اور کے پاس چلے جاؤ، ایسا کرو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہونچو۔

آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب میرے پاس لوگ آئیں گے اور کہیں گے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم الانبیاء ہیں اور اللہ نے آپ کا سب کچھ بخش دیا اپنے رب کی بارگاہ میں آپ ہمارے لئے سفارش فرما دیجئے آپ دیکھ ہی رہے ہیں کہ ہم کس بدحالی میں ہیں۔ لہٰــــذا

عہ دوسری روایت میں ہے کہ اس موقعہ پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام شفاعت نہ کرسکنے کی وجہ یہ بیان فرمائیں گے اللہ سے ورے میری عبادت کی گئی (مجمع الفوائد ج ۲ ص ۳۰۳)

میں روانہ ہوجاؤں گا اور عرش کے نیچے آکر اپنے رب کے لئے سجدہ میں پڑجاؤنگا
پھر اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنی وہ تعریفیں اور وہ بہترین ثنا منکشف فرمائیں گے جو
مجھ سے پہلے کسی پر منکشف نہ فرمائی تھی پھر ارشاد ربی ہوگا کہ اے محمد سر اٹھاؤ
اور مانگو، تمہارا سوال پورا کیا جائے گا، سفارش کرو تمہاری سفارش قبول
کی جائے گی، چنانچہ میں سر اٹھاؤں گا اور بارگاہ خداوندی میں عرض
کروں گا کہ اے رب میری امت پر رحم فرما اے رب میری امت پر رحم فرما
اے رب میری امت پر رحم فرما، لہٰذا مجھے ارشاد ہوگا کہ اے محمدؐ اپنی امت کے
ان لوگوں کو جن پر کوئی حساب نہیں ہے جنت کے دروازوں میں سے دہنے
دروازہ سے داخل کردو، اور اس دروازہ کے علاوہ دوسرے دروازوں
میں بھی وہ ساجھی ہیں (یعنی ان کو یہ بھی اختیار ہے کہ اس دروازہ کے علاوہ
دوسرے دروازوں سے داخل ہوجائیں) اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے
جنت کے دروازوں کا اتنا بڑا عرض ہے کہ ان کی دونوں طرفوں کے درمیان
جو فاصلہ ہے وہ اتنا لمبا ہے کہ جتنا مکہ اور ہجر کے درمیان کا راستہ ہے یا فرمایا
کہ جیسے مکہ اور بصریٰ کے درمیان کا راستہ ہے[1]

دوسری روایت میں ہے جس کے راوی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
ہیں، کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شفاعت کا واقعہ بیان فرما کر یہ آیت
تلاوت فرمائی عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا (قریب ہے کہ آپ کا رب آپکو

---

[1] الترغیب والترہیب عن البخاری ومسلم

مقام محمود میں کھڑا کرے گا) پھر فرمایا کہ یہ مقام محمود ہے جس کا وعدہ (اللہ تعالیٰ نے) تمہارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیا ہے [1]

امت محمدیہ کی پہچان

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک شخص نے دریافت کیا یا رسول اللہ آپ (قیامت کے دن) ساری امتوں کے درمیان جو (حضرت) نوح (علیہ السلام) کی امت سے لے کر آپ کی امت تک دنیا میں آئی تھیں اپنی امت کو کیونکر پہچانیں گے؟ اس کے جواب میں آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وضو کے اثر سے ان کے چہرے روشن ہوں گے اور ہاتھ پاؤں سفید ہوں گے ان کے علاوہ اور کوئی اس حال میں نہ ہوگا اور میں ان کو اس طرح بھی پہچانوں گا کہ ان کے اعمالنامے ان کے داہنے ہاتھوں میں دیئے جائیں گے [2] اور اس طرح بھی ان کو پہچانوں گا کہ ان کی ذریت ان کے آگے دوڑتی ہوگی [3]

---

[1] بخاری و مسلم [2] قرآن شریف میں ہے کہ جن کے اعمالنامے داہنے ہاتھوں میں دیئے جائیں گے ان سے آسان حساب ہوگا اور اپنے اہل کی طرف خوش خوش لوٹ کر جائیں گے اس میں امت محمدیہ کی تخصیص نہیں کی گئی لہٰذا اس حدیث شریف میں جو یہ فرمایا کہ میں اپنی امت کو اس طرح بھی پہچانوں گا کہ ان کے اعمالنامے سیدھے ہاتھوں میں دیئے جائیں گے تو اس کے متعلق بعض علماء نے فرمایا کہ داہنے ہاتھوں میں کسی ایسی خاص صورت سے ان کو اعمالنامے ملیں گے جو دوسری امتوں کیساتھ ملحوظ نہ کی جائے گی یا یہ سمجھو کہ امت محمدیہ کو سب سے پہلے دیئے جائیں گے (حاشیہ مشکوٰۃ) [3] مشکوٰۃ کتاب الطہارۃ۔

حوض کوثر

میدان حشر میں بڑی بھاری تعداد میں حوض ہوں گے آنحضرت سیّد عالم صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کا ایک حوض ہوگا اور سب نبی آپس میں اس پر فخر کریں گے کہ کس کے پاس پینے والے زیادہ آتے ہیں (ہر نبی کے حوض سے اس کے امتی پئیں گے) اور میں امید کرتا ہوں کہ سب سے زیادہ لوگ میرے پاس پینے کے لئے آئینگے[1]

حضرت انس رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالے علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ قیامت کے روز میرے لئے سفارش فرمادیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں میں کردوں گا، میں نے عرض کیا آپکو کہاں تلاش کروں ؟ فرمایا اول پلصراط پہ تلاش کرنا! میں نے عرض کیا وہاں آپ سے ملاقات نہ ہو تو کہاں تلاش کروں ؟ فرمایا اعمال کی ترازو کے پاس تلاش کرنا! میں نے عرض کیا وہاں بھی ملاقات نہ ہو تو کہاں حاضر ہوں؟ فرمایا حوض پر تلاش کرنا ان تینوں جگہوں میں سے کسی ایک جگہ ضرور مل جاؤنگا[2]

سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض کی صفات

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالے عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے حوض کا طول اور عرض اتنا زیادہ ہے کہ اس کے ایکطرف سے دوسری طرف جانے کے لئے ایک ماہ کی مدت درکار ہے اور اس کے گوشے برابر ہیں (یعنی وہ چوکور ہے عرض وطول دونوں برابر ہیں) اس کا پانی دودھ

---

[1] کیونکہ امت محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) سب امتوں سے زیادہ ہوگی ۱۲ ترمذی [2] ایضاً

سے زیادہ سفید ہے اور اس کی خوشبو مشک سے زیادہ عمدہ ہے اور اس کے لوٹے اس قدر ہیں جتنے آسمان کے ستارے ہیں۔ جو اس میں سے پیئے گا کبھی پیاسا نہ ہو گا۔[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک میرا حوض اس قدر عریض و طویل ہے کہ اس کی دو طرفوں کے درمیان اس فاصلہ سے بھی زیادہ فاصلہ ہے جو ایلہ سے عدن تک ہے۔ سچ جانو وہ برف سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے جو دودھ میں ملا ہوا ہو، اور اس کے برتن ستاروں کی تعداد سے زیادہ ہیں اور میں (دوسری امتوں) کو اپنے حوض پر آنے سے ہٹاؤں گا۔ جیسے (دنیا میں) کوئی شخص دوسروں کے اونٹوں کو اپنے حوض سے ہٹاتا ہے صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا اس روز آپ ہم کو پہچانتے ہوں گے؟ ارشاد فرمایا! ہاں (ضرور) پہچان لوں گا اس لئے کہ (تمہاری ایک علامت ہوگی جو اور کسی امت کی نہ ہوگی) اور وہ یہ کہ تم حوض پر میرے پاس اس حال میں آؤ گے کہ وضو کے اثر سے تمہارے چہرے روشن ہوں گے اور ہاتھ پاؤں سفید ہوں گے۔[2] دوسری روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ آسمان کے ستاروں کی تعداد میں حوض کے اندر سونے چاندی کے لوٹے نظر آرہے ہوں گے۔[3] یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اس حوض میں دو پرنالے گر رہے ہوں گے جو جنت (کی نہر) سے اس کے پانی میں اضافہ کر رہے ہوں گے (ایک پرنالہ سونے کا اور دوسرا چاندی کا ہوگا۔[4]

---

[1] بخاری و مسلم [2] مسلم [3] ایضاً [4] ایضاً

سب سے پہلے حوض پر پہونچنے والے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرا حوض اتنا بڑا ہے جتنا عدن اور عمان کے درمیان فاصلہ ہے برف سے زیادہ ٹھنڈا[1] اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے اور مشک سے بہتر اس کی خوشبو ہے اس کے پیالے آسمان کے ستاروں سے بھی زیادہ ہیں جو اس میں سے ایک مرتبہ پی لے گا اس کے بعد کبھی بھی پیاسا نہ ہوگا سب سے پہلے پینے کے لئے اس پر مہاجر فقراء آئیں گے کسی نے (اہل مجلس میں سے) سوال کیا کہ یا رسول اللہ ان کا حال بتا دیجئے، ارشاد فرمایا یہ وہ لوگ ہیں (دنیا میں) جن کے سروں کے بال بکھرے ہوئے اور چہرے (بھوک اور محنت و تھکن کے باعث) بدلے ہوتے تھے ان کے لئے بادشاہوں اور حاکموں کے دروازے نہیں کھولے جاتے تھے اور اچھی عورتیں ان کے نکاح میں نہیں دی جاتی تھیں۔ اور ان کے معاملات کی خوبی کا یہ عالم تھا کہ ان کے ذمہ جو حق (کسی کا) ہوتا تھا تو سب چکا دیتے تھے اور ان کا جو حق کسی پر ہوتا تھا تو پورا نہ لیتے تھے (بلکہ تھوڑا بہت چھوڑ دیتے تھے)[2]

---

[1] حوض کی وسعت کسی طرح ارشاد فرمائی ہے کہیں ایک ماہ کی مسافت کا فاصلہ اس کی طرفوں کے درمیان فرمایا کہیں ایلہ اور عدن کے درمیان فاصلے سے بھی اس کی وسعت کو تشبیہ دی کہیں کچھ اور فرمایا ان مثالوں کا مقصد حوض کی وسعت کو سمجھانا ہے نپی تلی ہوئی مسافت بتانا مراد نہیں ہے اہل مجلس کے لحاظ سے وہ مسافت اور فاصلہ ذکر فرمایا ہے جسے وہ سمجھ سکتے تھے حاصل سب روایات کا یہ ہے کہ اس حوض کی مسافت سینکڑوں میل ہے ۱۲ منہ عفا اللہ عنہ۔

[2] الترغیب والترہیب

یعنی دنیا میں ان کی بدحالی اور بے مائیگی کا یہ حال تھا کہ بال سدھانے اور کپڑے صاف رکھنے کا مقدور بھی نہ تھا اور ظاہر کے سنوارنے کا ان کو ایسا خاص دھیان بھی نہ تھا کہ بناؤ سنگار کے چوچلوں میں وقت گذارتے اور آخرت سے غفلت برتتے ان کو دنیا میں افکار و مصائب ایسے درپیش رہتے تھے کہ چہروں پر ان کا اثر ظاہر تھا اہل دنیا ان کو ایسا حقیر سمجھتے تھے کہ مجلس تقریب اور شاہی درباروں میں ان کو دعوت دے کر بلانا تو کیا معنی ان کے لئے ایسے مواقع میں دروازے ہی نہ کھولے جاتے تھے اور وہ عورتیں جو ناز و نعمت میں پلی تھیں ان خاصانِ خدا کے نکاحوں میں نہیں دی جاتی تھیں مگر آخرت میں ان کا یہ اعزاز ہوگا کہ حوض کوثر پر سب سے اول پہونچیں گے ان کو حقیر سمجھنے والے ان کے بعد اس مقدس حوض سے پی سکیں گے بشرطیکہ اہل ایمان اور اس میں سے پینے کے لائق ہوں۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سنایا گیا کہ حوض کوثر پر سب سے پہلے فقراء مہاجرین پہونچیں گے جن کے سر بکھرے ہوئے اور کپڑے میلے رہتے تھے اور جن سے عمدہ عورتوں کے نکاح نہ کئے جاتے تھے اور جن کے لئے دروازے نہیں کھولے جاتے تھے اس ارشاد نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو سن کر حضرت عمر بن عبد العزیز گھبرا گئے اور بے ساختہ فرمایا کہ میں تو ایسا نہیں ہوں میرے نکاح میں عبد الملک کی بیٹی فاطمہ (شہزادی) ہے اور میرے لئے دروازے کھولے جاتے ہیں لامحالہ اب تو ایسا ہی کروں گا کہ اس وقت تک سر کو نہ

دھوئیں گا جب تک بال بکھرے جایا کریں گے اور نہ اپنے بدن کا کپڑا اس وقت تک دھوؤں گا جب تک میلانہ ہو جایا کرے گا۔[1]

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خلیفہ وقت اور اسلامی سلطنت کے چلانے والے تھے ان کے فکر آخرت کے بڑے بڑے قصے معتبر کتابوں میں لکھے ہیں۔

حوض کوثر سے ہٹائے جانیوالے

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یقین جانو (قیامت کے روز) حوض پر تمہارا میرا سامنا ہوگا (یعنی تم کو پلانے کے لئے پہلے پہونچا ہوا ہوں گا) جو میرے پاس ہو کر گذرے گا پی لے گا اور جو میرے پاس حوض سے پی لے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا، پھر ارشاد فرمایا ایسا ضرور ہوگا کہ پینے کے لئے میرے پاس ایسے لوگ آئیں گے جنکو میں پہچانتا ہوں گا اور وہ مجھے پہچانتے ہوں گے پھر ان کو مجھ تک نہ پہونچنے دیا جائیگا بلکہ میرے اور ان کے درمیان آڑ لگادی جائیگی اور وہ پینے سے محروم جائیں گے) میں کہوں گا یہ تو میرے آدمی ہیں ان کو آنے دیا جاوے (اس پر مجھ سے) کہا جائے گا کہ آپ نہیں جانتے ہیں کہ آپ کے بعد انہوں نے کیا نئی چیزیں نکالی تھیں۔ یہ سن کر میں کہوں گا دور ہوں دور ہوں جنھوں نے میرے بعد دین بدل دیا۔[2]

آہ دین میں بکھیڑ لگانے والوں کا اس وقت کیسا برا حال ہوگا جبکہ قیامت کے دن پیاس سے بیتاب اور مصیبت سے عاجز و بے کس ہوں گے اور حوض کوثر کے قریب پہونچ کر دھتکار دیئے جائیں گے اور رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی

---

[1] الترغیب والترہیب [2] بخاری ومسلم

ایجادات کا حال سُن کر "دور دور" فرما کر پھٹکار دیں گے۔

قرآن و حدیث میں جو کچھ وارد ہوا ہے اور جو حدیثوں اور آیتوں سے نکلتا ہے اسی پر چلنے میں بھلائی اور کامیابی ہے، لوگوں نے ہزاروں بدعتیں نکال رکھی ہیں اور دین میں ادل بدل کر رکھا ہے جن سے ان کی دنیا بھی چلتی ہے اور نفس کو مزہ بھی آتا ہے اور مختلف علاقوں میں مختلف بدعتیں رواج پا گئی ہیں ایسے لوگوں کو سمجھایا جاتا ہے تو اُلٹا سمجھانے والے ہی کو بُرا کہتے ہیں ہم سیدھی اور موٹی سی ایک بات کہے دیتے ہیں کہ جو کوئی کام کرنا ہو آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جیسے فرمایا اس طرح کرو اور جس طرح آپ نے کیا اُسی طرح عمل کرو۔

دنیادار پیر فقیر یا مولوی ملا اگر کہیں کہ فلاں کام میں ثواب ہے اور اچھا ہے تو ان سے ثبوت مانگو اور پوچھو کہ بتاؤ آنحضرت صلی اللہ عالم وسلم نے کیا ہے یا نہیں اور حدیث شریف کی کس کتاب میں لکھا ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایسا کرنا پسند تھا یا آپ نے اس کو انجام دیا ہے۔

مرنے جینے اور بیاہ شادی میں عورتوں نے اور دنیا دار پیروں فقیروں نے بڑی بدعتیں اور غیر شرعی رسمیں نکال رکھی ہیں۔ سویم، چہلم، قبر پہ چادر، قبر کا غسل، صندل، عرس، پختہ قبر، اور اسی طرح کی بہت سی باتیں جو قبروں پر ہوتی ہیں بدعت ہیں ایسا کرنے والے انجام سوچ لیں حوض کوثر سے ہٹائے جانے کو تیار رہیں۔ اور قبر کا طواف اور قبر کو یا پیر کو سجدہ یہ تو شرک ہے جو گناہ میں بدعت سے بڑھا ہوا ہے۔

اپنے اپنے باپوں کے نام سے بلائے جائیں گے

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم قیامت کے روز اپنے ناموں کے ساتھ اور اپنے باپوں کے ناموں کے ساتھ بلائے جاؤ گے لہٰذا تم اپنے نام اچھے رکھو۔ عام طور سے مشہور ہے کہ قیامت کے روز لوگ اپنی ماؤں کے ناموں کے ساتھ پکارے جائیں گے یہ صحیح نہیں ہے بنائی ہوئی بات ہے۔[1]

قیامت بلند اور پست کرنے والی ہوگی

قیامت کے بارے میں ارشاد ربانی ہے

اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ لَیْسَ	جب وقت ہونے والی واقع ہو جائے گی
لِوَقْعَتِهَا کَاذِبَةٌ خَافِضَةٌ	نہیں ہے اس کے ہونے میں کچھ جھوٹ وہ
رَّافِعَةٌ (سورۂ واقعہ)	پست کرنے والی ہے اور بلند کرنیوالی۔

قیامت کے روز اعمال کے اعتبار سے فرق مراتب ہوگا اور چھوٹائی بڑائی کا معیار نیکی بدی ہوگی یہاں دنیا میں جو چھوٹا بڑا ہونے کے معیار ہیں

[1] احمد ابوداؤد امام بخاریؒ نے اپنی جامع صحیح میں باب ما یدعی الناس یوم القیمۃ بابائھم قائم کر کے صحیح حدیث سے ثابت کیا ہے کہ قیامت کے روز باپوں کے ناموں سے بلاوا ہوگا۔ معالم التنزیل میں ماؤں کے ناموں کے ساتھ پکارنے کے تین سبب بتائے گئے ہیں لیکن یہ سب خود ساختہ ہیں جو محض روایت کی شہرت کی وجہ سے تجویز کئے گئے ہیں چنانچہ صاحب معالم التنزیل نے تینوں اسباب ذکر کر کے فرمایا ہے کہ والاحادیث الصحیحۃ بخلافہ یعنی صحیح حدیثیں اس مشہور قول کے خلاف ہیں ۱۲ منہ عفی اللہ عنہ

یہیں رہ جائیں گے بڑے بڑے متکبر، جو دنیا میں بہت مغرور اور سر بلند سمجھے جاتے تھے قیامت کے دن دوزخ کے گہرے گڑھے میں ڈھکیل دیئے جائیں گے اور ان کی بڑائی اور وجود وجاہت خاک میں مل جائے گی وہاں یہ مغرور کہیں گے مَآ اَغْنٰى عَنِّىْ مَالِيَهْ ۚ هَلَكَ عَنِّىْ سُلْطٰنِيَهْ ۚ (میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا جاتی رہی میری حکومت) اور یہ کہنا اور کفِ افسوس ملنا کچھ کام نہ آئے گا اور بہت سے لوگ ایسے ہوں گے جو دنیا میں متواضع بن کر رہتے تھے لوگ اُن کو حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے اور نیچی ذات کا سمجھتے تھے اور اُن کو اپنی بڑائی کا کچھ خیال نہ تھا لیکن چونکہ انہوں نے خداوند کریم سے اپنا تعلق صحیح رکھا اور احکامِ خداوندی پر عمل کرتے رہے اس لئے قیامت کے روز ان میں سے کوئی مشک کے ٹیلہ پر بیٹھا ہو گا کوئی نور کے منبر پر ہو گا، عرش کے سایہ میں مزے کرتے ہوں گے، پھر بہت سے تو بے حساب اور بہت سے حساب کے بعد جنت میں داخل ہوں گے اور اس کے شفاف بالا خانوں میں چین سے رہیں گے (اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا) سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خبردار بہت سے لوگ جو دنیا میں کھاتے پیتے اور نعمتوں میں رہنے والے ہیں آخرت میں ننگے بھوکے ہوں گے، پھر فرمایا کہ خبردار دنیا میں بہت سے لوگ ایسے ہیں جو اپنے کو عزت دار بنا رہے ہیں اور حقیقت میں وہ اپنے کو ذلیل کر رہے ہیں (جس کا پتہ آخرت میں چل جائے گا) اور بہت سے لوگ دنیا میں ایسے ہیں جو (تواضع انکساری کے باعث) اپنے کو ذلیل کر رہے ہیں۔ درحقیقت وہ

اپنے کو عزت دار بنا رہے ہیں کیونکہ ان کی تواضع اور انکساری و عاجزی ان کو جنت میں پہنچا دے گی۔[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ضرور ایسا ہوگا کہ قیامت کے روز بھاری بھر کم، موٹا تازہ آدمی آئے گا جس کا وزن اللہ کے نزدیک مچھر کے برابر بھی نہ ہوگا (یعنی اس کی حیثیت اور پوزیشن اس روز نہ ہوگی) پھر آپ نے فرمایا کہ تم چاہو تو میری بات کی تصدیق میں، اس آیت کو پڑھ لو فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا

آج دنیا میں بہت سے آقا ہیں جن کے نوکر چاکر اور خادم ہیں ان نوکروں کو گالیاں دیتے ہیں مارتے پیٹتے ہیں اور بہت سے لوگ دولت یا عہدہ کے نشہ میں کم حیثیت لوگوں سے بے گاریں لیتے ہیں اور بات بات میں لات گھونسہ دکھاتے ہیں لیکن قیامت کا دن صحیح فیصلے اور واقعی انصاف کا ہوگا وہاں بہت سے نوکر چاکر اور کم حیثیت لوگ بلند ہو جائیں گے اور کبر و نخوت والے دولت و پوزیشن والے جو خدا کے باغی تھے پست ہو جائیں گے ان پر ذلت سوار ہوگی اور دوزخ کا راستہ دیکھیں گے کیا حال بنے گا ان لوگوں کا جو بڑائی کے لئے الیکشن پر الیکشن لڑے جاتے ہیں اور بڑائی کی امید میں یا بڑائی ملنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے حکموں کو پامال کرتے رہتے ہیں ایسے لوگ اپنا انجام سوچ لیں۔

---

[1] الترغیب والترہیب عنہ (ترجمہ) تو ہم قیامت کے روز ان کے لئے ذرا وزن بھی قائم نہ کریں گے ۱۲ بخاری و مسلم

نعمتوں کا سوال

قیامت کے دن نعمتوں کا سوال ہوگا۔ قرآن شریف میں ارشاد ہے۔
ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ؏

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ قیامت کے روز نعمتوں میں سے سب سے پہلے (تندرستی اور ٹھنڈے پانی کا سوال ہوگا اور) یوں پوچھا جائے گا کہ کیا ہم نے تیرے جسم کو ٹھیک نہ رکھا تھا اور کیا تجھے ہم نے ٹھنڈے پانی سے سیراب نہیں کیا تھا ؟ لہ

اللہ تعالیٰ نے جو کچھ بھی عنایت فرمایا ہے بغیر کسی استحقاق کے دیا ہے ان کو یہ حق ہے کہ اپنی نعمت کے بارے میں سوال کریں اور یہ مواخذہ کریں کہ میری نعمتوں میں تم سے جو ان نعمتوں کا کیا حق ادا کیا اور میری عبادت میں کس قدر لگے اور ان نعمتوں کے استعمال کے عوض کیا لے کر آئے یہ سوال بڑا کٹھن ہوگا، مبارک ہیں وہ لوگ جو خدا کی نعمتوں کے شکریہ میں عمل صالح کرتے رہتے ہیں اور آخرت کی پوچھ سے لرزتے اور کانپتے ہیں، برخلاف انکے وہ بدنصیب ہیں جو اللہ کی نعمتوں میں پلتے بڑھتے ہیں اور نعمتوں میں ڈوبے ہوئے ہیں لیکن خدا کی طرف ان کا ذرا دھیان نہیں اور خدا کے سامنے جھکنے کا ذرا خیال نہیں! خداوند عالم کی بے شمار نعمتیں ہیں قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

؏ پھر البتہ ضرور تم سے اس روز نعمتوں کی پوچھ ہوگی ۱۲ لہ ترمذی

وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوهَا[ع]

پھر ساتھ ہی یہ فرمایا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُومٌ كَفَّارٌ[ع]

بلاشبہ یہ انسان کی بڑی نادانی اور ستم گری ہے کہ مخلوق سے ملنے والے احسان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہے اور جس سے کچھ ملتا ہے اس سے دبتا ہے اور اس کے سامنے باادب کھڑا ہوتا ہے حالانکہ یہ دینے والے مفت نہیں دیتے بلکہ کسی کام کے عوض یا آئندہ کسی کام کے ملنے کی امید میں دیتے دلاتے ہیں۔ خداوند کریم خالق ومالک حقیقی و مُنعِم ہیں وہ بغیر کسی غرض کے عنایت فرماتے ہیں لیکن ان کے احکام پہ چلنے اور سر بسجود ہونے سے انسان گریز کرتا ہے، یہ بڑی بدبختی ہے۔ اللہ کی نعمتوں کو کوئی کہاں تک شمار کرے گا جو نعمت ہے ہر ایک کا محتاج ہے، ایک بدن کی سلامتی اور تندرستی ہی کو لے لیجیے کیسی بڑی نعمت ہے، جب پیاس لگتی ہے تو غٹاغٹ ٹھنڈا پانی پی جاتے ہیں یہ پانی کس نے پیدا کیا ہے؟ اس پیدا کرنے والے کے احکام پہ چلنے اور شکر گذار بندہ بننے کی بھی فکر ہے یا نہیں؟ یہ غور کرنے کی بات ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آں حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے روز انسان کے قدم (حساب کی جگہ سے) نہ ہٹ سکیں گے جب تک کہ اس سے پانچ چیزوں کا سوال نہ ہو جائے گا (۱) عمر کا سوال ہوگا کہ کن مشغولیتوں میں فنا کردی (۲) جوانی کا سوال ہوگا کہ کہاں ضائع کردی (۳) مال کا سوال

ع اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرو تو نہیں گن سکتے ۔ ع بلاشبہ انسان البتہ بڑا ظالم اور ناشکرا ہے

ہوگا کہ کہاں سے کمایا (اور) اور کہاں خرچ کیا (اور) علم کا سوال ہوگا کہ دین اور دینیات کا جو علم تھا اس پر کیا عمل کیا ؟[1]

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے روز انسان کے تین دفتر ہوں گے! ایک دفتر میں اس کے نیک عمل لکھے ہوں گے دوسرے دفتر میں اس کے گناہ درج ہوں گے اور ایک دفتر میں اللہ کی وہ نعمتیں درج ہوں گی جو اس کو خدا کی طرف سے دنیا میں دی گئی تھیں اللہ عزوجل سب سے چھوٹی نعمت سے فرمائینگے کہ اپنی قیمت اس کے نیک اعمال میں سے لے لے چنانچہ وہ نعمت اس کے تمام نیک اعمال کو اپنی قیمت میں لگا لے گی اور اس کے بعد عرض کرے گی کہ اے رب ! آپ کی عزت کی قسم ! ابھی میں نے پوری قیمت وصول نہیں کی ہے ! اب اسکے بعد گناہ باقی رہے اور نعمتیں بھی باقی رہیں (جن کی قیمت ادا نہیں ہوئی ہے) رہے نیک عمل سو وہ سب ختم ہو چکے کیونکہ سب سے چھوٹی نعمت اپنی قیمت میں تمام نیک عمل کو لگا چکی ہے پس جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ پر رحم کرنا چاہینگے (یعنی مغفرت فرما کر جنت عطا فرمانا چاہیں گے) تو فرمائیں گے کہ اے میرے بندے میں نے تیری نیکیوں میں اضافہ کر دیا اور تیرے گناہوں سے درگذر کیا، راوی کہتے ہیں کہ غالباً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقعہ پر خدائے پاک کا ارشاد گرامی نقل فرماتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ میں نے تجھے اپنی نعمتیں یوں ہی بغیر عوض کے بخش دیں[2]

---

[1] ترمذی [2] ترغیب عن البزار

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے روز انسان کو بکری کے بچہ کی طرح بے حقیقت و بے حیثیت ہونے کی حالت میں لایا جائے گا پھر اللہ کے سامنے کھڑا کر دیا جائے گا، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میں نے تجھے دیا اور نعمتوں سے مالا مال کیا، تو نے کیا کیا؟ وہ جواب دے گا کہ اے رب میں نے مال جمع کیا اور نفع پر نفع کما کر اسے بڑھایا اور جتنا شروع میں تھا اس سے بہت زیادہ بڑھا کر چھوڑ آیا ہوں لہٰذا آپ مجھے اجازت دیجئے میں سارا آپ کی بارگاہ میں لا کر حاضر کر دیتا ہوں، ارشاد ربانی ہوگا (یہاں سے واپس جانے کا قانون نہیں ہے) جو پہلے سے یہاں بھیجا تھا وہ دکھاؤ، اس فرمان کے جواب میں وہ پھر وہی کہے گا کہ اے رب میں نے مال جمع کیا اور نفع پر نفع کما کر اسے بڑھایا اور جتنا شروع میں تھا اس سے بہت زیادہ بڑھا کر چھوڑ آیا بس مجھے واپس بھیج دیجئے میں سارا مال لا کر آپ کی بارگاہ میں حاضر کر دیتا ہوں۔ الحاصل وہ یہی جواب دے گا، اور چونکہ کچھ پہلے سے وہاں کے لئے اس دنیا سے نہ بھیجا تھا لہٰذا، وہ نتیجہ کے طور پر ایسا شخص نکلے گا جس نے ذرا خیر اپنے لئے، پہلے سے نہ بھیجی تھی چنانچہ اس کو دوزخ کی طرف روانہ کر دیا جائے گا[1]

---

[1] ترمذی

پیغمبروں سے سوال

قرآن شریف میں ارشاد ہے :۔

فَلَنَسْئَلَنَّ الَّذِیْنَ اُرْسِلَ اِلَیْهِمْ وَلَنَسْئَلَنَّ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ (اعراف) — سو ہم کو ضرور پوچھنا ہے ان سے جن کے پاس پیغمبر بھیجے گئے اور ضرور پوچھنا ہے پیغمبروں سے

اس کی تشریح دوسری آیات میں اس طرح فرمائی :۔

وَیَوْمَ یُنَادِیْهِمْ فَیَقُوْلُ مَاذَآ اَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِیْنَ فَعَمِیَتْ عَلَیْهِمُ الْاَنْبَآءُ یَوْمَئِذٍ فَهُمْ لَا یَتَسَآءَلُوْنَ ۝ (قصص پ ۲۰) — اور جس دن ان سے پکار کر پوچھے گا کہ تم نے پیغمبروں کو کیا جواب دیا۔ سو اس روز ان کے سب مضامین گم ہو جائیں گے پس وہ آپس میں بھی پوچھ پاچھ نہ کر سکیں گے۔

یعنی رسالت کے بارے میں سوال ہوگا کہ تم پیغمبروں کے سمجھانے پر سمجھے یا نہیں؟ پیغمبروں کو تم نے کیا جواب دیا۔

اس سوال کا کوئی جواب بن نہ پڑے گا۔

دوسری جگہ ارشاد ہے :۔

یَوْمَ یَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَیَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ۝ (مائدہ پ ۷) — جس روز اللہ تعالیٰ جمع فرمائیں گے سب پیغمبروں کو پھر سوال فرمائیں گے کہ تم کو کیا جواب ملا۔ وہ کہیں گے ہم کو خبر نہیں! بیشک آپ چھپی باتوں کے جاننے والے ہیں۔

یہ سوال انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے اُن کی امتوں کے سامنے ہوگا کہ جب تم اُن کے پاس دعوت حق لے گئے تو انہوں نے کیا جواب دیا۔

اس وقت خدائے قہار کی عظمت و کبریائی کا ظہور ہو گا اس کے قہر سے سب ڈر رہے ہوں گے، انتہائی خوف و خشیت کے باعث حق تعالیٰ کے سامنے جو بات لَا عِلْمَ لَنَا رہم کو کچھ خبر نہیں) سے زیادہ کچھ نہ کر سکیں گے۔

سورۂ نسار میں فرمایا:-

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هٰؤُلَاءِ شَهِيدًا ۔ پھر اس وقت کیا حال ہو گا جب بلائیں گے ہم ہر امت میں سے ایک حال بتانے والا اور تم کو ان لوگوں کے متعلق گواہی دینے والا بنا کر لائیں گے۔

اس سے ہر امت کا نبی اور ہر عہد کے صالح اور معتبر لوگ مراد ہیں کہ وہ قیامت کے روز لوگوں کی نافرمانی اور فرماں برداری بیان کریں گے اور سب کے حالات کی گواہی دیں گے، یہ جو فرمایا وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هٰؤُلَاءِ شَهِيدًا (کہ اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تم کو ان کے متعلق گواہی دینے والا بنا کر لائیں گے) اس کا مطلب یہ ہے کہ مثل دیگر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام آپ بھی اپنی امت کے احوال و اعمال کے متعلق گواہی دیں گے اور یہ بھی احتمال ہے کہ هٰؤُلَاءِ کا اشارہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی طرف ہو جس کا مطلب یہ ہو گا کہ سید عالم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر گواہی دیں گے جب کہ ان کی امتیں ان کو جھوٹا بتائیں گی ایک احتمال یہ بھی ہے کہ هٰؤُلَاءِ کا اشارہ کفار کی طرف ہو جن کا تذکرہ گذشتہ آیت (يَوْمَئِذٍ يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا)

بیان ہو چکا ہے اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ جس طرح حضرات انبیاء سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی امت کے فساق وکفار کے فسق وکفر کی گواہی دیں گے ایسے ہی آپ بھی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بد اعمالی پر گواہ بنیں گے جس سے ان کی خرابی وبرائی اور زیادہ محقق اور ثابت ہوگی۔

فرشتوں سے خطاب

سورہ سبا میں ارشاد فرمایا

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلَائِكَةِ أَهَؤُلَاءِ إِيَّاكُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ ط

اور جس دن اللہ تعالیٰ ان سب کو جمع فرمائے گا پھر فرشتوں سے سوال فرمائے گا کیا یہ لوگ تم کو پوجا کرتے تھے۔

دنیا میں بہت سے مشرکین فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں بتاتے تھے اور ان کے ہیکل بنا کر پوجتے تھے۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ بت پرستی کی ابتداء ملائکہ پرستی سے ہوئی قیامت کے دن مشرکین کو سنا کر اللہ جل شانہٗ فرشتوں سے سوال فرمائیں گے کیا یہ لوگ تم کو پوجتے تھے، شاید سوال کا مطلب یہ ہو کہ تم نے تو ان سے ایسا نہیں کہا اور تم ان کے اس فعل سے خوش تو نہیں ہوئے؟ اور اس سوال سے یہ مقصد بھی ہو سکتا ہے کہ فرشتوں کا یہ جواب مشرکین کے روبرو سنوا دیا جائے کہ نہ ہم نے ان کو شرک کی تعلیم دی نہ ان کی اس حرکت سے خوش ہوئے، تاکہ مشرکین کو یہ یقین ہو جائے کہ اپنے عمل کے ہم خود تنہا ذمہ دار ہیں۔

فرشتوں کا جواب

آگے اس آیت کے بعد فرمایا ۔

قَالُوْا سُبْحَانَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ ؏

فرشتے جواب میں عرض کریں گے کہ تیری ذات پاک ہے تو ہی ہمارا ولی ہے نہ کہ وہ بلکہ وہ پرستش کرتے تھے جنات کی ان میں اکثر انہی کو مانتے تھے ۔

یعنی آپ کی ذات اس سے پاک ہے کہ کسی درجہ میں بھی کوئی آپ کا شریک ہو ہم کیوں ایسی بات کہتے اور کیوں مشرکیہ حرکتوں سے خوش ہوتے ہماری خوشنودی آپ کی خوشنودی میں ہے ان نالائقوں سے ہم کو کیا واسطہ یہ بدبخت حقیقت میں ہماری پرستش کرتے بھی نہ تھے، نام ہماری پرستش کا لیتے اور پوجتے شیطانوں کو تھے! شیطان ان کو جس طرف موڑتے یہ ادھر ہی مڑ جاتے تھے خواہ فرشتوں کا نام لے کر خواہ کسی نبی کا خواہ کسی ولی اور شہید پیر فقیر کا ۔ آگے فرمایا ۔

فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَّفْعًا وَّلَا ضَرًّا وَّنَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ؏

سو آج مالک نہیں تم میں سے کوئی ایک دوسرے کے نفع کا نہ نقصان کا اور ہم کہیں گے ظالموں سے کہ چکھو اس آگ کا عذاب جسے تم جھٹلاتے تھے ۔

حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام

کی امت کے خلاف امتِ محمدیہ کی گواہی

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے روز (حضرت) نوح علیہ السلام کو لایا جائے گا اور ان سے سوال ہوگا کہ کیا تم نے تبلیغ کی؟ وہ عرض کریں گے کہ یا رب میں نے واقعۃً تبلیغ کی تھی! ان کی امت سے سوال ہوگا کہ بولو کیا انھوں نے تم کو احکام پہونچائے؟ وہ کہیں گے نہیں! ہمارے پاس تو کوئی نذیر (ڈرانے والا) نہیں آیا۔ اس کے بعد (حضرت) نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا جائے گا کہ تمہارے دعویٰ کی تصدیق کی گواہی دینے والے کون ہیں؟ وہ جواب دیں گے کہ (حضرت) محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے امتی ہیں۔ یہاں تک واقعہ نقل کرنے کے بعد آں حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی امت کو خطاب کر کے فرمایا کہ اس کے بعد تم کو لایا جائے گا اور تم گواہی دو گے کہ بیشک حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم کو تبلیغ کی تھی، اس کے بعد آں حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سورہ بقرہ کی آیت ذیل تلاوت فرمائی:-

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا	اور ہم نے تم کو ایک ایسی جماعت بنا دی ہے جو
لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ	نہایت اعتدال پر ہے تاکہ تم دوسری متوں
وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا	کے لوگوں کے مقابلہ میں گواہ ہو۔

اور تمہارے لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گواہ بنیں۔

یہ بخاری شریف کی روایت ہے۔ مسند امام احمدؒ کی ایک روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ دیگر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی امتیں بھی انکاری ہوں گی اور کہیں گی کہ ہم کو تبلیغ نہیں کی گئی ان کے نبیوں سے سوال ہوگا کہ تم نے تبلیغ کی وہ اثبات میں جواب دیں گے کہ جی ہم نے تبلیغ کی تھی اس پر ان سے گواہ طلب کیے جائیں گے تو وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت کو گواہی میں پیش کریں گے۔ چنانچہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کی امت سے سوال ہوگا کہ اس بارے میں آپ حضرات کیا کہتے ہیں، جواب میں عرض کریں گے جی ہم پیغمبروں کے دعوے کی تصدیق کرتے ہیں! امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ سے سوال ہوگا کہ تم کو اس معاملہ میں کیا خبر ہے؟ وہ جواب میں عرض کریں گے کہ ہمارے پاس ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور انہوں نے خبر دی کہ تمام پیغمبروں نے اپنی اپنی امت کو تبلیغ کی[1]

آیت کا عموم لِّتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ بھی اس کو چاہتا ہے کہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ دیگر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ کی امتوں کے مقابلہ میں بھی امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ گواہی دے گی۔

---

[1] بعض روایت میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ جب امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ دوسری امتوں کے مقابلہ میں ان کے نبیوں کی تائید میں گواہی دے گی تو سید عالم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال ہوگا کہ کیا تمہاری امت اس لائق ہے کہ ان کی گواہی (باقی اگلے صفحہ پر)

یہاں ایک شبہ کیا جا سکتا ہے اور وہ یہ کہ امت محمدیہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ صاحبہا وسلم) نبیوں سے زیادہ سچی اور قابل اعتبار تو نہیں ہے پھر نبیوں کی سچائی کو امت محمدیہ (صلی اللہ علیٰ صاحبہا وسلم) کی گواہی سے ثابت کرنے کے کیا معنی ہونگے؟ جواب یہ ہے کہ زیادہ معتبر اور سچے تو حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام ہی ہیں لیکن چونکہ اس مقدمہ میں فریق ہو گئے اس لئے دوسرے گواہ درکار ہونگے گو وہ گواہ اگرچہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے ادنیٰ ہوں گے اور ان کے معتبر ہونے کی گواہی سیدالاصفیاء والصادقین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

(بقیہ صفحہ گزشتہ) معتبر مانی جائے؟ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی امت کی عدالت کی گواہی دیں گے یعنی یہ فرمائیں گے کہ ہاں یہ سچ کہتے ہیں اور ان کی گواہی معتبر ہے۔ بلاشبہ اس امت کا یہ بڑا مرتبہ اور بڑی فضیلت ہے جس کا میدان حشر میں تمام اولین و آخرین کے سامنے ظہور ہوگا۔ امت محمدیہ (صلی اللہ علیٰ صاحبہا وسلم) کی گواہی پر حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے حق میں بارگاہ احکم الحاکمین سے فیصلہ صادر ہوتا اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مخالفین کا مجرم قرار پاکر سزایاب ہونا اس امت کے لئے اعلیٰ درجہ کی عزت ہے ۱۲۔ از بیان القرآن

لہ یہاں ایک سوال اور پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ جب امت محمدیہ (صلی اللہ تعالیٰ علیٰ صاحبہا وسلم) انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے واقعہ تبلیغ و رسالت کے وقت موجود نہ تھے تو ان کی گواہی کیوں کر معتبر ہوگی؟ جواب یہ ہے کہ شہادت کا مدار صرف یقین پر ہے اور محسوسات غیر ثابت بالوحی میں یقین حاصل ہوتا اور مشاہدہ میں منحصر ہے اس لئے مدار شہادت مشاہدہ کو بنا دیا گیا ہے اور حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تبلیغ و رسالت کا واقعہ گو محسوس و مشاہد بھی ہے لیکن امت محمدیہ کی گواہی کا معتبر ہونا مشاہدہ کی وجہ سے نہیں بلکہ ثابت بالوحی ہونے کی وجہ سے ہوگا اور وحی سے مثل مشاہدہ کے بلکہ اس سے بھی زیادہ یقین ہو (باقی آگے صفحہ پر)

دیدیں گے جیسے کوئی تحصیلدار (جو خود بھی صاحب اجلاس ہوتا ہے) کسی گستاخ چپراسی کے مقدمہ میں فریق بن جاوے تو حاکم اعلیٰ کے اجلاس میں تحصیلدار سے گواہ طلب کیے جائیں گے گو وہ مرتبہ میں تحصیلدار سے ادنیٰ درجہ کیوں ہوں اور پھر ان گواہوں کی سچائی کو دیکھ کر فیصلہ صادر کیا جاوے گا۔ یہیں سے ایک اور شبہہ کا جواب بھی واضح ہو جاتا ہے۔ شبہہ یہ ہے کہ منکرین رسالت وتبلیغ اس موقعہ پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ جب ہم نے نبیوں کو سچا نہ مانا تو ان کی (یعنی امت محمدیہ (صلی اللہ تعالیٰ علی صاحبہا وسلم) کو کیوں سچی تسلیم کریں؟ جواب یہ ہے کہ ایسا کہنے کا ان کو حق نہ ہوگا کیونکہ مدعی جب گواہ پیش کر دے تو مدعا علیہ اگر ان گواہوں کو جھوٹا ثابت کر دے تو وہ گواہ رد ہوں گے گواہ پیش ہو جانے کے بعد مدعا علیہ کی طرف سے صرف یہ کہہ دینا کافی نہ ہوگا کہ ہم ان کو سچا نہیں مانتے۔ نیز یہ بھی ناقابل انکار حقیقت ہے کہ مدعا علیہ گواہوں کو سچا مانے یا نہ مانے فیصلہ دینے کے لیے حاکم کے نزدیک اُن کا سچا ہونا کافی ہوتا ہے۔

(بقیہ صفحہ گزشتہ) حاصل ہوتا ہے اور یقین ہی اصل مدار شہادت ہے جیسے کوئی ڈاکٹر کسی مُردہ کو جس کے بدن پر کوئی ظاہری علامت (زخم وغیرہ نہ ہو) دیکھ کر اپنی مہارت فن کے ذریعہ یہ اظہار کر دے کہ یہ شخص مرض سے نہیں بلکہ کسی ضرب شدید سے مرا ہے اور اس بنا پر قاتل کی تحقیقات کا حکم ہو جاوے سو باوجودیکہ ڈاکٹر اس کی موت کے وقت موجود نہ تھا چونکہ قواعد صحت کی بنا پر ضرب شدید کی تشخیص کی گئی اس لیے اس کا اعتبار کیا گیا۔ بیان القرآن ۱۲

مشرکین کا انکار کہ ہم مشرک نہ تھے

سورۂ انعام میں فرمایا۔

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا أَيْنَ شُرَكَاؤُكُمُ الَّذِينَ كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ إِلَّا أَنْ قَالُوا وَاللَّهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ ط

اور وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے جس روز ہم ان سب کو جمع کریں گے پھر مشرکین سے کہیں گے کہ تمہارے وہ شرکاء جن کے معبود ہونے کے تم مدعی تھے کہاں گئے پھر ان کے شرک کا انجام یہی ہوگا کہ یوں کہیں گے کہ اللہ کی قسم جو ہمارا پروردگار ہے ہم مشرک نہ تھے۔

اس کے بعد فرمایا۔

أُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوا عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ

ذرا دیکھو تو کس طرح جھوٹ بولا اپنی جانوں پہ اور جن چیزوں کو وہ جھوٹ موٹ تراشا کرتے تھے وہ سب غائب ہوگئیں۔

انکار تو کریں گے مگر انکار سے نجات کہاں ملے گی اعمال ناموں اور گواہوں کے ذریعہ الزام ثابت ہو ہی جائے گا۔

جن کی پوجا کرتے تھے وہ بھی انکاری ہوں گے

سورۂ یونس میں فرمایا

وَقَالَ شُرَكَاؤُهُمْ مَا كُنْتُمْ إِيَّانَا تَعْبُدُونَ فَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ إِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغَافِلِينَ ط

اور ان کے شرکاء کہیں گے کہ تم ہماری عبادت نہیں کرتے تھے سو ہمارے تمہارے درمیان خدا کافی گواہ ہے کہ ہم کو تمہاری عبادت کی خبر بھی نہ تھی۔

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوال

قیامت کے روز حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہی سوال ہوگا جیسا کہ سورۂ مائدہ میں فرمایا:۔

وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

اور جبکہ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اے عیسیٰ ابن مریم کیا تم نے ان لوگوں سے کہدیا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو خدا کے علاوہ معبود بنالو۔

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جواب

قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَا اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَا اَمَرْتَنِيْ بِهٖ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ

(حضرت عیسیٰ علیہ السلام) جواب دیں گے کہ میں تو آپ کو ہر عیب سے بری جانتا ہوں مجھ کو کسی طرح زیبا نہ تھا کہ ایسی بات کہوں جس کے کہنے کا مجھے حق نہیں اگر (والعیاذ باللہ) میں نے کہا ہوگا تو آپ جانتے ہوں گے۔ آپ تو میرے دل کی بات جانتے ہیں اور میں آپ کے علم میں جو کچھ ہے اس کو نہیں جانتا۔ بیشک آپ تمام غیبوں کو خوب جانتے ہیں۔ میں نے ان سے صرف وہی کہا جس کا آپ نے مجھے حکم دیا اور (وہ) یہ کہ تم اللہ کی عبادت کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی اور میں جب تک ان میں رہا

وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

ان پر مطلع رہا پھر جب آپ نے مجھے اٹھا لیا تو آپ ہی ان پر مطلع رہے اور آپ ہر چیز کی پوری خبر رکھتے ہیں اگر آپ ان کو سزا دیں

تو یہ آپ کے بندے ہیں اور اگر آپ ان کو معاف فرما دیں تو آپ العزیز الحکیم ہیں۔

لیکن کافر اور مشرک کی مغفرت کا قانون نہیں ہے لامحالہ عیسائی دوزخ میں جائیں گے۔ اپنے پیغمبر کی ہدایت کو چھوڑ کر خود گمراہ اور کافر ہوئے یقیناً عذاب جھیلیں گے۔

حساب کتاب قصاص میزان

وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ
اور ہر جان کو اسکے عمل کا پورا بدلہ دیا جائیگا

تینوں پر فیصلے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک قیامت کے روز جن لوگوں کے متعلق سب سے پہلے فیصلہ دیا جائے گا ان میں ایک وہ شخص ہوگا جو جہاد میں قتل ہو جانے کی وجہ سے شہید سمجھ لیا گیا تھا اس کو قیامت کے روز لایا جائے گا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس کو نعمتوں کی پہچان کرائیں گے جن کو وہ پہچان لے گا (یعنی اسے وہ نعمتیں یاد آجائیں گی جو اللہ نے دنیا میں اس کو دی تھیں) اللہ جل شانہٗ اس سے سوال فرمائیں گے

کہ تونے ان نعمتوں کو کس کام میں لگایا؟ وہ جواب میں عرض کرے گا کہ میں نے آپ کے راستہ میں یہاں تک لڑائی لڑی کہ شہید ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تونے جھوٹ کہا، تیرا یہ کہنا غلط ہے کہ تونے میرے لئے جنگ لڑی بلکہ تونے اس لئے جنگ کی کہ تجھے بہادر سمجھا جاوے سو اس کا پھل تجھے مل چکا اور دنیا میں تیرا نام ہوچکا۔ اس کے بعد حکم ہوگا کہ اسے منہ کے بل کھینچکر دوزخ میں ڈال دیا جائے چنانچہ تعمیل حکم کر دی جائے گی۔

اور ایک وہ شخص بھی ان لوگوں میں سے ہوگا جسکے متعلق سب سے پہلے فیصلہ کیا جائے گا جس نے علم (دین) سیکھا اور سکھایا اور قرآن پڑھا۔ اسے (قیامت کے روز) لایا جائے گا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس کو اپنی نعمتوں کی پہچان کرائیں گے۔ چنانچہ وہ پہچان کرے گا۔ اس سے اللہ تعالیٰ سوال فرمائینگے کہ تونے ان نعمتوں کو کس طرح کام میں لگایا؟ وہ جواب دے گا کہ میں نے علم حاصل کیا اور دوسروں کو سکھایا اور آپ کی رضا کے لئے قرآن پڑھا۔ اللہ جل شانہٗ فرمائیں گے کہ تونے جھوٹ بولا (میرے لئے تونے نہ علم حاصل کیا نہ قرآن پڑھا) بلکہ تونے علم اس لئے حاصل کیا کہ تجھے لوگ عالم کہیں (اور قرآن تونے اس لئے پڑھا کہ لوگ تیرے متعلق یہ کہیں کہ یہ تو قرآن پڑھتا رہتا ہے) اور اس کا پھل تجھے مل چکا (اور) دنیا میں تیرے متعلق وہ کہا جاچکا جس کا تو خواہشمند تھا۔ اس کے بعد حکم ہوگا کہ اسے منہ کے بل گھسیٹ کر دوزخ میں ڈال دیا جائے۔ چنانچہ تعمیل حکم کر دی جائے گی۔

اور ایک وہ شخص بھی ان لوگوں میں سے ہوگا جن کے متعلق سب سے پہلے

فیصلہ کیا جائے گا۔ جسے اللہ تعالیٰ نے بہت کچھ دیا تھا اور مختلف قسم کی مالیات سے اسے سرفراز فرمایا تھا۔ قیامت کے روز اسے لایا جائے گا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں کی پہچان کرائیں گے چنانچہ وہ ان کو پہچان لے گا۔ اللہ جل شانہٗ کا سوال ہوگا کہ تو نے ان نعمتوں کو کس چیز میں لگایا؟ وہ کہے گا کہ کوئی ایسا مصرفِ خیر جس میں خرچ کرنا آپ کو محبوب ہو میں نے نہیں چھوڑا ہر کارِ خیر میں میں نے آپ کی رضا کے لئے اپنا مال خرچ کیا، اللہ جل شانہٗ فرمائیں گے کہ تو نے جھوٹ بولا (میرے لئے تو نے خرچ نہیں کیا) بلکہ تو نے یہ کام اس لئے کیا کہ تیرے متعلق یہ کہا جائے کہ وہ سخی ہے۔ چنانچہ کہا جاچکا (اور تیرا مقصد پورا ہوگیا) اس کے بعد حکم ہوگا کہ اسے منہ کے بل گھسیٹ کر دوزخ میں ڈال دیا جائے چنانچہ تعمیل کردی جائے گی[1]

ترمذی شریف میں بھی یہ حدیث موجود ہے اس میں یہ بھی مذکور ہے کہ اس کے بیان کرنے کا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارادہ فرمایا تو (میدان حشر کے اس منظر کے تصور سے) بے ہوش ہوگئے۔ ہوش آنے پر پھر بیان کرنے لگے تو مکرر بے ہوش ہوگئے۔ پھر ہوش آنے پر تیسری مرتبہ بیان کرنے کا ارادہ فرمایا تو تیسری بار بھی بے ہوش ہوگئے اور اس کے بعد ہوش آنے پر حدیث بیان فرمائی، جب یہ حدیث حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو سنائی گئی تو فرمایا کہ جب ان تینوں شخصوں کے ساتھ ایسا ہوگا تو ان کے علاوہ دوسرے بدنیت انسانوں کے متعلق اچھا معاملہ ہونے کی کیا امید رکھی جائے۔

---

[1] مشکوٰۃ از مسلم شریف

اس کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس قدر روئے کہ دیکھنے والوں نے یہ سمجھ لیا کہ آج ان کی جان نکل کر رہے گی۔

حضرت ابو سعید بن فضالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ قیامت کے روز لوگوں کو جمع کریں گے جس کے آنے میں ذرا شک نہیں ہے تو ایک پکارنے والا زور سے پکارے گا کہ جس نے کوئی عمل اللہ کے لئے کیا اور اس عمل میں کسی دوسرے کو دکھانے کی نیت کر کے اس دوسرے کو بھی شریک کر لیا تو اس کو چاہیئے کہ اس عمل کا ثواب اللہ کے سوا اس غیر سے اسی سے لے لیوے[1]

دوسری حدیث میں ہے (جس کی روایت بیہقیؒ نے شعب الایمان میں کی ہے) کہ جس روز اللہ تعالیٰ بندوں کو اعمال کا بدلہ دیں گے۔ ریا کاروں سے فرمائیں گے جاؤ دنیا میں تم جن کو دکھانے کے لئے عمل کرتے تھے۔ ان ہی کے پاس جاؤ۔ پھر دیکھو کہ ان کے پاس تمہیں کچھ جزا یا بھلائی ملتی ہے[2]

نماز کا حساب اور نوافل کا بڑا فائدہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ بیشک قیامت کے روز بندہ کے اعمال میں سے پہلے اس کی نماز کا حساب کیا جائے گا۔ پس اگر نماز ٹھیک نکلی تو کامیاب اور بامراد ہوگا اور اگر نماز خراب نکلی تو نامراد اور ٹوٹا اٹھانے والا ہوگا۔ پس اس کے فرضوں میں کوئی کمی رہ جائے گی تو پروردگار عالم فرمائیں گے کہ دیکھو

---

[1] مشکوٰۃ عن احمد [2] مشکوٰۃ شریف [3] ایضاً

کہا میرے بندہ کے کچھ نفل بھی ہیں؟ پس اگر نوافل نکلے تو جو فرضوں میں کمی ہوگی نوافل کے ذریعہ پوری کر دی جائے گی پھر (نماز کے بعد) اس کے باقی اعمال کا اسی طرح[1] حساب ہوگا۔

ایک روایت میں ہے کہ پھر (نماز کے بعد) اسی طرح زکوٰۃ کا حساب ہوگا۔ پھر (دوسرے) اعمال اسی طرح سے (حساب میں) لئے جائیں گے[2]

بے حساب جنت میں جانیوالے

اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز لوگ ایک ہی میدان میں جمع کئے جائیں گے اس وقت ایک پکارنے والا زور سے پکار کر کہے گا کہ وہ لوگ کہاں ہیں جنکے پہلو بستروں سے الگ رہتے تھے (کیونکہ وہ راتوں کو نمازوں میں وقت گذارتے تھے) یہ سن کر اس صفت کے لوگ پورے مجمع میں سے نکل کھڑے ہوں گے جو تعداد میں (بہت کم) ہوں گے۔ یہ لوگ جنت میں بغیر حساب کے داخل ہو جائیں گے۔ پھر ان کے بعد باقی لوگوں کا حساب شروع کرنے کے لئے حکم ہوگا[3]

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آں حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ تیری امت سے ستر ہزار بلا حساب کتاب جنت میں داخل ہوں گے جن پر کوئی عذاب نہ ہوگا۔ ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار ہوں گے (جو اسی فضیلت سے

---

[1] یعنی فرائض نماز کی تکمیل نوافل سے (بطیر نماز میں بھی) کی جائے گی ۱۲ [2] مشکوٰۃ شریف
[3] بیہقی شعب الایمان

نوازے جائیں گے اور تین لپ[1] میرے رب کے لپ بھر کر (بھی) داخلِ جنت ہوں گے[2]

حدیث شفاعت میں ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں عرش کے نیچے اپنے رب کے لئے سجدہ میں جا پڑوں گا پھر اللہ مجھے اپنی وہ حمدیں اور عمدہ تعریف بتا دے گا جو مجھ سے پہلے کسی کو نہ بتائی ہوں گی پھر اللہ کا ارشاد ہوگا کہ اے محمدؐ اپنا سر اٹھاؤ اور سوال کرو تمہارا سوال پورا کیا جائے گا اور سفارش کرو تمہاری سفارش قبول کی جائے گی۔ چنانچہ میں سر اٹھاؤں گا اور یا رب امتی یا رب امتی کہوں گا۔ لہٰذا مجھ سے کہا جائے گا کہ اے محمدؐ اپنی امت کے ان لوگوں کو جنت کے دروازوں میں سے داہنے دروازے سے جنت میں داخل کر دو جن سے کوئی حساب نہیں ہے۔ (پھر آپ نے فرمایا کہ) قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جنت کے دروازے اتنے چوڑے ہیں جتنا کہ مکہ اور ہجر[3] کے درمیان فاصلہ ہے[4]

آسان حساب

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ میں نے ایک نماز میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ

---

[1] خداوند قدوس ہاتھ لپ قدم اور چہرہ سے پاک ہے قرآن و حدیث میں جہاں کہیں ان چیزوں کا ذکر آیا ہے ان پر ایمان لاؤ کہ ان کا جو مطلب اللہ کے نزدیک ہے وہی ہمارے نزدیک ہے اور ان کا ظاہری مطلب لے کر خداوند قدوس کے لئے جسم تجویز ہرگز نہ کرو[2] مشکوٰۃ شریف
[3] ہجر عرب کے ایک شہر کا نام تھا جو مکہ سے کافی دور تھا۔ [4] مشکوٰۃ شریف

وسلم کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا کہ اَللّٰھُمَّ حَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا (اے اللہ مجھ سے آسان حساب لیجو) میں نے عرض کیا یا نبی اللہ آسان حساب کا کیا مطلب ہے؟ ارشاد فرمایا آسان حساب یہ ہے کہ اعمال نامہ میں صرف نظر کرکے درگذر کردیا جاوے اور چھان بین نہ کی جاوے، یہ حقیقت ہے کہ جس سے چھان بین کرکے حساب لیا گیا وہ ہلاک ہوا۔[1]

سخت حساب

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ بھی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے روز جس سے صحیح معنی میں حساب لیا گیا وہ برباد ہی ہو کر رہے گا۔ یہ سُن کر میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیْرًا (کہ جس کے داہنے ہاتھ میں اعمالنامہ دیا گیا سو اس سے عنقریب آسان حساب ہوگا اس سے معلوم ہوگا کہ بعض حساب دینے والے ایسے بھی ہوں گے جو نجات پا جائیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سوال کے جواب میں فرمایا آسان حساب سے صحیح معنی میں کھود کرید اور چھان بین والا حساب مراد نہیں ہے بلکہ آسان حساب سے یہ مراد ہے کہ بندہ کے سامنے صرف اعمالنامہ پیش کرکے چھوڑ دیا جائے لیکن جس کی چھان بین ہوئی وہ تو برباد ہی ہو کر رہے گا۔[2]

مومن پر اللہ کا خاص کرم

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم

---

[1] رواہ احمد [2] بخاری ومسلم

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک قیامت کے روز اللہ تعالیٰ مومن کو اپنے قریب کریں گے اور محشر والوں سے اسے پوشیدہ کر کے فرمائیں گے کہ کیا تجھے فلاں گناہ یاد ہے؟ کیا تجھے فلاں گناہ یاد ہے۔ وہ جواب میں عرض کرے گا کہ ہاں اے رب یاد ہے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس سے گناہوں کا اقرار لے لیں گے اور وہ اپنے دل میں یقین کرے گا کہ میں برباد ہو چکا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میں نے دنیا میں تیری پردہ پوشی کی اور ان گناہوں کو ظاہر نہ ہونے دیا اور اب میں بخشش کر دیتا ہوں۔ اس کے بعد اس کی نیکیوں کا اعمال نامہ اسے عنایت کر دیا جائے گا لیکن کافر اور منافق لوگوں کی تشہیر کی جائے گی۔ ساری مخلوق کے سامنے ان کے متعلق زور سے پکار دیا جائے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے رب کی نسبت جھوٹی باتیں لگائی تھیں۔ خبردار اللہ کی لعنت ہے ظالموں پر۔[1]

بغیر کسی واسطہ اور حجاب کے اللہ کو جواب دینا ہوگا

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے جس سے اس کا رب خود حساب لینے کے سلسلہ میں بات نہ کرے۔ بندہ کے اور اس کے رب کے درمیان کوئی واسطہ اور کوئی حجاب نہ ہوگا۔ اس وقت بندہ اپنی داہنی طرف نظر کرے گا تو اپنے اعمال کے علاوہ کچھ نظر نہ آئے گا اور اپنی بائیں طرف نظر

---

[1] بخاری و مسلم

کرے گا تو جو پہلے سے کر کے بھیجا تھا وہ نظر آئے گا اور اپنے سامنے نظر کریگا تو سامنے دوزخ ہی پر نظر پڑے گی ذرا سے کے بعد ارشاد فرمایا لہٰذا تم دوزخ سے بچو اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی راہ خدا میں خرچ کرنے کو تمہارے پاس ہو۔[1]

کسی پر ظلم نہ ہوگا اور خیر و شر کا ذرہ ذرہ موجود ہوگا

قرآن شریف میں ارشاد ہے۔

فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَلَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ

یعنی اس روز کسی جان پر ظلم نہ ہوگا اور تم کو بس ان ہی کاموں کا بدلہ ملے گا جو تم کیا کرتے تھے۔

اور ارشاد ہے۔

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ

(پارہ عم)

سو جو شخص (دنیا میں) ذرہ برابر نیکی کرے گا وہ (وہاں) اس کو دیکھ لے گا اور جو شخص ذرہ برابر بدی کرے گا وہ (بھی وہاں) اسکو دیکھ لیگا۔

سورہ مومن میں فرمایا۔

اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝

آج ہر شخص کو اس کے کاموں کا بدلہ دیا جائیگا آج کسی پر ظلم نہ ہوگا۔ بیشک اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔

---

[1] بخاری و مسلم

حقوق العباد

قیامت کے روز اللہ کے حقوق (نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، وغیرہ) کا بھی حساب ہوگا اور حقوق العباد (یعنی بندوں کے حقوق) کا بھی حساب ہوگا۔ دُنیا میں جس نے کسی کا حق مارا ہو یا کسی بھی طرح ظلم یا زیادتی کی ہو سب کا حساب اور فیصلہ ہوگا۔ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ اللہ کا مجرم ہونا قیامت کے دن کے لئے اس قدر خطرناک نہیں ہے جس قدر بندوں کے حقوق مارنے اور بندوں کو ستانے وظلم کرنے میں خطرہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہیں۔ ان کی طرف سے اپنے حقوق کی بخشش کر دینے کی امید کی جا سکتی ہے لیکن بندے چونکہ حاجتمند ہوں گے اور ایک ایک نیکی سے کام نکلنے اور نجات پانے کی امید ہوگی اس لئے بندوں سے معاف کرنے اور اپنا حق چھوڑنے کی امید رکھنا بیجا ہے۔ قیامت کے روز روپیہ پیسہ مال و دولت کچھ بھی پاس نہ ہوگا۔ حقوق کی ادائیگی کے لئے نیکیوں کا لین دین ہوگا۔ اور حقوق کی ادائیگی کا اہتمام اس قدر ہوگا کہ جانوروں نے جو آپس میں ایک دوسرے پر ظلم کیا تھا اس کا بھی بدلہ دلایا جائے گا۔

نیکیوں اور برائیوں سے لین دین ہوگا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اپنے

کسی بھائی پر ظلم کر رکھا ہو کہ اس کی بے آبروئی کی ہو اور کچھ حق تلفی کی ہو تو اسے چاہیئے کہ آج ہی (اس کا حق ادا کرکے یا معافی مانگ کر) اس دن سے پہلے حلال کرالیوے جبکہ نہ دینار نہ درہم ہوگا۔ (پھر فرمایا) اگر اس کے پاس اچھے عمل ہوں گے تو بقدر ظلم اس سے لے لئے جائیں گے اور جس پر ظلم ہوا ہے اس کو دلا دیئے جائیں گے اور اگر اس کی نیکیاں نہ ہوئیں تو مظلوم کی برائیاں لیکر اس ظالم کے سر ڈالدی جائیں گی [۱]

قیامت کے روز سب سے بڑا مفلس

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ اپنے صحابہؓ سے سوال فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا کہ ہم تو اسے مفلس سمجھتے ہیں کہ جس کے پاس درہم (روپیہ پیسہ) اور مال و اسباب نہ ہو۔ اس کے جواب میں آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ میری امت میں سے (حقیقی) مفلس وہ ہے جو قیامت کے روز نماز اور روزے اور زکوٰۃ لے کر آئے گا (یعنی اس نے نمازیں بھی پڑھی ہونگی اور روزے بھی رکھے ہوں گے اور زکوٰۃ بھی ادا کی ہوگی) اور (ان سب کے باوجود) اس حال میں (میدان حشر میں) آئے گا کہ کسی کو گالی دی ہوگی اور کسی کو تہمت لگائی ہوگی اور کسی کا (ناحق) مال کھا یا ہوگا اور کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو (ناحق) مارا ہوگا۔ اور چونکہ قیامت کا دن

---

[۱] بخاری شریف

انصاف اور صحیح فیصلوں کا دن ہوگا، اس لئے اس شخص کا فیصلہ اس طرح کیا جائے گا کہ جس جس کو اس نے ستایا تھا اور جس جس کی حق تلفی کی تھی سب کے اس کی نیکیاں بانٹ دی جائیں گی، کچھ نیکیاں اس حقدار کو دیدی جائینگی اور کچھ اُس حقدار کو دیدی جائیں گی۔ پھر اگر حقوق پورا نہ ہونے سے پہلے اسکی نیکیاں ختم ہوجائیں تو حق داروں کے گناہ اس کے سر ڈالدیئے جائیں گے۔ پھر اس کو دوزخ میں ڈالدیا جائے گا۔[1]

حضرت عبداللہ بن اُنیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز اللہ اپنے بندوں کو جمع فرمائے گا جو ننگے، بے ختنہ اور بالکل خالی ہاتھ ہوں گے۔ پھر ایسی آواز سے ندا دیں گے جسے ہر دُور والے اسی طرح سنیں گے جیسے قریب والے سنیں گے (اور اس وقت یہ فرمائیں گے کہ) میں بدلہ دینے والا ہوں، میں بادشاہ ہوں (آج) کسی دوزخی کے حق میں یہ نہ ہوگا کہ دوزخ میں چلا جاوے اور کسی جنتی پر اس کا ذرا بھی کوئی حق ہو جب تک کہ میں اس کا بدلہ نہ دلادوں اور (آج) کسی جنتی کے حق میں (بھی) یہ نہ ہوگا کہ جنت میں چلا جاوے اور کسی دوزخی پر اس کا ذرا بھی کوئی حق ہو جب تک کہ میں اس کا بدلہ نہ دلادوں حتیٰ کہ اگر ایک چپت بھی ظلماً ماردیا تھا تو اس کا بدلہ بھی دلادوں گا۔

راوی کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ بدلہ کیسے دلایا جائے گا حالانکہ ہم ننگے، بے ختنہ اور بالکل خالی ہاتھ ہوں گے؟ جواباً سرورِ عالم

---

[1] مسلم شریف

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نیکیوں اور برائیوں سے لین دین ہوگا۔[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے اپنے زرخرید غلام کو ظلماً ایک کوڑا بھی مارا تھا۔ قیامت کے روز اس کو بدلا دیا جائیگا۔[2]

والدین بھی حق چھوڑنے پر راضی نہ ہونگے

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (اگر) والدین کا اپنی اولاد پر قرض ہوگا تو جب قیامت کا دن ہوگا تو اپنی اولاد سے الجھ جائیں گے (کہ لا ہمارا قرض ادا کر) وہ جواب دے گا کہ میں تو تمہاری اولاد ہوں (وہ اس جواب کا کچھ اثر نہ لیں گے اور مطالبہ پورا کرنے پر اصرار کرتے رہیں گے۔ بلکہ یہ تمنا کریں گے کہ کاش اس پر ہمارا اور بھی زیادہ قرض ہوتا۔[3]

سب سے پہلے مدعی و مدعا علیہ

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے روز سب سے پہلے مدعی و مدعا علیہ دو پڑوسی ہوں گے۔[4]

جانوروں کے فیصلے

قیامت کے دن سب ہی کا حساب ہوگا ہر مظلوم کے حق میں انصاف ہوگا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] رواہ احمد باسناد حسن [2] الترغیب عن البزار والطبرانی [3] طبرانی وغیرہ [4] احمد

نے ارشاد فرمایا کہ تم ضرور بضرور حق والوں کو ان کے حق قیامت کے روز ادا کرو گے یہاں تک کہ بے سینگوں والی بکری کو جسے دنیا میں سینگوں والی بکری نے مارا تھا سینگوں والی بکری سے بدلہ دلایا جائے گا۔[1]

سورۂ نبا کے آخر میں ارشاد ہے۔

ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِ مَآبًا ۝ إِنَّا أَنْذَرْنَاكُمْ عَذَابًا قَرِيبًا يَوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ وَيَقُولُ الْكَافِرُ يَا لَيْتَنِي كُنْتُ تُرَابًا ۝

وہ دن یقینی ہے سو جس کا جی چاہے اپنے رب کے پاس ٹھکانا بنا رکھے۔ بیشک ہم نے تم کو ایک نزدیک آنے والے عذاب سے ڈرا دیا ہے جس دن ہر شخص اپنے اعمال کو دیکھ لے گا جو اس نے پہلے سے آگے بھیج رکھے تھے اور کافر کہے گا کاش میں مٹی ہو جاتا۔

درمنثور میں اس آیت کی تفسیر میں متعدد کتب حدیث کے حوالے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ قیامت کے روز ساری مخلوقات جمع کیجائیں گی چوپائے بھی اور درندے بھی زمین پر چلنے والے بھی اور پرندے بھی اور انکے علاوہ ہر چیز۔ اس وقت عدالت الٰہیہ سے جو فیصلے صادر ہونگے ان میں یہ بھی ہو گا کہ بے سینگوں والے جانور کو سینگوں والے جانور سے بدلہ دلایا جائیگا۔ پھر ان سے کہدیا جائیگا کہ مٹی ہو جاؤ (چنانچہ جانور مٹی ہو جائیں گے) اسوقت کافر کی زبان سے بڑی حسرت سے یہ نکلے گا کہ کاش میں مٹی ہوتا۔

مشہور مفسر حضرت مجاہدؒ نے فرمایا کہ جس جانور کے چونچ ماری گئی تھی اسے

---

[1] مسلم شریف

چونچ مارنے والے جانور سے، اور جب جانور کے لات ماری گئی تھی اسے لات مارنے والے جانور سے بدلہ دلایا جائیگا۔ یہ ماجرا انسانوں کے سامنے ہوگا جسے وہ دیکھتے رہیں گے اس کے بعد جانوروں سے کہہ دیا جائیگا کہ مٹی ہو جاؤ نہ تمہارے لئے جنت ہے نہ دوزخ ہے اس وقت کافر، جانوروں کی یہ خلاصی بلکہ عذاب ابدی سے بچنے کی کامیابی کو دیکھ کر ان پر رشک کریگا اور کہہ اٹھے گا کہ میں بھی مٹی ہو جاتا۔[1]

دنیا دار العمل، دار الفکر، دار المحن اور دار الحزن ہے اس دنیا میں جو شخص دنیا ہی کے لئے عمل اور محنت کریگا اور دنیا ہی کے رنج و فکر میں گھلے گا لامحالہ آخرت میں خالی ہاتھ پہنچے گا جس نے یہاں اپنے کو نہ صرف جانوروں سے اچھا بلکہ نیک بندوں سے بھی اچھا سمجھا اور اللہ و رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بات کو ٹھکرایا اور آخرت سے بے فکر رہا آخرت میں برباد اور بے آبرو ہوگا اور نہ صرف نیک بندے اس سے اچھے ثابت ہوں گے بلکہ جانور بھی نتیجہ کے طور پر اس سے اچھے رہیں گے۔ اور اس وقت انتہائی حسرت اور ناامیدی کے ساتھ پکار اٹھے گا کہ کاش میں بھی مٹی ہو جاتا۔ حساب نہ لیا جاتا دوزخ میں نہ گرتا۔ کاش زمین شق ہو جاتی اور میں ہمیشہ کیلئے زمین کا پیوند ہو جاتا جیسا کہ سورہ نسا میں فرمایا یَوْمَئِذٍ یَّوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰی بِهِمُ الْاَرْضُ ترجمہ: جن لوگوں نے کفر کیا اور رسول کی نافرمانی کی اس روز تمنا کریں گے کہ کاش ہم زمین کا پیوند ہو جاویں۔

برخلاف انکے کہ جن حضرات نے دنیا کو آخرت کے اعمال کی جگہ سمجھ کر وہاں کیلئے فکر کیا اور وہاں کی فکر میں گھلا وہ وہاں سرخرو ہونگے دنیا میں ان کا یہ حال تھا

---

[1] در منثور ۱۲

کہ خدا کے خوف سے کہتے تھے کہ کاش ہم مٹی ہوتے۔ کاش کوئی درخت ہوتے۔ کاش گھاس ہوتے الحاصل ایمان والے یہاں اپنے کو دوسری مخلوق سے کم سمجھ کر آخرت کی کامیابی حاصل کریں گے اور منکرین حق قیامت کے روز اپنے کو جانوروں سے بدتر یقین کریں گے اور ناکام ہوں گے۔ جَعَلَنَا اللّٰہُ مِنَ الصَّالِحِیْنَ وَحَشَرَنَا مَعَهُمْ (آمین)

مالکوں اور غلاموں کا انصاف

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آکر بیٹھ گیا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ بلاشبہ میرے کچھ غلام ہیں جو مجھ سے جھوٹ بولتے ہیں اور میری خیانت کرتے ہیں اور میری نافرمانی کرتے ہیں (یہ تو ان کی طرف سے ہے) اور میری طرف سے یہ ہے کہ ان کو گالیاں دیتا ہوں اور سزا میں مارتا بھی ہوں، اب مجھے آپ یہ بتائیں کہ آخرت میں میرا اور ان کا کیا معاملہ ہوگا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو تیرے غلاموں کی خیانت اور نافرمانی اور جھوٹ بولنے کا اور تیرے سزا دینے کا حساب ہوگا مگر تیری سزا ان کے قصوروں کے برابر ہوگی تو معاملہ برابر رہے گا نہ تجھے کچھ ان کی طرف سے ملے گا نہ تجھ پر کچھ بوجھ پڑے گا۔ اور اگر تیری سزا ان کی حرکتوں سے کم ہوگی تو ان کی حرکتوں کی زیادتی تیرے کام آئے گی اور تجھے ان سے بدلہ دلایا جائے گا اور اگر تیری سزا ان کی حرکتوں سے زیادہ ہوگی تو اس زیادہ سزا کا اُن کو تجھ سے بدلہ دلایا جائے گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ ارشاد نبوی سن کر وہ شخص

روتا اور چیختا ہوا وہاں سے ہٹ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کیا تو اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں پڑھتا جس میں تیرا معاملہ صاف مذکور ہے۔

وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ۔	اور ہم قیامت کے روز انصاف کی ترازو قائم کریں گے سو کسی پر ذرا سا بھی ظلم نہ ہوگا اور اگر کوئی عمل رائی کے دانہ کے برابر بھی ہوگا تو ہم اسے حاضر کریں گے اور ہم حساب لینے والے کافی ہیں۔

یہ سُن کر اُس شخص نے کہا یا رسول اللہؐ میں اپنے اور ان غلاموں کے حق میں اس سے بہتر کچھ نہیں سمجھتا کہ ان کو اپنے سے جدا کر دوں۔ آپ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ وہ سب آزاد ہیں[1]

جنات سے خطاب

جنات کو مخاطب کرکے بھی اللہ جل شانہٗ سوال فرمائیں گے جیسا کہ سورۂ انعام میں فرمایا۔

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ ۚ	اور جس دن اللہ ان سب کو جمع کرے گا اور فرمائے گا اے جنات کی جماعت تم نے انسانوں میں سے بڑی جماعت تابع کرلی تھی۔

آگے فرمایا۔

وَقَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَّبَلَغْنَآ	اور کہیں گے جنات کے دوست آدمیوں میں سے کہ اے ہمارے رب فائدہ اٹھایا ہم میں

---

[1] مشکوٰۃ شریف عن الترمذی باب الحساب والقصاص

اَجَلَنَا الَّذِیْٓ اَجَّلْتَ لَنَا۔	ایک نے دوسرے سے اور ہم پہونچ گئے اپنے اس مقررہ وقت کو جو آپ نے ہمارے لئے مقرر فرمایا۔

دنیا میں جو لوگ بت وغیرہ پوجتے ہیں وہ درحقیقت خبیث جنات وشیاطین ہی کی پوجا کرتے ہیں اس خیال سے کہ وہ ہمارے کام نکالیں گے ان کی نیازیں چڑھاتے ہیں اور ان کے گرد وپیش ناچتے اور گاتے بجاتے ہیں، نیز اہل جاہلیت کا یہ بھی قاعدہ تھا کہ آڑے وقت میں جنات سے مدد طلب کیا کرتے تھے جب آخرت میں جن اور ان کی پوجا کرنے والے پکڑے جائیں گے تو مشرکین کہیں گے کہ ہمارے پروردگار وہ تو ہم نے وقتی کارروائی کر لی تھی اور موت کا وعدہ آنے سے پہلے پہلے دنیاوی ضرورتوں کے لئے ہم ایک دوسرے سے کام نکالنے کی کچھ ترکیب کر لیا کرتے تھے۔

آگے فرمایا:۔

قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ حَكِیْمٌ عَلِیْمٌ ۝ وَكَذٰلِكَ نُوَلِّیْ بَعْضَ الظّٰلِمِیْنَ بَعْضًۢا بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ۝	اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوگا کہ دوزخ ہے تمہارا ٹھکانا! اس میں ہمیشہ رہوگے مگر ہاں جو اللہ چاہے بیشک تیرا رب حکیم اور علیم ہے اور اسی طرح ہم ساتھ ملا دیں گے گنہگاروں کو ایک دوسرے سے ان کے اعمال کے سبب۔

پھر آگے فرمایا:۔

عہ دوزخ کا عذاب کافروں کے لئے ہمیشہ ہے اللہ کے چاہنے سے اگر اللہ چاہے تو موقوف فرمائے لیکن اس کا فیصلہ ہو چکا کہ کافر ومشرک کی بخشش نہیں یہ لوگ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے پیغمبروں کے ذریعہ اس کی خبر دی جا چکی ہے۔

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ أَلَمْ	اے جنوں اور انسانوں کی جماعت کیا تمہارے
يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ	پاس تم میں سے رسول نہیں آئے تھے جو تم کو
آيَاتِي وَيُنذِرُونَكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ	میری آیتیں سناتے تھے اور اس دن کے پیش
هَٰذَا ۚ قَالُوا شَهِدْنَا عَلَىٰ أَنفُسِنَا	آنے سے ڈراتے تھے، جنات و انسان اقرار کرتے
وَغَرَّتْهُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَ	ہوئے عرض کریں گے کہ ہم نے اپنے گناہ کا اقرار
شَهِدُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ أَنَّهُمْ	کر لیا اور ان کو دنیا کی زندگی نے دھوکہ دیا۔
كَانُوا كَافِرِينَ ۔	اور اقراری ہوں گے کہ وہ کافر تھے۔

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ جنوں اور انسانوں سے اکٹھا خطاب اور سوال ہوگا کہ رسول تمہارے پاس پہنچے یا نہیں؟ سوال کے جواب میں جرم کا اقرار کریں گے اور یہ تسلیم کریں گے کہ ہاں رسول ہمارے پاس آئے تھے، در حقیقت ہم ہی مجرم ہیں۔ اس آیت میں ہے کہ اپنے کافر ہونے کا اقرار کریں گے۔ بعض آیات میں ہے کہ مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ (ہم مشرک نہ تھے) کہیں گے اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ پہلے انکار کریں گے اور پھر اعمال ناموں اور گواہیوں کے ذریعہ اقرار کرلیں گے اور یہ بھی انسان کا قاعدہ ہے کہ اول تو اقبال جرم سے انکار کرتا ہے پھر جب اس طرح جان چھوٹتی نظر نہیں آتی تو یہ سمجھ کر کہ شاید اقرار کرنے ہی سے خلاصی ہو جائے، اقرار کرلیتا ہے۔ لیکن وہاں کافر و مشرک کی خلاصی نہ ہوگی۔

اقبالِ جرم سے انکار پر گواہوں کے ذریعہ اثباتِ جرم

اعضاءِ بدن کی گواہی

انسان بڑا جھگڑالو ہے اور اس کی بحث کی طبیعت قیامت کے دن بھی اپنا رنگ دکھلائے گی اور خداوند قدوس سے بھی حجت کرے گا، اس وقت گواہوں کے ذریعہ اس کی حجت ختم کردی جائے گی، خود انسان کے اعضاء اس کے خلاف گواہی دیں گے، جیسا کہ سورۂ یٰسٓ میں فرمایا۔

اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۔	آج ہم ان کے مونہوں پر مہر لگادیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے کلام کریں گے اور ان کے پاؤں ان کے کاموں کی گواہی دیں گے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ اسی اثناء میں اچانک آپ کو ہنسی آگئی اور وہم سے، فرمایا کیا تم جانتے ہو میں کیوں ہنس رہا ہوں؟ ہم نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتے ہیں، فرمایا (قیامت کے روز) بندے جو اللہ سے سوال وجواب کریں گے اس منظر کو یاد کرکے مجھے ہنسی آگئی بندہ کہے گا کہ اے رب کیا آپ نے مجھے ظلم سے بچانے کا اعلان فرماکر مطمئن نہیں فرمایا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ ہاں میں نے یہ وعدہ کیا ہے! اس کے بعد بندہ کہے گا کہ میں اپنے معاملہ میں کسی کی گواہی نہ مانوں گا ہاں اگر میرے ہی اندر سے کوئی گواہی دیدے تو اعتبار کرسکتا ہوں، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ آج

اپنے بارے میں تیرا خود گواہ ہونا ہی کافی ہے اور کراماً کاتبین کی گواہی کافی ہے (آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے بعد اس کے منہ پر مہر لگادی جائے گی اور اللہ کی طرف سے اس کے اعضاء کو حکم ہوگا کہ بولو۔ چنانچہ اس کے اعضاء اس کے اعمال کو ظاہر کردیں گے یہ ماجرا دیکھ کر بندہ اپنے اعضاء سے کہے گا کہ دُور ہو! دُور ہو! تم ہی کو عذاب سے بچانے کے لئے تو میں بحث کر رہا تھا[1]

ایک حدیث میں ہے کہ اس کی ران اور گوشت اور ہڈیاں اس کے عمل کی گواہی دیں گے[2]

زمین کی گواہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آیت

يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا ۔ اس روز زمین اپنی خبریں بیان کردے گی۔

تلاوت فرما کر سوال فرمایا کیا تم جانتے ہو زمین کے خبر دینے کا کیا مطلب ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتے ہیں! آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمین کے خبر دینے کا یہ مطلب ہے کہ ہر مرد و عورت کے خلاف اس کے اعمال کی گواہی دے گی جو اس کی پشت پر کئے تھے۔ وہ کہے گی کہ اس نے مجھ پر فلاں فلاں روز فلاں فلاں عمل کیا تھا۔ یہ ہے زمین کا خبر دینا[3]

اعمالنامے قیامت کے روز اعمالنامے پیش کئے جائیں گے، کراماً کاتبین جو دنیا میں بندوں کے اعمال ضبط کرتے ہیں اعمالنامہ کی شکل میں

---

[1] مسلم شریف [2] مسلم شریف عن ابی ہریرۃ [3] مشکوٰۃ احمد و ترمذی

پیش کر دیئے جائیں گے، سورۂ جاثیہ میں فرمایا:

وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰٓى اِلٰى كِتٰبِهَا اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ

اور (اس روز) آپ ہر فرقہ کو دیکھیں گے کہ خوف کی وجہ سے زانو کے بل گرے پڑے ہوں گے۔ ہر فرقہ اپنے نامۂ اعمال کی طرف بلایا جائیگا (اور ان سے کہا جائے گا کہ آج تم کو تمہارے کاموں کا بدلہ دیا جائے گا یہ ہمارا دفتر ہے جو تمہارے مقابلہ میں ٹھیک ٹھیک بول رہا ہے اور ہم تمہارے اعمال کو لکھوالیا کرتے تھے۔

سورۂ بنی اسرائیل میں فرمایا:

وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا اِقْرَاْ كِتٰبَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ط

اور ہم نے ہر انسان کا عمل اس کے گلے کا ہار کر رکھا ہے اور قیامت کے دن ہم اس کا نامۂ اعمال نکال کر سامنے کر دیں گے جس کو وہ کھلا ہوا دیکھ لے گا اور اس سے کہیں گے، پڑھ لے اپنا اعمالنامہ آج تو خود اپنا حساب لینے والا کافی ہے۔

اعمالناموں میں سب کچھ ہوگا اور مجرمین خوفزدہ ہوکر حیرت اور حسرت کریں گے

اعمالناموں میں سب کچھ ہوگا اور بدعمل اعمالنامہ کو دیکھ کر سہم جائیں گے

اور جو بھی دنیا میں کیا تھا سب موجود پائیں گے سورۂ کہف میں ارشاد ہے:

وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ

اور نامۂ اعمال رکھ دیا جائے گا تو آپ مجرموں کو

مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰهَا وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ؀

دیکھیں گے کہ اس میں جو کچھ ہوگا اس سے ڈر رہے ہوں گے اور کہتے ہوں گے کہ ہائے ہماری کم بختی اس نامہ اعمال کی عجیب حالت ہے کہ بغیر قلم بند کئے ہوئے اس نے نہ کوئی چھوٹا گناہ چھوڑا نہ کوئی بڑا گناہ چھوڑا اور جو کچھ انہوں نے کیا سب کچھ موجود پائیں گے اور آپ کا رب کسی پر ظلم نہ کرے گا۔

اعمال ناموں کی تقسیم

ہر شخص کا اعمال نامہ اس کی سپرد کیا جائیگا جو لوگ نیک اور نجات پانے والے ہوں گے انکے اعمال نامے داہنے ہاتھ میں دیئے جائیں گے اور جو لوگ بدعمل اور دوزخ میں گرنے والے ہوں گے ان کے اعمال نامے بائیں ہاتھ میں اور پشت کے پیچھے سے دیئے جائیں گے۔

سورۂ انشقاق میں فرمایا۔

يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ ؀ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ؀ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ؀ وَّيَنْقَلِبُ اِلٰٓى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ؀ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ؀ فَسَوْفَ

اے انسان اپنے رب کے پاس پہونچنے تک کام میں کوشش کر رہا ہے پھر اس کام کی جزا سے تو ملیگا سو وہ شخص جسکا اعمال نامہ اس کے داہنے ہاتھ میں دیا گیا سو اس سے آسان حساب لیا جائیگا۔ اور وہ (حساب سے فارغ ہوکر) اپنے متعلقین کے پاس خوش خوش آئے گا اور

يَدْعُوْا ثُبُوْرًا وَّيَصْلٰى سَعِيْرًا ط اِنَّهٗ كَانَ فِيْٓ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ بَلٰٓى اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ بَصِيْرًا ط

جس شخص کا اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں اس کی پشت کے پیچھے سے دیا جائے گا سو وہ موت کو پکارے گا اور جہنم میں داخل ہوگا وہ دنیا میں اسکا یہ حال تھا کہ وہ آخرت سے بے فکر ہوکر اپنے اہل وعیال میں خوش خوش رہا کرتا تھا اور یہ خیال کر رکھا تھا کہ وہ اس کو خدا کی طرف لوٹنا نہیں ہے لوٹنا کیوں نہ ہوتا اس کا رب اس کو خوب دیکھتا تھا۔

جو شخص دنیا میں خوش خوش رہا دنیاوی زندگی کو اصل سمجھ کر اسی میں مست رہا اور آخرت کی ذرا فکر نہ کی اور آخرت کی باتوں کو جھوٹا سمجھا قیامت کے روز سخت مصیبت اور رنج وغم میں مبتلا ہوگا اس کے برعکس جو لوگ دنیا میں رہتے ہوئے آخرت کی فکر میں گھلے جاتے تھے اور مرنے کے بعد والے حالات کا انکو فکر لگا رہتا تھا وہ قیامت کے روز داہنے ہاتھ میں اعمال نامے کر خوب خوش ہوں گے بدعمل یہاں خوش ہیں اور نیک عمل وہاں خوش ہوں گے۔

اعمالنامے ملنے پر نیک بندوں کی انتہائی خوشی اور بداعمال کا انتہائی رنج

سورۂ حاقہ میں اس کی مزید توضیح وتشریح مذکور ہے چنانچہ ارشاد ہے:-

يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ

اس دن تم لوگ پیش کیے جاؤ گے اور تمہارا کوئی راز نہ چھپا رہے گا۔

اس کے بعد داہنے ہاتھ میں کتاب ملنے والوں کے بارے میں فرمایا:۔

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَيَقُوْلُ	سو جن کے داہنے ہاتھ میں کتاب دی جائے گی
هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ۚ اِنِّيْ	تو خوشی میں کہے گا یہ پڑھو میرا اعمالنامہ
ظَنَنْتُ اَنِّيْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ ۚ	میرا تو عقیدہ ہی تھا کہ بلا شبہ میرا حساب ملنا
فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۙ فِيْ جَنَّةٍ	ہے سو وہ شخص بڑی پسندیدہ زندگی میں ہو گا
عَالِيَةٍ ۙ قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ ۙ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا	بلند بہشت میں ہو گا جس کے میوے جھکے ہوئے
هَنِيْٓـًٔۢا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ ۚ	ہوں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ کھاؤ اور

پیو بے کھٹکے بسبب ان نیک کاموں کا جو تم نے گذشتہ دنوں میں پہلے سے آگے بھیجے تھے۔

داہنے ہاتھ میں اعمالنامہ کا ملنا نجات پانے اور مقبول ہونے کی علامت ہوگی ایسا شخص مارے خوشی کے ہر ایک کو دکھاتا پھرے گا کہ لو آؤ میرا اعمالنامہ پڑھو اور یہ بھی کہے گا کہ میں نے دنیا میں یہ سمجھ رکھا تھا کہ حساب درپیش ہوتا ہے اس خیال سے میں ڈرتا رہا اور فکر میں گھلتا رہا آج اس کا خوش کن نتیجہ دیکھ رہا ہوں

اسکے بعد بائیں ہاتھ میں کتاب ملنے والوں کی کیفیت کا اس طرح ذکر فرمایا:۔

وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ فَيَقُوْلُ	اور جس کے بائیں ہاتھ میں کتاب دی جائیگی
يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ ۚ وَلَمْ اَدْرِ	سو وہ کہے گا کہ کاش مجھے میرا اعمالنامہ نہ ملتا
مَا حِسَابِيَهْ ۚ يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ۚ	اور مجھے خبر ہی نہ ہوتی کہ میرا کیا حساب ہے۔
مَآ اَغْنٰى عَنِّيْ مَالِيَهْ ۚ هَلَكَ عَنِّيْ	کاش وہی موت میرا کام تمام کرنیوالی ہوتی
سُلْطٰنِيَهْ ۚ	(اور مجھے دوبارہ زندگی نہ ملتی) کچھ میرے کام
	نہ آیا میرا مال مجھ سے جاتی رہی میری حکومت۔

سورۂ انشقاق میں فرمایا کہ پشت کے پیچھے بدعملوں کو اعمالنامے دیئے جائیں گے۔ اور سورۂ حاقہ میں فرمایا کہ بدعملوں کو بائیں ہاتھ میں اعمالنامے دیئے جائیں گے، دونوں کو ملانے سے معلوم ہوتا ہے کہ بائیں ہاتھ میں جن کو اعمالنامے دیئے جائیں گے سو پیچھے سے دیئے جائیں گے، گویا فرشتے ان کی صورت دیکھنا پسند نہ کریں گے اور ممکن ہے کہ مشکیں بندھی ہوں اس لئے اعمال نامہ پشت کی طرف سے بائیں ہاتھ میں دینے کی نوبت آئے۔

اعمال کا وزن

اللہ رب العزت ہمیشہ سے ساری مخلوق کے اعمال سے واقف ہیں، اگر قیامت کے میدان میں صرف اپنی معلومات کی بنا پر اعمال کی جزا وسزا دیں تو ان کو اس کا بھی حق ہے لیکن میدان حشر میں ایسا نہ کیا جائے گا بلکہ بندوں کے سامنے ان کے اعمالنامے پیش کئے جائیں گے، وزن ہوگا، گواہیاں ہونگی مجرمین انکاری بھی ہوں گے اور دلیل سے جرم کا اثبات بھی کیا جائے گا تاکہ سزا بھگتنے والے یوں نہ کہہ سکیں کہ ہم کو ظلماً بلا وجہ عذاب میں ڈالا گیا۔

سورۂ انعام میں فرمایا۔

وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ فَمَنْ ثَقُلَتْ	اور تول اس دن ٹھیک ہوگی سو جن کی تولیں
مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ	بھاری پڑیں وہی لوگ بامراد ہوں گے اور
وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ	جن کی تولیں ہلکی پڑیں سو وہی ہیں جنہوں نے
الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوا	اپنا آپ نقصان کیا اس وجہ سے کہ وہ ہماری

بِاٰیٰتِنَا یَظْلِمُوْنَ ۔ آیتوں کا انکار کرتے تھے ۔

حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز اعمال تولنے کی ترازو رکھدی جائے گی اور وہ اسی قدر لمبی چوڑی ہوگی کہ اگر اس میں سارے آسمان و زمین رکھ کر وزن کئے جاویں تو سب اس میں آجائیں اس کو دیکھکر فرشتے بارگاہ خداوندی میں عرض کریں گے کہ یہ کس کے لئے تولے گی؟ اللہ جل شانہ فرمائیں گے کہ میں اپنی مخلوق میں سے جس کے لئے حساب کرنے کے واسطے تول قائم کردوں ۔ اس کے لئے یہ تولے گی یہ سن کر فرشتے عرض کریں گے کہ اے اللہ آپ پاک ہیں جیسا عبادت کا حق ہے ہم نے ایسی عبادت آپ کی نہیں کی[۱]

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا قیامت کے روز ترازو پر ایک فرشتہ مقرر ہوگا اعمال کا وزن کرنے کے لئے انسان اس ترازو کے پاس لائے جاتے رہیں گے جو آئے گا ترازو کے دونوں پلڑوں کے درمیان کھڑا کر دیا جائے گا پس اگر اس کے تول بھاری ہوئے تو وہ فرشتہ ایسی بلند آواز سے پکار کر اعلان کردے گا جسے ساری مخلوق سنے گی کہ فلاں ہمیشہ کے لئے سعادتمند ہوگیا اب کبھی اس کے بعد بدنصیب نہ ہوگا اور اگر اس کے تول ہلکے رہے تو وہ فرشتہ ایسی بلند آواز سے پکار کر اعلان کردے گا جسے ساری مخلوق سنے گی کہ

---

[۱] الترغیب والترہیب

فلاں ہمیشہ کے لئے نامراد ہوگیا اب کبھی اس کے بعد خوش نصیب نہ ہوگا۔[1]

حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ موضح القرآن میں لکھتے ہیں کہ ہر شخص کے عمل وزن کے موافق لکھے جاتے ہیں ایک ہی کام ہے اگر اخلاص و محبت سے حکم شرعی کے موافق کیا گیا اور برمحل کیا تو اس کا وزن بڑھ گیا اور دکھاوے کو یا رسم کو کیا یا موافق حکم نہ کیا یا ٹھکانے پر نہ کیا تو وزن گھٹ لیا آخرت میں وہ کاغذ تلیں گے جس کے نیک کام بھاری ہوئے تو برائیوں سے درگذر ہوا اور جس کے نیک کام ہلکے ہوئے تو پکڑا گیا۔

بعض علماء کا کہنا ہے کہ قیامت کے روز اعمال کو جسم دے کر حاضر کیا جائیگا اور یہ جسم تلیں گے اور ان جسموں کے وزنوں کے ہلکا یا بھاری ہونے پر فیصلے ہوں گے کاغذوں کا تلنا یا اعمال کو جسم دے کر تولا جانا کچھ بعید نہیں ہے اور اعمال کو بغیر وزن دیئے یوں ہی تول دینا بھی قادر مطلق کی قدرت سے باہر نہیں ہے۔

آج جب کہ سائنس کا دور ہے اور ایجادات روز افزوں ترقی پر ہیں اعمال کا تول میں آجانا بالکل سمجھ میں آجاتا ہے یہ عاجز بندے جن کو اللہ جل جلالہٗ وعم نوالہٗ نے تھوڑی سی سمجھ دی ہے تھرمامیٹر کے ذریعہ جسم کی حرارت کی مقدار بتا دیتے ہیں اور اسی طرح کے بہت سے آلات ہیں جو اجسام کے علاوہ دوسری چیزوں کی مقدار معلوم کرنے کے لئے بنائے گئے ہیں تو اس وحدہٗ لاشریک کی قدرت سے یہ کیسے باہر ہو جائے کہ عمل تول میں نہ آسکیں گے اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ اعمال تو حسی وجود نہیں رکھتے اور وجود میں آنے کے ساتھ ہی فنا ہوتے رہتے ہیں

---

[1] الترغیب والترہیب

پھر ان کا آخرت میں جمع ہونا اور تولا جانا کیا معنی رکھتا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جس طرح تقریروں کا ریکارڈ کر لیا جاتا ہے اور وہ ریڈیو اسٹیشن سے نشر ہوتی رہتی ہیں، حالانکہ بند کمرہ میں جب مقرر تقریر کرتا ہے تو ایک دم آن کی آن میں سب نہیں کہہ دیتا بلکہ ایک ایک حرف ادا کرتا ہے اور جب ایک حرف زبان سے نکل کر ختم ہو جاتا ہے تب دوسرا حرف ادا ہوتا ہے اس کے باوجود بھی ساری تقریر محفوظ ہو جاتی ہے تو جب کہ اللہ جل جلالہ نے اپنے بندوں کو الفاظ و کلمات کو گرفت میں لا کر اکٹھا کرنے اور ریکارڈ میں لانے کی طاقت دی ہے تو وہ خود اس پر کیونکر قادر نہ ہوگا کہ اپنی مخلوق کے اعمال و افعال کا مکمل ریکارڈ تیار رکھے جس میں سے ایک ذرہ اور شوشہ بھی غائب نہ ہو اور حتی طور پر قیامت کے روز ان کا وزن سب کے سامنے عیاں اور ظاہر ہو جائے۔

لِيَجْزِيَ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ إِنَّ اللّٰهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ط

ایک بندہ کے اعمال کا وزن

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ قیامت کے روز ساری مخلوق کے سامنے اللہ تعالیٰ میرے ایک امتی کو پورے مجمع سے علیحدہ کر کے اس کے سامنے ننانوے دفتر کھول دیں گے ہر دفتر وہاں تک ہوگا جہاں تک نظر پہنچے (ان دفتروں میں صرف گناہ ہوں گے) اس کے بعد اللہ جل شانہٗ اس سے سوال فرمائیں گے کہ کیا تو ان اعمال ناموں میں سے کسی چیز کا انکار کرتا ہے کیا میرے (مقرر کردہ) لکھنے والوں نے تجھ پر کوئی ظلم کیا ہے؟ (کہ کوئی گناہ

کئے بغیر لکھ لیا ہو یا کرنے سے زیادہ گناہ درج کر دیئے ہوں، وہ عرض کریگا کہ اے پروردگار نہیں (نہ انکار ہے نہ ظلم کا دعویٰ ہے) اس کے بعد اللہ جل شانہٗ سوال فرمائیں گے کہ کیا تیرے پاس ان بداعمالیوں کا کوئی عذر ہے؟ وہ عرض کرے گا کہ اے پروردگار میرے پاس کوئی عذر نہیں!

اس کے بعد ارشاد ربانی ہوگا کہ ہاں بیشک تیری ایک نیکی ہمارے پاس محفوظ ہے (وہ بھی تیرے سامنے آتی ہے) اس کے بعد ایک پرزہ نکالا جائیگا جس میں اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ لکھا ہوگا اور اس بندہ سے فرمایا جائے گا کہ جا اپنے اعمال کا وزن ہوتا دیکھ لے وہ بندہ عرض کرے گا کہ یارب! (تولنا نہ تولنا برابر ہے میری ہلاکت ظاہر ہے، کیونکہ) ان دفتروں کی موجودگی میں اس پرزہ کی کیا حقیقت ہے؟ اللہ جل شانہٗ فرمائیں گے کہ یقین جان! تجھ پر آج ظلم نہ ہوگا (تولنا لازمی ہے) چنانچہ وہ سارے دفتر میزانِ عدل کے ایک پلڑہ میں اور وہ پرزہ دوسرے پلڑہ میں رکھدیا جائے گا اور (نتیجہ کے طور پر) وہ دفتر ہلکے رہ جائیں گے اور وہ پرزہ (ان سب دفتروں سے) بھاری نکلے گا۔ اس کے بعد سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بات دراصل یہ ہے کہ اللہ کے نام کی موجودگی میں کوئی چیز وزنی نہ ہوسکے گی۔[۱][۲]

---

[۱] توضح لی فی معنی ہذا الحدیث احتمال وھو ان ہذا انما یکون لبعض من اقترف فی زمن کفرہ فسادا کبیرا وآثاما کثیرا ثم آمن واسلم بصمیم قلبہ ومات قبل ان یعمل خیرا وشرا فیوتی بہ یوم القیامۃ علی رؤس الخلائق لیعلم الکفار انہم ظلموا انفسہم حیث لم یقولوا ہذہ الکلمۃ باخلاص من قلب ولو قالوا لکانت اعمالہم السیئۃ مغفورۃ الیوم عند اللہ عز وجل ۱۲

[۲] ترمذی ابن ماجہ

یہ اخلاص اور خشوع قلب اور اللہ تعالیٰ سے محبت و تعلق کے ساتھ پڑھنے کی برکت ہے، اللہ کا نام لینا بھی اسی وقت نیکی بنتا ہے جب کہ خلوص کے ساتھ پڑھا جاوے، یہود کا فر بھی بعض مرتبہ کلمہ پڑھ دیتے ہیں لیکن ان کا یہ نام الٰہی خالی زبان سے لینا آخرت میں ان کو نجات نہ دلائے گا، ایمان بھی ہو اخلاص بھی تب ہی نیکی میں جان پڑتی ہے اور وزن دار بنتی ہے۔

سب سے زیادہ وزنی عمل

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ سب سے زیادہ وزنی چیز جو قیامت کے دن مومن کی ترازو میں رکھی جائے گی وہ اچھے اخلاق ہوں گے پھر فرمایا کہ بلاشبہ اللہ فحش اور بے حیائی والے سے بغض رکھتے ہیں[1]

کفار کی نیکیاں بے وزن ہونگی

سورۂ کہف کے آخری رکوع میں ارشاد ہے:۔

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا	آپ فرما دیجئے کیا ہم تم کو ایسے لوگ بتائیں جو
الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا	اعمال کے اعتبار سے بڑے گھاٹے میں ہیں (یہ)
وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ	وہ لوگ ہیں جن کی کوشش اکارت گئی دنیاوی
صُنْعًا أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا	زندگی میں اور وہ سمجھتے رہے کہ خوب بناتے ہیں
بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ	کام (یہ) وہی ہیں جو منکر ہوئے اپنے رب کی
فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا	آیتوں کے اور اس کی ملاقات کے سو اکارت

گئے ان کے عمل پس ہم قیامت کے دن ان کے لئے تول قائم نہ کریں گے۔

---

[1] مشکوٰۃ شریف

یعنی سب سے زیادہ ٹوٹے اور خسارہ والے حقیقت میں وہ لوگ ہیں جنھوں نے برسہا برس دنیا میں گذارے اور محنت و کوشش کرکے نفع کماتے رہے اور دنیا جوڑ کر خوش ہوئے اور یہ یقین کرتے رہے کہ ہم بڑے کامیاب اور بامراد ہیں۔ کل ہزار پتی تھے آج لکھ پتی ہو گئے، پچھلے سال میونسپل بورڈ کے ممبر تھے اس الیکشن میں ممبر پارلیمنٹ بن گئے، غرض کہ اسی پھیر میں زندگی گذاری اللہ کو نہ مانا اس کی آیتوں کا انکار کیا قیامت کے دن اللہ کے سامنے حاضری کو جھٹلایا مرنے کے بعد کیا بنے گا اس کو کبھی نہ سوچا محض دنیا کی ترقیات اور مادی کامیابیوں کو بڑی معراج سمجھتے رہے، جب قیامت کے روز حاضر ہوں گے تو کفر اور حب دنیا اور دنیا کی کوشش ہی ان کے اعمال ناموں میں ہوں گی، وہاں یہ چیزیں بے وزن ہوں گی اور دوزخ میں جانا پڑے گا اس وقت آنکھیں کھلیں گی کہ کامیابی کیا ہے؟

یہود و نصاریٰ اور مشرکین و کفار جو دنیا کی زندگی میں اپنے خیال میں نیک کام کرتے ہیں مثلاً پانی پلانے کے لئے جگہ کا انتظام کرتے ہیں اور مجبور کی مدد کر گذرتے ہیں یا اللہ کے ناموں کا ورد رکھتے ہیں اِلیٰ غَیْرِ ذٰلِکَ اس قسم کے کام بھی آخرت میں ان کو نجات نہ دلائیں گے، سادھو اور راہب جو بڑی بڑی ریاضتیں کرتے ہیں اور مجاہدہ کرکے نفس کو مارتے ہیں اور یہود و نصاریٰ کے راہب اور پادری جو نیکی کے خیال سے شادی نہیں کرتے اس قسم کے تمام افعال بے سود ہیں آخرت میں کفر کی وجہ سے کچھ نہ پائیں گے، کافر کی نیکیاں مردہ ہیں وہ قیامت کے روز نیکیوں سے خالی ہاتھ ہوں گے، سورۂ ابراہیم میں ارشاد ہے۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰى شَيْءٍ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ؕ

یعنی ان کافروں کو اگر اپنی نجات کے متعلق یہ خیال ہو کہ ہمارے اعمال ہم کو نفع دیں گے تو اس کے متعلق سن لو کہ جو لوگ اپنے پروردگار کے ساتھ کفر کرتے ہیں ان کی حالت باعتبار عمل کے یہ ہے کہ جیسے کچھ راکھ ہو جسے تیز آندھی کے دن میں تیزی کے ساتھ ہوا اڑا لے جائے (کہ اس صورت میں اس راکھ کا نام ونشان نہ رہے گا اسی طرح) ان لوگوں نے جو عمل کئے تھے ان کا کوئی حصہ ان کو حاصل نہ ہوگا (بلکہ راکھ کی طرح سب ضائع و برباد ہو جائیں گے۔ اور کفر و گناہ ہی قیامت کے روز ساتھ ہوں گے) یہ بڑے دور دراز کی گمراہی ہے (کہ گمان تو یہ ہو کہ ہمارے عمل نافع ہوں گے اور پھر ضرورت کے وقت کچھ کام بھی نہ آئیں گے)[1]

صاحب تفسیر مظہری فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ؕ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کافروں کے اعمال کا کوئی اعتبار یا قدر ومنزلت نہ ہوگی پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل فرمایا ہے (جو اس کتاب میں پہلے گذر بھی چکا ہے) کہ (قیامت کے دن) بعض آدمی بھاری بھرکم (پوزیشن کے اعتبار سے یا جسامت کے لحاظ سے) موٹے تازے آئیں گے جن کا وزن[2] اللہ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی نہ ہوگا اس کے بعد سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (میری تائید کے لئے) تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا

---

[1] بیان القرآن مع زیادۃ التوضیح والتفہیم ۱۲ [2] وہ لیو اور پوزیشن للان الاجسام لا توزن ۱۲

پھر صاحب تفسیر مظہری آیت کے ان الفاظ کی دوسری تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یا یہ معنی ہیں کہ ان (کافروں) کے لئے ترازو نصیب بھی نہ کی جائے گی اور تولنے کا معاملہ ان کے ساتھ ہونا ہی نہیں کیونکہ ان کے (نیک) عمل وہاں اکارت ہو جائیں گے لہٰذا سیدھے دوزخ میں ڈال دیئے جائیں گے آیت کے الفاظ مذکورہ کا تیسرا معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں یا یہ معنی ہیں کہ کفار اپنے جن اعمال کو نیک سمجھتے ہیں قیامت کی ترازو میں ان کا کچھ وزن نہ نکلے گا کیونکہ وہاں اسی نیک کام میں وزن ہوگا جو ایمان کی دولت سے مشرف ہوتے ہوئے اخلاص کے ساتھ (اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے) دنیا میں کیا گیا تھا۔

اس کے بعد علامہ سیوطیؒ سے نقل فرماتے ہیں کہ اہل علم کا اس میں اختلاف ہے کہ مومنین کے اعمال کا صرف وزن ہوگا یا کافروں کے اعمال بھی تولے جائیں گے۔ ایک جماعت کا کہنا ہے کہ صرف مومنین کے اعمال تولے جائیں گے کیونکہ کافروں کی نیکیاں تو اکارت ہو جائیں گی پھر جب نیکی کے پلڑہ میں رکھنے کے لئے کچھ نہ رہا تو ایک پلڑہ کیا تولا جائے؟ اس جماعت نے فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا سے استدلال کیا ہے دوسری جماعت کہتی ہے کہ کفار کے اعمال بھی تولے جائیں گے (لیکن وہ بے وزن نکلیں گے) ان کا استدلال آیت وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ط سے ہے جس کا ترجمہ یہ ہے "اور جن کی تول ہلکی نکلی سو یہ وہ لوگ ہیں جو ہار بیٹھے اپنی جان یہ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے" استدلال هُمْ فِيْهَا

سورۂ مومنون (پارہ ۱۸) ۱۴

خالدُ وزن ہ سے ہے مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں ہلکی تول نکلنے والوں کے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے اس سے معلوم ہوا کہ کافروں کے اعمال بھی تولے جائیں گے کیونکہ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ مومن کوئی بھی دوزخ میں ہمیشہ نہ رہے گا اس کے بعد صاحب تفسیر مظہری علامہ قرطبی کا قول نقل فرماتے ہیں کہ ہر ایک کے اعمال نہیں تولے جائیں گے بلکہ اس میں تفصیل ہے اور وہ یہ کہ جو لوگ بغیر حساب جنت میں جائیں گے یا جن کو دوزخ میں بغیر حساب میدان حشر قائم ہوتے ہی جانا ہوگا ان دونوں جماعتوں کے اعمال نہ تولے جائیں گے اور ان کے علاوہ باقی مومنین وکفار کے اعمال کا وزن ہوگا، صاحب تفسیر مظہری اس کے بعد فرماتے ہیں کہ علامہ قرطبی کا یہ ارشاد دونوں جماعتوں کے مسلکوں اور دونوں آیتوں (آیت سورہ کہف اور آیت سورہ مومنون) کے مطالب کو جمع کر دیتا ہے۔

حضرت حکیم الامۃ قدس سرہٗ (بیان القرآن میں) سورۂ اعراف کے شروع میں بعد ایک تمہید مفید کے ارشاد فرماتے ہیں کہ "پس اس میزان میں ایمان وکفر بھی وزن کیا جائے گا اور اس وزن میں ایک پلہ خالی رہے گا اور ایک پلہ میں اگر وہ مومن ہے تو ایمان اور اگر کافر ہے تو کفر رکھا جائے گا جب اس تول سے مومن وکافر متمیز ہو جائیں گے (تو) پھر خاص مومنین کے لئے ایک پلہ میں ان کے حسنات[1] اور دوسرے پلہ میں ان کے سیئات[2] رکھ کر ان اعمال کا وزن ہوگا اور جیسا کہ در منثور میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے

---

[1] نیکیاں۔ [2] گناہ

مروی ہے کہ اگر حسنات غالب ہوئے تو جنت اور اگر سیئات غالب ہوئے تو دوزخ اور اگر دونوں برابر ہوئے تو اعراف تجویز ہوگی پھر خواہ شفاعت سے قبل سزا یا سزا کے بعد مغفرت ہو جائے گی۔ اور دوزخ والے اور اعراف والے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

اللہ کی رحمت سے بخشے جائیں گے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہرگز کوئی جنت میں اللہ کی رحمت کے بغیر داخل نہ ہوگا؟ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ آپ بھی اللہ کی رحمت کے بغیر جنت میں نہ جائیں گے؟ اس کے جواب میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک سر پر رکھ کر فرمایا اور میں بھی داخل جنت نہ ہوں گا الا یہ کہ اللہ مجھے اپنی رحمت میں ڈھانپ لیوے[1]

اس حدیث مبارک میں اعمال صالحہ کرنے والوں کو اور خصوصاً ان عابدوں اور زاہدوں اور ذاکروں اور مجاہدوں کو تنبیہ فرمائی گئی ہے جو ہمہ وقت خیر اور نیکی میں مشغول رہتے ہیں کہ اپنے عمل پر ناز نہ کریں اور نہ سمجھیں کہ ہم جنت کے حقدار واجبی طور پر ہو چکے بلکہ چاہیے کہ اپنے اعمال کو ہیچ سمجھتے رہیں اور ڈرتے رہیں کہ شاید قبول نہ ہوں، اگر اللہ رب العزت اعمال قبول نہ فرمائیں تو کسی کا ان پر کیا جبر ہے؟ جو نیک عمل لوگ کرتے ہیں ان کو قبول فرما کر ثواب سے نوازیں اور جنت میں داخل فرمائیں یہ ان کی محض رحمت ہے، ان کی اونے

---

[1] الترغیب والترہیب

مروی ہے کہ اگر حسنات غالب ہوئے تو جنت اور اگر سیئات غالب ہوئے تو دوزخ اور اگر دونوں برابر ہوئے تو اعراف تجویز ہوگی پھر خواہ شفاعت سے قبل سزا یا سزا کے بعد مغفرت ہو جائے گی (اور دوزخ والے اور اعراف والے جنت میں داخل ہو جائیں گے)

اللہ کی رحمت سے بخشے جائیں گے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰے عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہرگز کوئی جنت میں اللہ کی رحمت کے بغیر داخل نہ ہوگا ؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم نے سوال کیا کہ یارسول اللہ آپ بھی اللہ کی رحمت کے بغیر جنت میں نہ جائیں گے ؟ اس کے جواب میں سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک سر پر رکھ کر فرمایا اور میں بھی داخل جنت ہوں گا الا یہ کہ اللہ مجھے اپنی رحمت میں ڈھانپ لیوے۔[1]

اس حدیث مبارک میں، اعمال صالحہ کرنے والوں کو اور خصوصاً ان عابدوں اور زاہدوں اور ذاکروں اور مجاہدوں کو تنبیہہ فرمائی گئی ہے جو ہمہ وقت خیر اور نیکی میں مشغول رہتے ہیں کہ اپنے عمل پر ناز نہ کریں اور نہ سمجھیں کہ ہم جنت کے حقدار واجبی طور پر ہو چکے بلکہ چاہیے کہ اپنے اعمال کو ہیچ سمجھتے رہیں اور ڈرتے رہیں کہ شاید قبول نہ ہوں، اگر اللہ رب العزت اعمال قبول نہ فرمائیں تو کسی کا ان پر کیا جبر ہے ؟ جو نیک عمل لوگ کرتے ہیں ان کو قبول فرما کر ثواب سے نوازیں اور جنت میں داخل فرمائیں یہ ان کی محض رحمت ہے، ان کی دَنے

---

[1] الترغیب والترہیب

نعمت کا بدل بھی ساری عمر کے اعمال نہیں ہو سکتے ہیں، جیسا کہ نعمتوں کے سوال کے سلسلہ میں روایت گذر چکی ہے، جب آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی بھی اللہ کی رحمت کے بغیر داخل جنت نہ ہوگا تو صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے یہ سمجھ کر کہ آپ تو اللہ تعالیٰ کے حکموں پر پوری طرح قائم ہیں اور سخت محنت اور مجاہدہ عبادت اور تبلیغ کے لئے برداشت کرتے ہیں اور آپ کے کسی بھی عمل میں ذرا کھوٹ کا احتمال بھی نہیں ہوسکتا تو یہ تشریح چاہی کہ آپ جنت میں اعمال کی وجہ سے جاسکیں گے یا نہیں آپ نے صاف فرما دیا کہ میں بھی رحمت الٰہی کا محتاج ہوں اس کی رحمت کے بغیر جنت میں نہ جاؤں گا، ہیں تو آپ اللہ کے بندے ہی آخر آپ کیوں محتاج رحمت نہ ہوں ہوں گے، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر بے انتہا رحمت و رضوان کی بارشیں ہوں جنھوں نے سوالات کرکے بعد میں آنے والوں کے واسطے اچھی طرح دین سمجھنے کے لئے ارشادات نبویہ کا ذخیرہ مہیا کرلیا اور پھر اس کو بعد والوں کے سپرد کر گئے، جو لوگ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خدائی اختیارات دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ جو لینا ہے لے لیں گے محمد سے۔ اس حدیث مبارک کو غور سے پڑھیں۔

ہر ایک پشیمان ہوگا

حضرت محمد بن ابی عمیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ اگر کوئی بندہ پیدائش کے دن سے موت آنے تک اللہ کی طاعت میں چہرے کے بل گرا پڑا رہے تو وہ قیامت کے روز اس سارے عمل کو حقیر

سمجھے گا اور یہ تمنا کرے گا کہ اس کو دنیا کی طرف واپس کر دیا جائے تاکہ اور زیادہ اجر و ثواب و اعمال صالحہ کرکے، حاصل کرے[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے جس کو بھی موت آئیگی ضرور پشیمان ہوگا۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ کس چیز کی پشیمانی ہوگی فرمایا اگر اچھے عمل کرنے والا تھا تو یوں سوچ کر پشیمان ہوگا کہ اور عمل کرلیتا تو کیا اچھا ہوتا اور اگر برے عمل کرنے والا تھا تو یوں سوچے گا کہ کاش میں برائیوں سے اپنی جان کو بچائے رکھتا[2]

شفاعت

قیامت میں شفاعت بھی اللہ جل شانہٗ قبول فرمائیں گے اور اس سے ایمان والوں کو بڑا نفع پہونچے گا آں حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ قیامت کے روز تین گروہ شفاعت کریں گے (۱) انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام (۲) پھر علماء (۳) پھر شہداء[3] لیکن شفاعت وہی کرسکے گا جسے اللہ رب العزت کی طرف سے شفاعت کرنے کی اجازت ہوگی جیسا کہ آیت الکرسی میں فرمایا۔

مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ — کون ہے جو اس کی بارگاہ میں شفاعت کرے بغیر اس کی اجازت کے۔

---

[1] احمد [2] ترمذی شریف [3] ابن ماجہ

اور سورۂ طٰہٰ میں فرمایا ہے۔

يَوْمَئِذٍ لَّا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا ۝

اس روز سفارش نفع نہ دے گی مگر ایسے شخص کو جس کے واسطے اللہ نے اجازت دیدی ہو اور اس کے واسطے بولنا پسند کرلیا ہو۔

جس کو اللہ جل شانہ کی طرف سے شفاعت کی اجازت ہوگی وہی شفاعت کر سکے گا اور جس کے لئے شفاعت کی اجازت ہوگی اسی کے بارے میں شفاعت کرنے والے شفاعت کرنے کی جرأت کریں گے۔

کافروں کے حق میں شفاعت کرنے کی اجازت نہ ہوگی اور نہ کوئی ان کا دوست اور سفارشی ہوگا، ارشاد ربانی ہے۔

مَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ حَمِيمٍ وَلَا شَفِيعٍ يُطَاعُ ۝ (مومن پ ۲۴)

ظالموں کا نہ کوئی دوست ہوگا اور نہ کوئی سفارشی جس کا کہا مانا جائے۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ قیامت کے دن پانچ طرح کی شفاعتیں ہوں گی سب سے پہلی شفاعت میدان حشر میں جمع ہونے کے بعد حساب کتاب شروع کرانے کے لئے جس کا ذکر تفصیل سے گذر چکا ہے، تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اللہ کی جناب میں شفاعت کرنے سے انکار کردیں گے اور آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم تمام اولین و آخرین مسلمین و کافرین کے لئے شفاعت فرمائیں گے دوسری شفاعت بہت سے مومنین کو جنت میں بغیر حساب داخل کرانے کے بارے میں ہوگی، یہ سفارش بھی آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرمائیں گے تیسری شفاعت ان لوگوں کے لئے ہوگی جو

بداعمالیوں کی وجہ سے دوزخ کے مستحق ہوچکے ہوں گے یہ شفاعت آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم بھی فرمائیں گے اور آپ کے علاوہ مومنین اور شہداء علماء بھی ان کی شفاعت کریں گے چوتھی شفاعت ان گنہگاروں کے بارے میں ہوگی جو دوزخ میں داخل ہوچکے ہوں گے ان کو دوزخ سے نکالنے کے لئے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور فرشتے شفاعت کریں گے پانچویں شفاعت جنتیوں کے درجے بلند کرانے کے لئے ہوگی۔

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ آں حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے رب کے پاس سے ایک قاصد لے کر (رب تعالیٰ شانہٗ کی طرف سے) مجھے یہ پیغام دیا کہ یا تو میں اس بات کو اختیار کرلوں کہ میری آدھی امت (بلا حساب وعذاب) جنت میں داخل ہوجائے یا اس کو اختیار کرلوں کہ (اپنی امت میں سے جس کے لئے بھی چاہوں) شفاعت کرسکوں، لہٰذا میں نے شفاعت کو اختیار کرلیا اور یہ میری شفاعت ان لوگوں کے لئے ہوگی جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے[1]

چونکہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امت کا زیادہ نفع اسی میں سمجھا کہ ہر شخص کے لئے شفاعت کرنے کا حق لے لیں اس لئے آپ نے اسی کو اختیار فرمایا[2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر نبی کو ایک مقبول

---

[1] مشکوٰۃ شریف [2] قفی روایۃ فاخترت الشفاعۃ لانہا اعم واکفی

دعا دی گئی ہے پس ہر نبیؐ نے دنیا ہی میں وہ دعا مانگ کر قبول کرالی اور میں نے اس دعا کو دنیا میں مانگ کر ختم نہیں کر دی بلکہ اس دعا کو قیامت کے دن تک کے لئے چھپا رکھی ہے تاکہ اس روز اپنی امت کی شفاعت میں اس کو کام میں لاؤں۔ پس میری شفاعت انشاء اللہ میرے ہر اس امتی کو ضرور پہونچے گی جو اس حال میں مرگیا ہو کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا تھا۔ [1]

اس حدیث مبارک کے انداز بیان سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہٗ کی یہ عادت تھی کہ ہر نبی کو خصوصی طور پر یہ اختیار دیتے تھے کہ ایک دعا ضرور ہی قبول ہوگی خواہ کچھ ہی مانگ لیں یوں تو انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسّلام مستجاب الدعوات ہوتے ہی تھے لیکن خصوصی اعزاز کے لئے اللہ جل شانہٗ نے ہر نبی کو اختیار دیا کہ ایک مرتبہ تم جو چاہو مانگ لو۔ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ خصوصی دعا ہر نبی نے دنیا ہی میں مانگ لی میں نے یہاں نہیں مانگی بلکہ روز قیامت کے لئے رکھ چھوڑی ہے اسے اپنی امت کی شفاعت کے لئے استعمال کروں گا۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے اس قبلہ کو ماننے والوں میں سے اس قدر کثیر تعداد دوزخ میں داخل ہوگی کہ جس کا علم اللہ ہی کو ہے (اور یہ دوزخ کا داخلہ) بوجہ اللہ کی نافرمانیوں اور نافرمانیوں پر جرأت کرنے اور اللہ کے حکم کے خلاف چلنے کی وجہ سے ہوگا۔

---

[1] مسلم شریف

پس میں سجدہ میں پڑ کر اللہ کی تعریف میں لگ جاؤں گا جیسا کہ کھڑے ہو کر اس کی تعریف بیان کر دوں گا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوگا کہ اپنا سر اٹھاؤ اور سوال کرو تمہارا سوال پورا کیا جائے گا اور شفاعت کرو تمہاری شفاعت مانی جائے گی [1]

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنی امت کے لئے شفاعت کرتا ہی رہوں گا اور اللہ میری شفاعت قبول فرماتے رہیں گے حتیٰ کہ میرا رب تبارک وتعالیٰ مجھ سے پوچھے گا کہ اے محمدؐ کیا راضی ہو گئے میں عرض کروں گا کہ اے رب میں راضی ہو گیا [2]

سه قرئنا فی الضحیٰ ولسوف یرضی　　فسر قلوبنا ذاك العطاء

وحاشا یا رسول اللہ ترضی　　وفینا من یعذب او یساء

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آں حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نبیوں کے لئے (قیامت کے روز) نور کے منبر رکھدیئے جائیں گے جن پر وہ تشریف فرما ہوں گے اور میرا منبر خالی رہے گا۔ میں اس پر اس ڈر سے نہ بیٹھوں گا کہ کہیں جنت میں مجھے نہ بھیجدیا جائے اور میرے بعد میری امت (شفاعت سے محروم) نہ رہ جائے میں عرض کروں گا کہ اے رب میری اُمت! میری اُمت! اللہ جل شانہ فرمائیں گے کہ اے محمدؐ تم اپنی امت کے بارے میں مجھ سے کیا چاہتے ہو؟ میں

---

[1] ترغیب وترہیب [2] ایضاً

عرض کروں گا کہ ان کا حساب جلدی کر دیا جائے چنانچہ امت کو بلا کر ان کا حساب شروع ہو جائے گا نتیجہ کے طور پر کچھ تو ان میں سے اللہ کی رحمت سے اور کچھ میری شفاعت سے جنت میں داخل ہوں گے، میں سفارش کرتا ہی رہوں گا حتیٰ کہ جو لوگ دوزخ میں بھیج دیئے گئے ہوں گے ان کے نکالنے کے لئے بھی (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) مجھے (ان کے درج شدہ ناموں کی) ایک کتاب دیدی جائے گی حتیٰ کہ (مالک علیہ السلام) داروغۂ دوزخ مجھ سے کہیں گے کہ آپ نے اپنی امت میں سے کسی کو بھی اللہ کے غصہ کے لئے نہیں چھوڑا جو عذاب میں مبتلا رہا چلا جاتا (بلکہ سب کو نکلوالیا) [1]

تشریح

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت ضرور ہوگی اور حدیثوں میں جو جو کچھ آیا ہے سب حق اور درست ہے لیکن شفاعت کے بھروسہ پر عمل نیک نہ کرنا اور گناہوں میں مبتلا رہنا بڑی نادانی ہے یہ تو شفاعت کی حدیثوں سے ہی معلوم ہوا اور آئندہ آنیوالی حدیثوں سے بھی یہ بات صاف طور پر واضح ہوگی کہ اس امت کے آدمی بہت بڑی بھاری تعداد میں دوزخ میں جائیں گے دوزخ میں جانے اور پھر کتنے عرصہ عذاب بھگتنے کے بعد شفاعت سے نکلنا ہوگا، اب کون سا گنہ گار اور نیک عمل سے خالی یہ کہہ سکتا ہے کہ میں دوزخ میں ہرگز نہ جاؤں گا اور بلا عذاب و حساب جنت میں پہنچ جاؤں گا، کوئی بھی یہ دعویٰ نہیں کر سکتا پھر گناہوں پر جرأت کرنا اور نیکیوں سے خالی ہاتھ رہنا

---

[1] الترغیب والترہیب

کون سی سمجھداری ہے؟ ان ہی صفحات میں عنقریب گذر چکا ہے کہ آں حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (ہمارے) اس قبلہ کو ماننے والوں میں سے اس قدر کثیر تعداد دوزخ میں داخل ہوگی کہ جس کا علم اللہ ہی کو ہے اور یہ دوزخ کا داخلہ اللہ کی نافرمانیوں اور نافرمانیوں پر جرأت کرنے اور خدا کے حکم کی مخالفت کرنے کی وجہ سے ہوگا۔

مومنین کی شفاعت

آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت امت کے لئے رحمت ہوگی اور آپ کے طفیل میں آپ کے بہت سے امتیوں کو بھی شفاعت کرنے کا اعزاز ملے گا حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ میری امت کے بعض افراد پوری جماعت کیلئے شفاعت کریں گے اور بعض ایک قبیلہ کے لئے اور بعض ایک عصبہ[1] کے لئے اور بعض ایک شخص کے لئے سفارش کریں گے حتیٰ کہ ساری امت جنت میں داخل ہو جائے گی۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے ایک شخص کی شفاعت سے قبیلہ بنو تمیم کے آدمیوں سے بھی زیادہ جنت میں داخل ہوں گے[2]

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (اہل جنت کے راستہ میں) دوزخ میں جانے والوں کی صف بندی کھڑی ہوگی۔ اسی اثناء میں ایک جنتی وہاں کو گذرے گا۔

---

[1] دس سے چالیس تک کے عدد کی جماعت کو عصبہ کہتے ہیں۔ [2] مشکوٰۃ

دوزخیوں کی قطار والوں میں سے ایک شخص اس جنتی سے کہے گا کہ اے صاحب کیا آپ مجھے پہچانتے نہیں میں نے آپ کو دنیا میں ایک مرتبہ پانی پلایا تھا لہٰذا کرم فرما کر میری شفاعت کر دیجئے۔ اور دوزخیوں کی اس قطار والوں میں سے کوئی گذرنے والے جنتی سے کہے گا کہ میں نے آپ کو وضو کا پانی دیا تھا لہٰذا میری شفاعت کر دیجئے، چنانچہ جنتی شفاعت کر کے جنت میں داخل کرا دیگا۔[1]

لعنت کرنیوالے عہدۂ شفاعت سے محروم ہونگے

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لعنت کرنے کی عادت والے قیامت کے روز نہ گواہ بنیں گے نہ شفاعت کرنے کے اہل ہوں گے یعنی ان کی اس عادت بد کی وجہ سے شہادت اور شفاعت کا عہدہ نہ دیا جائے گا جو بڑی سعادت اور عزت کا مرتبہ ہے۔[2]

مجاہد کی شفاعت

ترمذی شریف کی ایک طویل روایت میں ہے جسکے راوی حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شہید کی فضیلتیں بیان کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ ستر رشتہ داروں کے بارے میں اسکی شفاعت قبول کی جائے گی۔[3]

والدین کے حق میں نابالغ بچہ کی سفارش

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے تین بچے

---

[1] ابن ماجہ [2] مسلم شریف [3] مشکوٰۃ شریف

(پیچھے سے اپنے) آگے (آخرت میں) بھیجدیے جو بالغ نہ ہوئے تھے تو وہ بچے اسکے
لئے (مرد ہو یا عورت) دوزخ سے بچانیکے لئے مضبوط قلعہ کی طرح کام آنیوالے
بن جائیں گے۔ یہ سن کر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں نے تو صرف
دو بچے آگے بھیجے ہیں (میرے بارے میں کیا فرماتے ہیں) ارشاد نبوی ہوا کہ دو بچے جو
آگے بھیجے ہوں ان کے بارے میں بھی یہی بات ہے۔ حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ میں نے تو ایک ہی بچہ آگے بھیجا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک کے بارے میں بھی یہی بات ہے۔[1]

آگے بھیجنے کا مطلب یہ ہے کہ ماں باپ یا دونوں میں سے ایک کی موجودگی
میں بچہ کا انتقال ہو جائے، بچہ کی موت پر جو ماں باپ کو غم ہوتا ہے اس کے
بدلہ اللہ جل شانہ نے یہ خوشی رکھی ہے کہ وہ بچہ ماں باپ کو بخشوانے کی کوشش
کرے گا اگر ادھورا بچہ گر گیا تو وہ بھی ماں باپ کے بخشوانے کے لئے زور لگائے گا۔
جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کا ارشاد نقل فرمایا ہے کہ بلاشبہ ادھورا گیا ہوا بچہ بھی اس وقت اپنے رب
سے بڑی زبردست سفارش ماں باپ کے لئے کریگا جب کہ اسکے ماں باپ دوزخ
میں داخل کر دیئے جائیں گے اس کی زوردار سفارش پر اس سے کہا جائیگا۔
کہ اے ادھورے بچے جو اپنے رب سے (ماں باپ کی بخشش کے لئے) زور لگا رہا
ہے اپنے ماں باپ کو جنت میں داخل کر دے، اس کے بعد وہ اپنی نال کے ذریعہ
کھینچتا ہوا لے جا کر ان دونوں کو جنت میں داخل کر دے گا۔[2]

---

[1] مشکوٰۃ شریف [2] ابن ماجہ

حافظِ قرآن کی شفاعت

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے قرآن پڑھا اور اس کو اچھی طرح یاد کر لیا اور قرآن نے جن چیزوں اور کاموں کو حلال بتایا ہے ان کو (اپنے عمل اور عقیدہ میں) حلال رکھا اور جن چیزوں کو اس نے حرام بتایا ہے ان کو (اپنے عمل اور عقیدہ میں) حرام ہی رکھا تو اسکو اللہ جنت میں داخل فرمائیں گے اور اس کے گھر والوں میں سے ایسے دس آدمیوں کے بارے میں اس کی شفاعت قبول فرمائیں گے جن کے لئے (اعمالِ بد کی وجہ سے) دوزخ میں جانا ضروری ہوچکا ہوگا[1]

تنبیہ

جسے قرآن مجید یاد ہوا اس کی شفاعت دس آدمیوں کے حق میں قبول ہوگی جیسا کہ ابھی حدیث بالا میں گذرا لیکن اسی کے ساتھ حدیث شریف میں یہ بھی ہے کہ قرآن کریم پر عمل کرنے والا ہو، قرآن مجید کے مطالبوں اور تقاضوں کو پورا کرتا ہو حرام سے بچتا ہو حلال پر عمل کرتا ہو، لیکن جس نے قرآن کے تقاضوں اور مطالبوں کو پس پشت ڈالا تو خود قرآن شریف اس پر دعویٰ کرے گا اور دوزخ میں داخل کر دے گا، بہت سے لوگ گناہ پر گناہ کرتے جاتے ہیں اور نیک عمل سے کتراتے ہیں اور نصیحت کرنے پر کہتے ہیں کہ صاحب ہمارا بیٹا یا بھتیجا یا فلاں عزیز حافظ ہے وہ بخشوا لے گا۔ حالانکہ یہ نہیں دیکھتے کہ قرآن شریف پر وہ عمل بھی کرتا ہے یا نہیں! آج کل تو عمل کرنے والا کوئی

---

[1] ترمذی وغیرہ

کونی ہے دوسرے کے بھروسہ پر خود گناہوں میں پڑنا نادانی ہے ہاں نیک عمل کرتے ہوئے اپنے عزیز حافظ کی شفاعت کی امید رکھیں اور ساتھ ہی ساتھ اسے قرآن کے مطابق چلاتے بھی رہیں۔

روزہ اور قرآن کی شفاعت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزے اور قرآن بندہ کیلئے شفاعت کریں گے روزے عرض کریں گے کہ اے رب میں نے اس کو دن میں کھانے سے اور (دیگر) خواہشات سے روک دیا تھا لہٰذا اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرمایئے اور قرآن عرض کرے گا کہ (اے رب) میں نے اس کو رات کو سونے سے روک دیا تھا (کیونکہ یہ رات کو مجھے پڑھتا یا سنتا تھا) لہٰذا میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرمایئے اس کے بعد سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بالآخر دونوں کی شفاعت قبول کرلی جائے گی[1]

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قرآن شریف پڑھو کیونکہ وہ قیامت کے روز اپنے آدمیوں کیلئے شفاعت کرنے والا بن کر آئیگا (پھر فرمایا کہ) دونوں سورتوں بقرہ اور آل عمران کو پڑھا کرو جو بہت زیادہ روشن ہیں کیونکہ وہ قیامت کے روز دو بادلوں یا دو سائبانوں یا پرندوں کی دو جماعتوں کی طرح جو صف بنائے ہوئے ہوں آئیں گی اور اپنے پڑھنے والے کیلئے بڑے زور سے سفارش کریں گی[2]

---

[1] مشکوٰۃ [2] مسلم شریف

تجلی ساق، پلصراط، تقسیم نور

کفار و مشرکین اور منافقین کی بے پناہ مصیبت

قیامت کا دن انصاف کا دن ہوگا ہر شخص بچشم خود اپنے اعمال کا وزن دیکھ کر جنت یا دوزخ میں جائے گا کسی کو یہ کہنے کی مجال ہرگز نہ ہوگی کہ مجھ پر ظلم ہوا میں بلا وجہ دوزخ میں جا رہا ہوں وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ۔

اللہ جل شانہٗ نے ایمان اور اعمال صالحہ کی جزا کے لئے جنت تیار فرمائی ہے اور کفر و شرک اور دوسرے گناہوں کی سزا کے لئے جہنم تیار فرمایا ہے، اپنے اعمال و کردار کے نتیجے میں ان دونوں میں سے جس کو جہاں جانا ہوگا جائے گا۔ جنت میں جانے کے لئے دوزخ کے اوپر سے راستہ ہوگا جسے احادیث کریمہ میں "صراط" فرمایا گیا ہے اور عام طور سے ہمارے ملک والے اسے پلصراط کہتے ہیں۔ خدا سے ڈرنے والے مومنین اپنے اپنے درجہ کے موافق صحیح سلامت اس پر سے گذر جائیں گے اور بدعمل چل نہ سکیں گے اور دوزخ کے اندر سے بڑی بڑی سنڈاسیاں نکلی ہوئی ہوں گی جو گذرنے والوں کو پکڑ کر دوزخ میں گرانے والی ہوں گی ان سے چھل چھلا کر گذرتے ہوئے بہت سے بدعمل مسلمان پار ہو جائیں گے اور جن کو دوزخ میں گرانا ہی منظور ہوگا وہ سنڈاسیاں ان کو گرا کر چھوڑیں گی پھر کچھ مدت کے بعد اپنے اپنے عمل کے موافق نیز انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ

والسلام اور ملائکہ اور صالحین کی شفاعت سے اور آخر میں براہ راست ارحم الراحمین کی مہربانی سے وہ سب لوگ دوزخ سے نکال لیے جاویں گے جنھوں نے سچے دل سے کلمہ پڑھا تھا اور دوزخ میں صرف کافر و مشرک و منافق ہی رہ جائیں گے۔

نور کی تقسیم

پلصراط پر گذرنے سے پہلے نور تقسیم ہوگا، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ ایمان والے مردوں اور عورتوں کو بقدر ان کے اپنے اپنے اعمال کے نور تقسیم ہوگا جس کی روشنی میں پلصراط پر گذریں گے، اور یہ نور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنت کا راستہ بتانے والا ہوگا، ان میں سے کسی کا نور پہاڑ کی برابر ہوگا اور کسی کا نور کھجور کے درخت کے برابر ہوگا اور سب سے کم نور اس شخص کا ہوگا جس کا نور صرف انگوٹھے پر (ٹمٹماتے چراغ کی طرح) ہوگا جو کبھی بجھ جائے گا اور کبھی روشن ہوجائے گا[1] سورۂ حدید میں اللہ جل شانہٗ نے فرمایا ہے

يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ	جس دن آپ مومن مردوں اور مومن عورتوں
يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ	کو دیکھیں گے کہ ان کا نور ان کے آگے اور ان کی
بِاَيْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ	داہنی طرف دوڑتا ہوگا، اور فرشتے ان سے
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ	کہیں گے کہ آج تم کو بشارت ہے ایسے باغوں کی
فِيْهَا ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ؕ	جنکے نیچے نہریں جاری ہوں گی (وہ) ان میں
	ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے۔

---

[1] اخرج صاحب الدر عن ابن عباس ؓ انہ قال وکان النور لہم دلیلا الی الجنۃ من اللہ ولہ در منثور

نور ملنے کے بعد مومنین اور مومنات پلصراط پر گذرنے لگیں گے اور ان کے نور کی روشنی میں منافق مرد و عورت بھی پیچھے پیچھے ہو لیں گے لیکن جب مومن مرد و عورت آگے بڑھ جائیں گے اور منافق مرد و عورت پیچھے رہ جائیں گے تو ایمان والوں کو آواز دے کر کہیں گے کہ ذرا سا انتظار کر و ہم بھی آرہے ہیں تمہاری روشنی سے ہمیں بھی فائدہ پہونچ جائے گا اور ہم بھی آگے بڑھ چلیں گے۔ ایمان والے جواب دیں گے یہاں اپنا ہی نور کام دیتا ہے دوسرے کے نور سے فائدہ پہونچنے کا قانون نہیں ہے، جاؤ، واپس اپنے پیچھے جہاں نور تقسیم ہوا تھا وہیں ڈھونڈو، چنانچہ منافق مرد و عورت نور لینے کے لئے واپس ہوں گے لیکن وہاں کچھ نہ ملے گا لہٰذا پھر ایمان والوں کا سہارا لینے کے لئے دوڑیں گے لیکن ان کو پا نہ سکیں گے۔ ایک دیوار دونوں فریق کے درمیان حائل ہو جائے گی جس میں ایک دروازہ ہوگا، اس کے اندرونی جانب میں (جدھر مسلمان ہوں گے) رحمت ہوگی اور باہر کی طرف عذاب ہوگا (جدھر منافق ہوں گے) اس کا تذکرہ مذکورہ بالا آیت کے بعد سورۂ حدید میں اس طرح ہے:۔

يَوْمَ يَقُولُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ	جس روز منافق مرد اور عورتیں ایمان والوں
لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ	کہیں گے کہ ہمارا انتظار کر لو تاکہ ہم بھی تمہارے
نُّوْرِكُمْ قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ	نور سے روشنی حاصل کریں ان کو جواب دیا جائے گا کہ تم
فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ	اپنے پیچھے لوٹ جاؤ پھر (وہاں سے) روشنی
لَّهٗ بَابٌ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ	تلاش کرو پھر دونوں فریق کے درمیان ایک دیوار

له وقیل ان المنافقین ایضاً یعطون النور ثم یطفأ ضد یتھم ۱۲

مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ط

تک کر دی جائے گی جس میں ایک دروازہ بھی ہوگا۔ اس کے اندر کی جانب رحمت ہوگی اور باہر کی طرف عذاب ہوگا۔

اس بے پناہ مصیبت اور حیرانی و پریشانی میں پھنسکر کوئی بچنے کی صورت منافقین نہ پائیں گے اور ایمان والوں کو آواز دے کر لیجہ بانی کرنے کی دلیل بیان کرتے ہوئے کہیں گے کہ ہم تو دنیا میں تمہارے ساتھی تھے، تمہارے ساتھ نماز پڑھتے اور روزے رکھتے تھے۔ اب حق رفاقت آپ حضرات کو ادا کرنا چاہیے، قرآن مجید میں منافقین کی اس بات کو اس طرح بیان فرمایا ہے:۔

يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ — منافقین ایمان والوں کو پکاریں گے کہ کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے۔

مسلمان جواب دیں گے کہ:۔

قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ط — ہاں رہے تو صحیح ہے کہ تم دنیا میں ہمارے ساتھ تھے، لیکن ریاست و مصلحت ساتھ ہوگئے دل سے ساتھ نہ تھے، تم نے اپنی جانوں کو نفاق کے فتنہ میں ڈال کر ہلاک کیا اور تم منتظر رہا

کرتے تھے کہ دیکھئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھی کب ختم ہوں، اور تم کو اسلام کے حق ہونے میں شک رہا اور تم کو بیہودہ تمناؤں نے دھوکہ میں ڈال رکھا تھا یہاں تک کہ تم تک اللہ کا حکم (یعنی موت) آپہونچا اور تم کو دھوکہ دینے والے (یعنی شیطان) نے اللہ کے بارے میں دھوکہ میں ڈال رکھا تھا۔

آگے فرمایا:۔

فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَّلَا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَاْوٰىكُمُ النَّارُ هِيَ مَوْلٰىكُمْ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ۔

تو آج نہ قبول کیا جائے گا۔ تم سے جان کا بدلہ اور نہ تمہارے علاوہ ان سے جو اعلانیہ کافر تھے تم سب کا ٹھکانہ دوزخ ہے وہی تمہارا رفیق ہے اور وہ بڑا ٹھکانہ ہے۔

ساق کی تجلی

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ہم نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا قیامت کے روز ہم اپنے رب کو دیکھیں گے؟ جواب میں ارشاد فرمایا کہ ہاں ضرور دیکھو گے، کیا دوپہر کے وقت سورج کے دیکھنے میں تم کو زحمت ہوتی ہے جب کہ سورج بالکل صاف ہو (اور) اس پر ذرا بادل نہ ہو؟ اور کیا چودھویں رات کے چاند کو دیکھنے میں تم کو کوئی زحمت ہوتی ہے جب کہ وہ بالکل صاف ہو اور اس پر ذرا بادل نہ ہو؟ صحابہؓ نے جواباً عرض کیا کہ یا رسول اللہ نہیں! (کوئی زحمت نہیں ہوتی آسانی سے دیکھ لیتے ہیں) فرمایا اسی طرح قیامت کے روز تم اللہ کو خوب اچھی طرح دیکھو گے اور کوئی زحمت نہ ہوگی۔ جیسا کہ چاند سورج کے دیکھنے میں (بحالت مذکورہ) کوئی زحمت نہیں ہوتی ہے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ

جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک منادی ندا دے گا کہ جو جس کو پوجتا تھا وہ اپنے معبود کے پیچھے لگ لیوے، پس جو لوگ غیر اللہ یعنی بتوں اور استھانوں کے پتھروں کو پوجتے تھے وہ سب کے سب دوزخ میں گر پڑیں گے (کیونکہ

ان کے معبودان باطل بھی دوزخ کا ایندھن بنیں گے[1] حتیٰ کہ جب اہل کتاب اور وہ لوگ رہ جائیں گے جو صرف اللہ کو پوجتے تھے تو یہود کو بلا کر سوال کیا جائے گا کہ تم کس کی عبادت کرتے تھے وہ جواب میں کہیں گے کہ ہم اللہ کے بیٹے عزیر کی پرستش کرتے تھے اس جواب پر ان کی سرزنش ہوگی اور ان سے کہا جائے گا کہ (یہ جو تم نے عزیر کو اللہ کا بیٹا بتایا اس کہنے میں) تم جھوٹے ہو اللہ نے کسی کو اپنی بیوی یا اولاد قرار نہیں دیا! اس کے بعد ان سے سوال ہوگا تم کیا چاہتے ہو؟ وہ عرض کریں گے کہ اے پروردگار ہم پیاسے ہیں ہمیں پلا دیجیے، ان کے اس کہنے پر دوزخ کی طرف اشارہ کرکے ان سے کہا جائے گا کہ وہاں جا کر کیوں نہیں پی لیتے چنانچہ وہ لوگ دوزخ کی طرف (چلا کر) جمع کردیے جائیں گے (اور وہ دور سے ایسا معلوم ہو رہا ہوگا، گویا کہ وہ ریت ہے[2] (اور حقیقت میں وہ آگ ہوگی) جس کے اجزا آپس میں ایک دوسرے کو جلا رہے ہوں گے پس وہ لوگ اس میں گر پڑیں گے، پھر نصاریٰ کو بلایا جائیگا اور ان سے سوال ہوگا کہ تم کس کی عبادت کرتے تھے؟ وہ جواب میں کہیں گے کہ ہم اللہ کے بیٹے مسیح کی عبادت کرتے تھے۔ ان کے اس جواب پر (سرزنش کے لئے) کہا جائے گا کہ (یہ جو تم نے مسیح کو اللہ کا بیٹا بتایا اس کہنے میں) تم جھوٹے ہو، اللہ نے کسی کو اپنی بیوی یا اولاد قرار نہیں دیا اس کے بعد ان سے سوال ہوگا کہ تم کیا چاہتے ہو؟ وہ عرض کریں گے کہ اے پروردگار ہم پیاسے ہیں

---

[1] کما قال اللہ جل وعلا۔ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ (الانبیاء)

[2] ریت دور سے دیکھنے میں پانی معلوم ہوتا ہے ۱۲

ہم کو پلا دیجئے' ان کے اس کہنے پر دوزخ کی طرف اشارہ کرکے ان سے کہا جائے گا کہ وہاں جا کر کیوں نہیں پی لیتے؟ چنانچہ وہ لوگ دوزخ کی طرف (چلا کر) جمع کر دیئے جائیں گے (اور وہ دور سے ایسا معلوم ہوگا) کہ گویا ریت ہے (اور حقیقت میں وہ آگ ہوگی) جس کے اجزاء آپس میں ایک دوسرے کو جلا رہے ہوں گے' پس وہ لوگ اس میں گر پڑیں گے (الحاصل تمام یہود و نصاریٰ دوزخ میں گر پڑیں گے) یہاں تک کہ جب صرف وہی لوگ رہ جائیں گے جو اللہ ہی کی عبادت کرتے تھے (یعنی مسلمان) نیک بھی اور بد بھی' تو اللہ تعالیٰ کی ان کے سامنے ایک تجلی ہوگی (اور اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تم کو کیا انتظار ہے؟ ہر جماعت کو اس کے معبود کے پیچھے جانے کا حکم ہے! مومنین عرض کریں گے کہ جانے والے چلے، ہمارا ان کا کیا ساتھ ہم کو اپنے معبود کا انتظار ہے جب تک ہمارا معبود نہ آئے ہم یہیں رہیں گے' جب ہمارا رب ہمارے پاس پہونچے گا ہم پہچان لیں گے[1]) اے پروردگار! ہم دوسری جماعتوں اور گروہوں سے دنیا میں جدا رہے جب کہ ان کے ساتھ رہنے کے بہت زیادہ محتاج تھے اور بہت زیادہ محتاجگی میں بھی ان کا ساتھ نہ دیا (اب ان کے ساتھ کیوں کر ہو سکتے ہیں) اللہ جل شانہٗ فرمائیں گے کہ میں تمہارا رب ہوں۔ مومنین (چونکہ ساق کی تجلی سے اللہ کو پہچاننے کے دھیان میں ہوں گے اس لئے اللہ رب العزت کی اس تجلی کو جو اس وقت ہوگی غیر اللہ سمجھ کر جواب میں) کہیں گے کہ نعوذ

[1] فی روایۃ ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ہذا مکاننا حتی یاتینا ربنا فاذا جاء ربنا عرفناہ ۱۲

باللہ منک (ہم تجھے اپنا رب مان کر کیا مشرک ہو جائیں) ہم اللہ کے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک نہیں بناتے دو یا تین بار ایسا ہی کہیں گے، ان کے اس جواب پر اللہ جل شانہ، سوال فرمائیں گے کیا تمہارے رب اور تمہارے درمیان کوئی نشانی (مقرر) ہے جس سے تم اپنے رب کو پہچان لوگے؟ مومنین عرض کریں گے جی ہاں نشانی ضرور ہے! اس کے بعد ساق[1] کی تجلی ہوگی جسے دیکھکر تمام وہ لوگ جو خلوص کے ساتھ اللہ کو سجدہ کرتے تھے باذن الٰہی سجدہ میں گر پڑیں گے اور جو لوگ دکھاوے یا مصلحتوں کی بنا پر دنیاوی مشکلات سے بچنے کے لئے (یعنی نفاق کے ساتھ) سجدہ کرتے تھے اللہ ان سب کی کمر تختہ بنا دیں گے (جس کی وجہ سے سجدہ نہ کرسکیں گے) جو بھی کوئی انہیں سے جب بھی سجدہ کا ارادہ کرے گا گدھی کے بل گر پڑے گا پھر مومنین سجدہ سے سر اٹھائیں گے اور اب جو اللہ کو دیکھیں گے تو اسی تجلی میں جو تجلی ساق سے پہلے تھی، اب اللہ فرمائیں گے کہ میں تمہارا رب ہوں تو مومنین مان لینگے کہ ہاں آپ ہمارے رب ہیں۔

اس کے بعد دوزخ کی پشت پر پلصراط قائم کی جائے گی (اس پر سے گذرنے کا حکم ہوگا) اور اس وقت (شفاعت کے جو اہل ہوں گے ان کو)

---

[1] ساق پنڈلی کو کہتے ہیں اور اللہ جل شانہ جسم اور اجزاء جسم سے پاک اور منزہ ہیں یہاں پنڈلی کا کیا مطلب ہے؟ اس کے متعلق علماء کرام نے بتایا ہے کہ یہ کوئی خاص صفت ہے، صفات الٰہیہ میں سے جس کو کسی خاص مناسبت سے ساق فرمایا ہے جیسے قرآن میں ید اللہ (اللہ کا ہاتھ) وجہ اللہ (اللہ کا چہرہ) کا لفظ آیا ہے یہ سب متشابہات ہیں ان سب پر بغیر سمجھے اور عقل لڑائے اور اللہ کو جسمیت سے پاک سمجھتے ہوئے بلاکیف ایمان رکھنا لازم ہے ۱۲

شفاعت کی اجازت دی جائے گی اور اللّٰہم سلّم سلّم (اے اللہ سلامت رکھ، سلامت رکھ) کہتے ہوں گے۔ عرض کیا یا رسول اللہ پل صراط کی کیا صفت ہے؟ ارشاد فرمایا وہ چکنی اور پھسلنے کی جگہ ہے اس میں دوزخ سے نکلی ہوئی، اُچکنے والی چیزیں اور سنڈاسیاں ہوں گی اور ٹیڑھے ترچھے کانٹے بھی ہوں گے جن کی صورت کے کانٹے نجد میں ہوتے ہیں جن کو سعدان کہا جاتا ہے پس مومنین پلصراط پر (جلدی جلدی) گذریں گے (اور یہ گذرنا اعمال صالحہ کے بقدر جلدی ہوگا) کوئی پل جھپکنے میں اور کوئی بجلی کی طرح اور کوئی ہوا کی طرح اور کوئی پرندوں کی طرح اور کوئی بہترین تیز رفتار گھوڑوں کی طرح اور کوئی اونٹوں کی طرح (گذر جائے گا اور دوزخ کے اندر سے جو سنڈاسیاں اور کانٹے نکلے ہوئے ہوں گے وہ کھینچ کر دوزخ میں گرانے کی کوشش کریں گے نتیجہ یہ ہوگا کہ) بہت سے مومنین سلامتی کے ساتھ نجات پاکر پار ہو جائیں گے اور بہت سے اہل ایمان (گذرتے ہوئے) چھل چھل کر چھوٹ جائیں گے اور بہت سے دوزخ کی آگ میں ڈھکیل دیئے جائیں گے یہاں تک کہ جب (نیک) ایمان والے دوزخ سے بچ جائیں گے تو میں اس ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ تم (یہاں اس دنیا میں) اللہ سے حق لینے کے بارے میں ایسی مضبوطی کیساتھ بات کرنے والے نہیں ہو جیسا کہ (دوزخ سے بچ کر پلصراط پار ہو جانیوالے) مومنین اپنے ان بھائیوں کے لئے جو دوزخ میں (گر چکے) ہوں گے اللہ سے مضبوطی کے ساتھ سفارش کریں گے" دوسری روایت میں ہے کہ آنحضرت

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس موقع پر یوں فرمایا کہ دنیا میں اپنا حق تمہارا کسی کے ذمہ معلوم ہو جائے تو اس حق کو حاصل کرنے کے لیے جیسی سختی سے مطالبہ کرتے ہو اس روز اللہ سے جو ایمان والے اپنے دوزخی بھائیوں کے لئے جس زور سے مطالبہ کریں گے تمہارے دنیاوی مطالبے سے بہت زوردار ہوگا جب کہ مومنین یہ دیکھ لیں گے کہ ہم نجات پا چکے۔ بارگاہ الٰہی میں عرض کریں گے کہ اے ہمارے پروردگار یہ لوگ (جو دوزخ میں گناہوں کی وجہ سے گر گئے) ہمارے ساتھ روزے رکھتے تھے اور ہمارے ساتھ نماز پڑھتے تھے اور حج کرتے تھے (اب بھی ان کو ہمارے ساتھ جنت میں داخل فرمایئے) ارشاد ہوگا کہ تم جسے پہچانتے ہو نکال لو! چنانچہ (وہ ان کو نکالنے کیلئے روانہ ہوں گے اور) ان کے جسم دوزخ کی آگ پر حرام کر دیئے جائیں گے (یعنی دوزخ کی آگ ان نکالنے والوں کو نہ جلا سکے گی۔) نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ لوگ دوزخ میں سے بھاری تعداد میں لوگوں کو نکال لیں گے اور ان دوزخیوں میں سے کسی کو آگ نے آدھی پنڈلی تک اور کسی کو گھٹنے تک پکڑا ہوگا۔

پھر مومنین بارگاہِ خداوندی میں عرض کریں گے کہ اے ہمارے رب آپ نے جن لوگوں کے نکالنے کے متعلق حکم دیا تھا ان میں سے اب کوئی بھی دوزخ میں باقی نہیں رہا، ارشادِ ربانی ہوگا کہ جاؤ دوزخ میں جو کوئی ایسا بھی ملے کہ جس کے دل میں دینار[1] کے برابر خیر ہو اس کو بھی نکال لو چنانچہ مومنین اس ارشادِ ربانی کے بعد بھاری تعداد میں لوگوں کو نکال لیں گے پھر

---

[1] دینار سونے کی اشرفی کو کہتے ہیں جو عرب میں ہوتی ہے ۱۲

عرض کریں گے کہ اے رب دوزخ میں ہم نے ان میں سے کوئی بھی نہیں چھوڑا جن کے نکالنے کے بارے میں آپ نے حکم فرمایا تھا، اس کے بعد ارشاد ربانی ہوگا کہ جاؤ جس کے دل میں آدھے دینار کے برابر بھی خیر دیکھو اس کو بھی نکال لو چنانچہ اس ارشاد کے بعد مومنین بھاری تعداد میں لوگوں کو دوزخ سے نکالیں گے، پھر عرض کریں گے کہ اے رب ہم نے دوزخ میں ان میں سے کوئی بھی نہیں چھوڑا جن کے نکالنے کے بارے میں آپ نے حکم فرمایا تھا، اسکے بعد ارشاد ربانی ہوگا کہ جاؤ جس کے دل میں ذرہ کے برابر بھی خیر دیکھو اس کو بھی نکال لو، چنانچہ وہ بھاری تعداد میں لوگوں کو نکالیں گے پھر عرض کریں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم نے دوزخ میں کوئی ذرا خیر والا نہیں چھوڑا۔

اب اللہ جل شانہٗ فرمائیں گے کہ فرشتوں نے شفاعت کرلی اور نبیوں نے شفاعت کرلی اور ایمان والوں نے شفاعت کرلی اب بس ارحم الراحمین ہی باقی ہے۔ اللہ جل شانہٗ یہ فرما کر دوزخ میں سے ایک مٹھی[1] بھریں گے پس اس میں سے ایسے لوگوں کو نکالیں گے جنھوں نے کبھی کوئی خیر انجام نہیں دی تھی (اور صرف ایمان ہی کی پوشیدہ دولت ان کے پاس تھی) یہ لوگ جل کر کوئلہ ہو چکے ہوں گے ان کو اللہ جل شانہٗ ایک نہر میں ڈال دیں گے جو جنت کے ابتدائی حصہ میں ہوگی جس کو نہر الحیات (زندگی کی نہر) کہا جاتا ہے (نہر میں پڑکر ان کی حالت بدل جائے گی) پس ایسے نکلیں گے جیسے بیج بہتے پانی کے

---

[1] مٹھی کا مطلب سمجھنے کے لیے صفحہ ۲۴۲ کا حاشیہ دیکھئے ۱۲

خس و خاشاک پر جلد تر ین اگ کر نکل آتا ہے (پھر) فرمایا کہ اس حال میں اس نہر سے نکلیں گے کہ جیسے موتی ہیں، ان کی گردنوں میں نشانیاں ہونگی (جن کے ذریعہ دوسرے) جنتی ان کو پہچانیں گے (کہ) یہ اللہ کے آزاد کردہ ہیں جن کو اللہ نے جنت میں بغیر کسی نیک) عمل کے اور بغیر کسی خیر کے جو ہونکا آگے بھیجی ہو جنت میں داخل فرمایا۔

پھر اللہ تعالیٰ ان سے فرمائیں گے کہ جنت میں داخل ہو جاؤ وہاں جو نظر پڑے وہ تمہارے لئے ہے وہ عرض کریں گے کہ اے ہمارے پروردگار آپ نے ہم کو وہ عطا فرمایا ہے جو آپ نے جہانوں میں سے کسی کو بھی نہیں دیا اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میرے پاس تمہارے لئے اس سے بھی افضل نعمت ہے وہ عرض کریں گے یا ربنا اس سے افضل کیا ہوگا ؟ اللہ جل شانہٗ فرمینگے کہ اس سے افضل میری رضا ہے سواب میں تم پر کبھی بھی ناراض نہیں ہونگا۔

یہ مسلسل ایک حدیث ہے جو ابھی ختم ہوئی اس میں بتایا گیا ہے کہ تجلی ساق کے بعد پلصراط قائم ہوگی اس سے یہ بھی سمجھ میں آتا ہے کہ نور کی تقسیم تجلی ساق اور عبور پلصراط کے درمیان ہوگی کیوں کہ عبور پلصراط کے لئے نور تقسیم کیا جائے گا لیکن ترتیب میں ہم نے پوری حدیث کو ایک ہی جگہ مسلسل رکھنے کے لئے تقسیم نور کو تجلی ساق سے پہلے بیان کر دیا ہے۔

اس حدیث مبارک سے پلصراط اور اس پر سے گذرنے والوں کا مفصل حال معلوم ہوا دوسری روایات میں مزید تفصیل آئی ہے چنانچہ ایک حدیث

لہ مشکوٰۃ شریف معالتر غیب والترہیب کلاہما عن البخاری والمسلم

میں ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پیغمبروں میں سے سب سے اول میں اپنی امت کے ساتھ پلصراط پر سے گذروں گا اور اس روز پیغمبروں کے سوا کوئی نہ بولتا ہوگا اور پیغمبروں کا بولنا اس روز اَللّٰھُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ[1] ہوگا، اسی کو بار بار کہیں گے[2] ——— حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ دوزخ پر پلصراط رکھی جائے گی جو تیز کی ہوئی تلوار کی طرح ہوگی[3]

مسلم شریف کی ایک حدیث میں ہے کہ پلصراط پر، لوگوں کے اعمال لیکر چلیں گے (یعنی جیسے جس کے عمل ہوں گے اسی انداز سے تیز اور سست رفتار ہوگا) اور سست رفتاروں کی حالت یہاں تک پہونچ جائے گی کہ بعض گذرنے والے اس حال میں ہوں گے کہ گھسٹتے ہوئے چلیں گے۔

ایک روایت میں ہے کہ دوزخ میں سے جو سنڈاسیاں نکلی ہوئی ہوں گی ان میں سے ایک ایک کا طول و عرض اور ان کے پکڑنے کا یہ ماجرا ہوگا کہ ایک ہی کے ذریعہ قبیلہ ربیعہ اور مضر[4] کے افراد سے بھی زیادہ پکڑ کر دوزخ میں ڈالے جائیں گے[5]

---

[1] اے اللہ سلامت رکھ سلامت رکھ ۱۲ [2] بخاری و مسلم عن ابی ہریرۃ [3] ترغیب عن الطبرانی و ہو فی حکم المرفوع [4] عرب کے دو قبیلے تھے ۱۲ [5] اخرجہ فی الترغیب و قال رواہ البیہقی مرسلا و موقوفا

تاجدارِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

جنّت کھلوائیں گے

آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن تمام پیغمبروں سے زیادہ میرے طریقہ پر چلنے والے موجود ہوں گے اور میں سب سے پہلے جنت کا دروازہ (کھلوانے کے لئے) کھٹکھٹاؤں گا۔[1] نیز ارشاد فرمایا کہ میں قیامت کے روز جنت کے دروازہ پر آکر کھولنے کو کہونگا، داروغۂ جنت سوال کرے گا کہ آپ کون ہیں؟ میں جواب دوں گا کہ محمد ہوں! یہ سن کر وہ کہے گا کہ مجھے یہی حکم ہوا ہے کہ آپ کے لئے کھولوں اور آپ سے پہلے کسی کے لئے نہ کھولوں۔[2] نیز ارشاد فرمایا کہ میں سب سے پہلے جنت کے دروازہ کے حلقوں کو ہلاؤں گا، پس اللہ میرے لئے جنت کھول کر مجھے داخل فرمادیں گے اور میرے ساتھ مومن فقراء ہوں گے اور میں یہ فخریہ بیان نہیں کر رہا ہوں۔ پھر فرمایا کہ میں اللہ کے نزدیک تمام اولین وآخرین سے زیادہ معزز ہوں۔[3]

جنت و دوزخ میں گروہ گروہ جائیں گے

اہلِ دوزخ پر ملامت اور اہلِ جنت کا استقبال، دوزخ کے دروازے جیل کی طرح پہلے سے بند ہوں گے اور جنت کے دروازے پہلے سے کھلے ہونگے

---

[1] مسلم شریف [2] مسلم شریف [3] ترمذی شریف

تمام کافروں کو دھکے دے کر نہایت ذلت و خواری کے ساتھ دوزخ
کی طرف ہانکا جائے گا اور چونکہ کفر کے اقسام اور مراتب بہت ہیں اس لئے
ہر قسم اور ہر درجے کے کافروں کا گروہ الگ الگ کر دیا جائے گا ارشاد باری
ہے :۔

وَسِيقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ زُمَرًا ۖ	اور جو کافر ہیں وہ جہنم کی طرف گروہ گروہ بنا کر ہانکے جائیں گے۔

جب وہ دوزخ کے دروازوں پر پہونچیں گے تو دروازے کھول کر
اس میں داخل کر دیئے جائیں گے اور دوزخ کے دروازوں پر جو فرشتے
مقرر ہوں گے وہ ملامت کرنے کے لئے سوال کریں گے کہ کیا تمہارے پاس
رسول نہیں آئے تھے ؟

چنانچہ آگے ارشاد ہے :۔

حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا فُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ يَتْلُونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِ رَبِّكُمْ وَيُنذِرُونَكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا ۚ قَالُوا بَلَىٰ وَلَٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكَافِرِينَ قِيلَ ادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ ۝	یہاں تک کہ جب دوزخ کے پاس پہونچیں گے تو اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور ان سے دوزخ کے محافظ کہیں گے کیا تمہارے پاس تم میں سے پیغمبر نہیں آئے تھے جو تم کو تمہارے رب کی آیتیں پڑھ کر سناتے تھے اور تم کو آج کے دن کے پیش آنے سے ڈرایا کرتے تھے ؟ دوزخی جواب دیں گے کہ ہاں پیغمبر آئے تھے لیکن عذاب کا وعدہ کافروں پر پورا ہو کر رہا

(پھران سے) کہا جائے گا کہ جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ (اور) اس میں ہمیشہ کیلئے رہو، غرضکہ تکبر کرنے والوں کا برا ٹھکانا ہے۔

اہل جنت کے بارے میں فرمایا:۔

وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ط

اور جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے تھے گروہ گروہ ہو کر جنت کی طرف روانہ کئے جائیں گے۔

ایمان و تقوی کے مراتب اور درجے متفاوت یعنی کم اور زیادہ ہیں۔ ہر درجہ اور مرتبہ کے مومنین کی جماعت الگ الگ ہو گی اور ان سب جماعتوں کو اعزاز و اکرام کے ساتھ جنت کی طرف روانہ کیا جائے گا۔ ان کے استقبال کے لئے جنت کے دروازے پہلے سے کھلے ہوں گے اور دروازوں پر پہونچتے ہی جنت کے محافظوں کو سلامتی اور خوش عیش رہنے کی خوش خبری سنائیں گے۔

چنانچہ ارشاد ہے:۔

حَتَّى إِذَا جَاءُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ[1]

یہاں تک کہ جب جنت کے پاس پہونچیں گے اور اس کے دروازے کھلے ہوں گے۔ اور اس کے محافظ کہیں گے کہ تم پر سلام ہو تم مزہ میں رہے سو جنت میں ہمیشہ رہنے کے لئے داخل ہو جاؤ۔

دوزخیوں کی آپس میں ایکدوسرے پر لعنت

دوزخی آپس میں یہاں بڑی محبتیں رکھتے تھے اور ایک دوسرے کے

---

[1] سورہ زمر (پ ۲۴) ۱۲

اُکسانے اور بہلانے پر کفر و شرک کے کام کیا کرتے تھے لیکن جب سب اپنے کردار بد کا نتیجہ دوزخ میں جانے کی صورت میں دیکھیں گے تو ایک دوسرے پر لعنت کی بوچھاڑ کریں گے۔

سورۂ اعراف میں ارشاد ہے :-

كُلَّمَا دَخَلَتْ أُمَّةٌ لَّعَنَتْ أُخْتَهَا حَتَّىٰ إِذَا ادَّارَكُوا فِيهَا جَمِيعًا قَالَتْ أُخْرَاهُمْ لِأُولَاهُمْ رَبَّنَا هَٰؤُلَاءِ أَضَلُّونَا فَآتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ۖ

جس وقت بھی کوئی جماعت داخل دوزخ ہوگی اپنی جیسی دوسری جماعت کو لعنت کرے گی یہاں تک کہ جب سب اس میں جمع ہوجائیں گے تو پچھلے لوگ پہلے لوگوں کی نسبت کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو ان لوگوں نے گمراہ کیا تھا سو ان کو دوزخ کا عذاب دوگنا دیجئے!

دوزخیوں کو ایک عجیب حیرت

دنیا میں کفار اہل ایمان کا مذاق بناتے تھے اور ان کا ٹھٹھا کرتے تھے، جب دوزخ میں پہونچیں گے تو ان بارگاہ ربانی کے مقربوں کو اپنے ساتھ نہ دیکھ کر حیرت زدہ ہوں گے جیسا کہ سورۂ ص میں فرمایا:-

وَقَالُوا مَا لَنَا لَا نَرَىٰ رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُم مِّنَ الْأَشْرَارِ ۝ أَتَّخَذْنَاهُمْ سِخْرِيًّا أَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْأَبْصَارُ ۝

اور یہ دوزخی کہیں گے کہ کیا بات ہے وہ لوگ ہمیں دکھائی نہیں دیتے جن کو ہم برے لوگوں میں شمار کیا کرتے تھے۔ کیا ہم نے ان لوگوں کی غلطی سے ہنسی کر رکھی تھی یا ان کے دیکھنے سے آنکھیں چکرا رہی ہیں۔

یعنی جب کہ وہ لوگ یہاں نظر نہیں آتے تو اس کے متعلق یہی کہا جا سکتا ہے کہ ہم ان کو برا سمجھنے اور شرارت والے شمار کرنے اور ان کا مذاق بنانے میں غلطی پر تھے اور وہ حقیقت میں اچھے لوگ تھے جو آج یہاں نہیں ہیں یا یہ ہے کہ وہ ہیں یہیں مگر ہماری آنکھیں چوک گئی ہیں' وہ لوگ دیکھنے میں نہیں آ رہے ہیں۔

اپنے ماننے والوں کے سامنے شیطان کا صفائی پیش کرنا

دنیا میں شیطان نے معد اپنے گروہ کے انسانوں کو خوب بہکایا اور راہ حق سے ہٹا کر کفر و شرک میں پھانسا مگر قیامت کے دن انسانوں ہی کو الزام دیگا کہ تم نے میری بات کیوں مانی میرا تم پر کیا زور تھا چنانچہ ارشاد ربانی ہے:۔

وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (سورہ ابراہیم)	اور جب فیصلے ہو چکیں گے شیطان کہے گا کہ (مجھے برا کہنا ناحق ہے) کیونکہ بلاشبہ اللہ نے تم سے سچے وعدے کئے تھے اور میں نے (بھی) تم سے وعدے کئے تھے سو میں نے وہ وعدے خلاف کئے تھے اور تم پر میرا کچھ زور اس سے زیادہ تو چلتا نہ تھا کہ میں نے تم کو دعوت دی' سو تم نے (خود ہی) میرا کہنا مان لیا سو تم مجھ پر ملامت مت کرو اور اپنے کو ملامت کرو نہ میں تمہارا مددگار ہوں نہ تم میرے۔ میں تمہارے اس فعل سے خود بیزار ہوں کہ

کہ تم نے اس سے پہلے دنیا میں مجھے خدا کا شریک قرار دیا بیشک ظالموں کیلئے دردناک عذاب ہے۔

شیطان کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ میں نے تم کو بہکا یا راہ حق سے ہٹانے کی کوشش کی یہ تو میرا کام تھا تم نے میری بات کیوں مانی؟ تم خود مجرم ہو، پیغمبروں کی دعوت کو چھوڑ کر جو معجزہ اور حجت و دلیل کے ذریعہ ہوتی تھی میرے جھوٹے اور باطل بلاوے پر تم نے کیوں کان دھرا، کوئی زبردستی ہاتھ پکڑ کے تو میں نے تم سے کفر و شرک کے کام کرائے نہیں مجھے برا کہنے سے کیا بنے گا، خود اپنے نفسوں کو ملامت کرو ہم آپس میں ایک دوسرے کی مدد نہیں کر سکتے۔ اب تو عذاب چکھنا ہی ہے، دنیا میں جو تم نے مجھے خدا کا شریک بنایا میں اس سے بیزاری ظاہر کرتا ہوں۔

شیطان کے کہنے پر چلنے والے کی حسرت اور افسوس کا جو اس وقت حال ہوگا ظاہر ہے اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِنْ شَرِّ اِبْلِیْسَ وَشَرِّکِہٖ۔

جنت میں سب سے پہلے امت محمدیہ داخل ہوگی اور سب سے زیادہ ہوگی

مسلم شریف میں ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم دنیا میں آخر میں آئے اور قیامت کے روز دوسری مخلوق سے پہلے ہمارے فیصلے ہوں گے اور یہ بھی فرمایا کہ ہم یہاں آخر میں آئے اور قیامت کے روز اول ہوں گے اور سب سے پہلے جنت میں ہم داخل ہوں گے[1]

ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنتیوں کی ۱۲۰ صفیں ہوں گی (یعنی میدان قیامت میں) جن میں ۸۰ اس

---

[1] مشکوٰۃ شریف باب الجمعۃ

امت کی اور دو سب امتوں کو ملا کر ہوں گی۔[1]

مالدار حساب کی وجہ سے جنت میں جانے سے اٹکے رہیں گے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰے عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے فرمایا کہ تنگدست لوگ جنت میں مالداروں سے پانچسو برس پہلے داخل ہوں گے،[2] اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ میں نے جنت کے دروازہ پر کھڑے ہوکر دیکھا تو اس میں جو داخل ہوچکے تھے اکثر مسکین لوگ تھے اور مال والے (حساب دینے کے لئے) اٹکے ہوئے تھے، مگر دوزخیوں کو دوزخ میں پہونچانے کا حکم ہوچکا تھا اور میں نے دوزخ کے دروازہ پر کھڑے ہوکر دیکھا تو اس میں اکثر عورتیں تھیں۔[3]

اس مبارک حدیث میں آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے قیامت کے دن کا ایک منظر بیان فرمایا ہے جو آپ کو دکھا دیا گیا تھا۔ اس حدیث پاک سے جہاں یہ معلوم ہوا کہ مالداروں کو جنت میں جانے میں دیر لگے گی وہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ تنگدستی اور فقر و فاقہ والے پانچسو برس مالداروں سے پہلے جنت میں جائیں گے اس روز فقر و فاقہ کی قیمت معلوم ہوگی، مگر یہ بھی نہیں بھولنا چاہئے کہ تنگدستی بذات خود جنت میں لے جانے والی نہیں ہے اس کے ساتھ نیک عمل بھی ہونے چاہئیں، بدعمل تنگ دست یہ نہ سمجھیں کہ ہم لامحالہ جنتی ہیں اور ہماری بڑی فضیلت ہے، فضیلت آخرت میں نیک اعمال سے

---

[1] مشکوٰۃ [2] ترمذی [3] بخاری و مسلم

ہو گی ہاں جس کے نیک عمل جنت کے لائق ہوں گے وہ تنگ دستی کی وجہ سے مالداروں سے پہلے جنت میں چلا جائے گا بہت سے لوگ تنگ دست بھی ہیں اور بدعمل بھی، نماز روزہ سے غافل ہیں گناہوں میں لتھڑے ہوئے ہیں ایسے لوگ سخت نقصان میں ہیں اور دونوں جگہ کی بدنصیبی کے لئے زندگی گذار رہے ہیں، آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بدنصیبوں بدنصیب وہ ہے جو تنگ دست بھی رہا اور آخرت کا عذاب بھی بھگتا[1]

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (لوگ) قیامت کے روز جمع ہوں گے اس کے بعد ندا ہو گی کہ اس امت کے تنگ دست کہاں ہیں؟ پھر ان سے سوال ہو گا کہ تم نے کیا کیا (حساب دو) وہ عرض کریں گے کہ آپ نے ہم کو تنگ دستی دے کر جانچ میں ڈالا سو ہم نے صبر کیا (اور آپ کی رضا میں راضی رہے) اور آپ نے مال اور اقتدار ہمارے سوا دوسروں کو دے دیا۔ اللہ جل شانہٗ فرمائیں گے کہ تم نے سچ کہا اس کے بعد (اور لوگوں سے پہلے جنت میں داخل ہو جائیں گے حساب کی سختی مالداروں اور اقتدار والوں پر رہے گی، صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مومن اس روز کہاں ہوں گے؟ ارشاد نبوی ہوا کہ ان کے لئے نور کی کرسیاں رکھدی جائیں گی اور ان پر بادلوں کا سایہ کر دیا جائے گا (یہاڑوں سے بھی بڑا) دن ایمان والوں کے لئے دن کے ایک چھوٹے سے حصے سے بھی کم ہو گا[2]

---

[1] ترغیب [2] ترغیب عن الطبرانی وابن حبان

دوزخ میں اکثر عورتیں اور مالدار جائیں گے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جنت میں جھانکا تو دیکھا اس میں اکثر تنگدست ہیں اور میں نے دوزخ میں جھانکا تو دیکھا کہ اس میں اکثر مال والے اور عورتیں ہیں^ل، ایک روایت میں ہے کہ آنحضر سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جنت میں داخل ہوا تو بلند مرتبہ والے جنتی فقرار مہاجرین اور مومنین کے نابالغ بچے تھے اور جنت میں سب سے کم مالداروں اور عورتوں کی تعداد تھی، اس وقت مجھے بتایا گیا کہ مالداروں کا حساب دروازہ پر ہورہا ہے اور ان کو پاک وصاف کیا جارہا ہے اور عورتوں کو دنیا میں، سونے اور ریشم نے خدا سے اور خدا کے دین سے غافل رکھا اس لئے یہاں ان کی تعداد کم ہے^ع۔

مال بڑے وبال کی چیز ہے، اس کو دھیان کرکے حلال کے ذریعہ کمانا اور پھر اس میں سے اللہ کے اور اللہ کے بندوں کے حقوق ادا کرنا اور گناہوں میں نہ خرچ کرنا بڑا کٹھن کام ہے اس میں اکثر لوگ فیل ہوجاتے ہیں اور مال ہونے پر اپنی خواہش یا اولاد وبیوی کی فرمائش پر یا دنیاوی رسم ورواج سے دیکر گناہ کے کاموں میں روپے کو لگاتے ہیں اور زکوٰۃ صحیح حساب کرکے اکثر مالدار نہیں دیتے ہزاروں اشخاص جن پر حج فرض ہوچکا تھا بغیر حج ادا کئے مرجاتے ہیں اور مالداروں کے لئے گناہوں کے مواقع بہت ہیں جنت میں مال لے جاتے

---

^ل ترغیب ^ع ترغیب

اور لگاتے ہیں دوزخ میں مالدار زیادہ ہوں اور حساب کی وجہ سے اٹکے رہیں اس میں کوئی تعجب کی جگہ نہیں!

دوزخ میں عورتوں کی تعداد بھی بہت بھاری ہوگی ان کے دوزخ میں جانے کا سبب ابھی ابھی حدیث شریف سے یہ معلوم ہوا کہ دنیا میں ریشم اور سونے کے پھیر میں رہ کر خداوند کریم سے غافل رہیں عورتوں میں کپڑے اور زیور کی حرص جو ہوتی ہے اس کو کون نہیں جانتا؟ کپڑے اور زیور کے لئے شوہر کو حرام کمانے رشوت لینے قرض ادھار کرنے پر مجبور کرتی ہیں اور دکھاوے کے لئے پہنتی ہیں ایک محفل میں ایک جوڑا پہن کر گئی تھیں تو اب دوسری محفل میں اسی جوڑے کو پہن کر جانے کو عار سمجھتی ہیں، زیور پہن کر کہیں گرمی کے بہانے گلا کھول کر دکھاتی ہیں کہیں زیور کے ڈیزائنوں پر بحث چلا کر اپنے زیور کے انوکھا ہونے کی بڑائی ہانکتی ہیں۔ دکھاوا بہت بڑا گناہ ہے۔ ارشاد فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو بھی عورت دکھاوے کے لئے سونے کا زیور پہنے گی عذاب پاوے گی[1] جو زیور حرام کمائی کا ہے اس کا باعث عذاب ہونا ظاہر ہے لیکن جو زیور حلال کمائی سے بنتا ہے اس کی زکوٰۃ نہ عورتیں ادا کرتی ہیں نہ ان کے شوہر ادا کرتے ہیں جس مال کی زکوٰۃ نہ دی جائے گی وہ آخرت میں وبال اور عذاب بنے گا[2]

بخاری اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ عورتوں نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ عورتیں دوزخ میں زیادہ جانے والی کیوں ہوں گی؟ ارشاد فرمایا

---

[1] مشکوٰۃ [2] تفصیل صفحہ ۱۵۶ اور صفحہ ۱۵۷ پر گذر چکی ہے۔

واس لئے کہ تم لعنت زیادہ کرتی ہو اور شوہر کی ناشکری کرتی ہو۔[1]

اہلِ جنت کو دوزخ اور اہلِ دوزخ کو جنت دکھائی جائے گی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں جو کوئی داخل ہوگا اس کا دوزخ میں مقرر شدہ وہ ٹھکانا ضرور اس کو دکھلا دیا جائے گا جو بُرے عمل کرنے پر اس کو ملتا، تاکہ زیادہ شکر ادا کرے، اور جو کوئی دوزخ میں داخل ہوگا اس کا جنت میں مقرر شدہ وہ ٹھکانا ضرور اس کو دکھلا دیا جائے گا جو اچھے عمل کرنے پر ملتا۔ تاکہ اس کو زیادہ حسرت ہو۔[2]

جنت اور دوزخ دونوں پُر کر دیئے جائیں گے

سورۂ قٓ میں فرمایا ہے:

یَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَأْتِ	جس دن کہ ہم دوزخ سے کہیں گے کہ کیا تو بھر
وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ	گئی وہ کہے گی کیا کچھ اور بھی ہے؟

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخ میں دوزخی ڈالے جاتے رہیں گے اور وہ کہتی رہے گی کہ کیا اور بھی ہے؟ یہاں تک کہ اللہ رب العزت اس میں اپنا قدم رکھ دیں گے[3] جس کی وجہ سے سمٹ جائے گی اور کہے گی کہ آپ کی عزت اور

---

[1] مشکوٰۃ شریف [2] بخاری شریف [3] حق تعالیٰ ہاتھ پاؤں قدم تمام اعضاء اور جسمیت سے پاک ہیں قرآن و حدیث میں جہاں ایسا ذکر آوے اس کے متعلق یہی عقیدہ رکھیں کہ اس کا جو مطلب اللہ کے نزدیک ہے وہی ہمارے نزدیک ہے۔

کرم کی قسم بس! بس! اور جنت میں بھی فاضل جگہ باقی ہی رہتی جائے گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نئی مخلوق پیدا فرما کر اسی فاضل جگہ میں بسا دیں گے۔[1] دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے جنت و دوزخ دونوں کو بھر دینے کا ذمہ لیا ہے۔[2] دوزخ خالی رہ جائے گی تو نئی مخلوق پیدا فرما کر اس کو پُر نہ فرمائیں گے کیونکہ کیونکہ وہ بے قصور ہوں گے اور جنت میں جو جگہ بچ جائے گی اس کو نئی مخلوق پیدا فرما کر پُر فرما دیں گے ہمارے ایک بزرگ سے کسی نے کہا کہ وہی مزے میں رہے جو پیدا ہوتے ہی جنت میں ہوں گے انھوں نے فرمایا کہ ان کو کیا خاک مزا آئے گا نہ دنیا میں آئے نہ دکھ درد سہنے کی مصیبت پڑی، آرام کا مزہ اسی کو خوب محسوس ہوتا ہے جسے دکھ کے بعد نصیب ہوا ہو۔

دوزخ میں جانیوالوں کا اندازہ

حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حضرت آدم کو خطاب کرکے فرمائیں گے اے آدم! وہ عرض کریں گے لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ وَالْخَیْرُ کُلُّہٗ فِیْ یَدَیْکَ (میں حاضر ہوں اور حکم کا تابع ہوں اور ساری بہتری آپ ہی کے ہاتھ میں ہے) اللہ جل شانہٗ فرمائیں گے (اپنی اولاد میں سے) دوزخی نکال دو۔ وہ عرض کریں گے دوزخی کتنے ہیں؟ ارشاد ہوگا فی ہزار ۹۹۹ ہیں (یہ سن کر اولاد آدم کو سخت پریشانی ہوگی اور رنج و غم کی وجہ سے) اس وقت بچے بوڑھے ہو جائیں گے اور حاملہ عورتوں کا حمل گر جائے گا اور لوگ حواس باختہ ہو جائیں گے اور حقیقت میں بے ہوش نہ ہوں گے لیکن اللہ کا عذاب سخت ہوگا

---

[1] بخاری و مسلم [2] مشکوٰۃ شریف [3] فی المشکوٰۃ عن الشیخین فلا یظلم اللہ من خلقہ احدا ۱۲۔

جس کی وجہ سے بدحواسی ہوجائے گی، یہ سن کر حضرات صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ ایک جنتی ہم میں سے کون کون ہوگا؟ آپ نے فرمایا کہ (گھبراؤ نہیں) خوش ہوجاؤ کیونکہ یہ تعداد اس طرح ہے کہ ایک تم میں سے ہے اور ہزار یاجوج ماجوج میں سے مطلب یہ ہے کہ یاجوج ماجوج کی تعداد بہت ہی زیادہ ہے کہ اگر تم میں اور ان میں مقابلہ ہو تو تم میں سے ایک شخص کے مقابلے میں یاجوج ماجوج ایک ہزار آئیں گے اور چونکہ وہ بھی نسل آدم سے ہیں ان کو ملاکر فی ہزار ۹۹۹ دوزخ میں جائیں گے۔ وہ زمین میں فساد کرنے والے اور خدا کا انکار کرنے والے ہیں۔

روزِ قیامت کی مقدار

قیامت کا دن بہت لمبا ہوگا۔ حدیث شریف میں اس کی مقدار پچاس ہزار برس بتائی ہے یعنی پہلی مرتبہ صور پھونکنے کے وقت سے لے کر بہشتیوں کے بہشت میں جانے اور دوزخیوں کے دوزخ میں قرار پکڑنے تک پچاس ہزار برس کی مدت ہوگی۔ اتنا بڑا دن مشرکین و کافرین اور منافقین کے لئے بڑا سخت ہوگا، ایمان والے بندوں کے لئے اللہ تعالےٰ آسان فرما دیں گے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے اس دن کے بارے میں سوال کیا گیا جس کی مقدار پچاس ہزار برس کی ہوگی کہ اس دن کی لمبائی کا کیا ٹھکانا ہے (بھلا وہ کیسے کٹے گا)

آپ نے ارشاد فرمایا کہ قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے بلاشبہ وہ دن مومن پر اس قدر آسان کر دیا جائے گا کہ فرض نماز جو دنیا میں

---

[1] مشکوٰۃ ۱۲ دیکھو مشکوٰۃ شریف کتاب الزکوٰۃ صفحہ ۱۵۶ اور اس کتاب کا صفحہ

پڑھا کرتا تھا اس سے بھی ہلکا ہوگا،[1] کھٹ سے گذر بھی جائے گا اور ہول و مصیبت ہونے کی وجہ سے پریشانی بھی نہ ہوگی۔

موت کی موت

دوزخ میں ہمیشہ کے لئے کافر اور مشرک منافق ہی رہیں گے اور ان کو اس میں کبھی موت نہ آئے گی نہ عذاب ہلکا کیا جائے گا جیسا کہ سورۂ فاطر میں ارشاد ہے۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ	اور جو لوگ کافر ہیں ان کے لئے دوزخ کی آگ
لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَلَا	ہے نہ تو ان کو قضا آئے گی کہ مر ہی جاویں
يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا	اور نہ دوزخ کا عذاب ہی ان سے ہلکا کیا
كَذٰلِكَ نَجْزِيْ كُلَّ كَفُوْرٍ	جائے گا ہم ہر کافر کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں۔

گنہ گار مسلمان جو دوزخ میں جائیں گے سزا بھگتنے کے بعد جنت میں داخل کر دیے جائیں گے، جو جنت میں داخل ہوگا اس میں ہمیشہ رہے گا۔ جنت میں کسی کو موت نہ آئے گی۔ نہ اس سے نکالے جائیں گے نہ نکلنا چاہیں گے خَالِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا[2] حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب سارے جنتی جنت میں اور سارے دوزخی دوزخ میں پہونچ چکیں گے تو موت حاضر کی جاوے گی۔ یہاں تک کہ جنت اور دوزخ کے درمیان لانے کے بعد ذبح کر دی جائے گی پھر ایک منادی زور سے پکار دے گا کہ اے جنتیو اب موت نہیں اور اے دوزخیو اب موت نہیں! اس اعلان کے سبب جنتیوں

---

[1] مشکوٰۃ شریف [2] اس میں ہمیشہ رہیں گے اس کو چھوڑ کر کہیں جانا نہ چاہیں گے ۱۲

کی خوشی میں خوشی بڑھ جائے گی اور دوزخیوں کے رنج پر رنج کا اضافہ ہوجائیگا۔[1]

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آں حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (سورہ مریم کی آیت) وَاَنۡذِرۡهُمۡ يَوۡمَ الۡحَسۡرَةِ پڑھی (اور اس کے بعد حسرت کی تفسیر میں) فرمایا کہ موت (جسم صورت دے کر) لائی جائے گی گویا کہ وہ شکل وصورت میں سفید مینڈھا ہوگی جس میں سیاہ داغ بھی ہوں گے اور وہ جنت اور دوزخ کے درمیان والی دیوار پر کھڑی کی جائے گی پھر جنت والوں کو آواز دی جائے گی کہ اے جنت والو! یہ سن کر وہ نظر اٹھا کر دیکھیں گے اور ندا دی جائے گی کہ اے دوزخ والو! یہ سن کر وہ (بھی) نظر اٹھا کر دیکھیں گے اس کے بعد ان (تمام اہل جنت اور اہل دوزخ) سے سوال ہوگا کہ کیا تم اس کو پہچانتے ہو؟ وہ سب جواب دیں گے کہ ہاں پہچانتے ہیں یہ موت ہے اس کے بعد ان سب کے سامنے یہ اعلان کرنے کے لئے کہ اب موت نہ آئے گی موت کو لٹا کر ذبح کر دیا جائے گا (اس وقت اہل جنت کی خوشی اور اہل دوزخ کا رنج بے انتہا ہوگا) پس اگر جنت والوں کے لئے ہمیشہ زندہ اور باقی رہنے کا فیصلہ اللہ کی طرف سے نہ ہو چکا ہوتا تو اس وقت کی خوشی میں مرجاتے اور اگر دوزخ والوں کے لئے ہمیشہ کے لئے موت نہ آنے اور دوزخ میں ہمیشہ پڑے ہی رہنے کا فیصلہ اللہ کی طرف سے نہ ہو چکا ہوتا تو اس وقت کے رنج سے مرجاتے۔[2]

---

[1] مشکوٰۃ شریف عن البخاری والمسلم [2] اور ڈرا ان کو حسرت کے دن سے ۱۲

[2] ترمذی شریف

اصحاب الاعراف

اہل جنت اور اہل دوزخ کے درمیان ایک آڑ یعنی ایک دیوار ہوگی اس دیوار کا یا اس کے بالائی حصہ کا نام اعراف ہے اعراف پر عارضی بابت کے لئے ان مسلمانوں کو رکھا جائے گا جن کی نیکیاں اور برائیاں وزن میں برابر اُتریں گی، اعراف کے اوپر سے یہ لوگ اہل جنت اور اہل دوزخ دونوں کو دیکھتے اور پہچانتے ہوں گے اور دونوں فریق سے گفتگو کریں گے جس کی تفصیل سورۂ اعراف میں مذکور ہے چنانچہ ارشاد ربانی ہے:۔

وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ وَعَلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ يَعْرِفُونَ كُلًّا بِسِيمَاهُمْ وَنَادَوْا أَصْحٰبَ الْجَنَّةِ أَنْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَمْ يَدْخُلُوهَا وَهُمْ يَطْمَعُونَ ۝

اور ان دونوں (فریق) اہل جنت واہل دوزخ کے درمیان ایک آڑ (یعنی دیوار) ہوگی اور اس دیوار یا اس کے بالائی حصہ کا نام اعراف ہے (اس پر سے جنتی اور دوزخی سب نظر آویں گے) اعراف کے اوپر بہت سے آدمی ہوں گے وہ اہل جنت اور اہل دوزخ میں سے) ہر ایک کو ان کے قیافہ سے پہچانتے ہوں گے اور یہ اعراف والے اہل جنت کو پکار کر کہیں گے کہ السلام علیکم ابھی یہ اہل اعراف جنت میں داخل نہ ہوئے ہوں گے اور اس کے امیدوار ہوں گے[1]

آگے فرمایا:۔

وَإِذَا صُرِفَتْ أَبْصَارُهُمْ تِلْقَاءَ أَصْحَابِ النَّارِ قَالُوا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا

اور جب ان (اصحاب اعراف) کی نگاہیں اہل دوزخ کی طرف جا پڑیں گی تو اس وقت (ہول کھا کر

---

[1] بعد میں ان کی امید پوری کردی جائے گی ۱۲

مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ط

کہیں گے کہ اے ہمارے رب ہم کو ان ظالم لوگوں کے ساتھ عذاب میں شامل نہ کیجئے۔

پھر اصحاب اعراف کا دوزخ والوں کو ملامت کرنے کا تذکرہ فرمایا:

وَنَادٰۤی اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا يَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ قَالُوْا مَاۤ اَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ اَهٰۤؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ؕ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَاۤ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ

اور اہل اعراف دوزخیوں میں سے بہت سے آدمیوں کو جن کو کہ وہ ان کے قیافہ سے پہچانیں گے پکاریں گے اور کہیں گے کہ تمہاری جماعت اور تمہارا اپنے کو بڑا سمجھنا تمہارے کچھ کام نہ آیا اب دیکھو کیا یہ (جو جنت میں عیش کر رہے ہیں) وہی (مسلمان) ہیں جن کی نسبت تم قسمیں کھا کھا کر کہا کرتے تھے کہ ان پر اللہ (اپنی) رحمت نہ کرے گا۔ (حالانکہ ان پر رحمت یہ ہوئی کہ) ان سے کہہ دیا گیا کہ جاؤ جنت میں، تم پر نہ کچھ اندیشہ ہے نہ تم رنجیدہ ہوگے[1]

اہل اعراف بالآخر جنت میں داخل ہوجائیں گے[2] جنت اور دوزخ دونوں مقام اعمال کے بدلے کے لئے اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمائے ہیں جنت میں جانا حقیقی کامیابی ہے اور دوزخ میں جانا اصلی گھاٹا اور واقعی نقصان ہے جس سے بڑا کوئی نقصان نہیں، اس دنیا میں لوگ کامیابی اور بامرادی کی کوشش کرتے ہیں اور طرح طرح کی مصیبتوں کو مختلف ارادوں میں کامیاب ہونے کے لئے خوشی خوشی برداشت کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں

---

[1] از بیان القرآن [2] ایضاً ۱۲

اور کتابوں کے ذریعہ حشر و نشر اور حساب و قصاص میں میزان پلصراط، جنت دوزخ کے احوال سے اور حقیقی نفع و نقصان اور واقعی کامیابی سے باخبر فرمایا ہے اور اعمال صالحہ کی اچھی جزا سے اجمالاً و تفصیلاً اور اسی طرح بد اعمالی کی بُری پاداش سے اجمال و تفصیل کے ساتھ مطلع فرما کر اعمال صالحہ کرنے کی ترغیب اور تاکید فرمادی ہے، دنیا میں جو آتا ہے ضرور محنت و کوشش اور عمل کرتا ہے نیک و بد سب دوڑ دھوپ کرتے اور جان و مال اور وقت خرچ کرتے ہیں۔ اس سے زیادہ بدبخت کوئی نہیں ہے جس نے زندگی کی بہترین پونجی اور جان و مال کے سرمایہ کو دوزخ کے کاموں میں خرچ کرکے انتہائی ٹوٹا اور گھاٹا خریدا اور اپنی جان کو عذاب آخرت میں ڈالا مرنا تو سب ہی کو ہے مگر بہتر مرنے والے وہ ہیں جو جنت کے لیے جیتے اور مرتے ہیں یہی بندے کامیاب اور بامراد ہیں۔

سورۂ آل عمران میں فرمایا :۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ؕ	ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے، اور تم کو پورے بدلے قیامت ہی کے روز ملیں گے سو جو شخص دوزخ سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا پس وہ کامیاب ہوا اور دنیاوی زندگی دھوکے کے سودے کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔

اللہ رب العزت نے جب حضرت آدم و حضرت حوا علیہم السلام کو زمین میں بھیجا تھا تو فرمادیا تھا کہ جو میری ہدایت کا اتباع کرے گا سو وہ نہ گمراہ ہوگا نہ شقی ہوگا اور یہ بھی فرمادیا تھا کہ جو میری ہدایت کی پیروی کریگا

تو ایسوں پر نہ کچھ اندیشہ ہوگا نہ ایسے لوگ غمگین ہوں گے اور جو کفر کریں گے اور جھٹلائیں گے ہمارے احکام کو یہ دوزخ والے ہوں گے اس میں ہمیشہ رہیں گے سورہ طٰہٰ اور سورۂ بقرہ میں یہ اعلان موجود ہے جس نے دنیا میں اس اعلان پر کان دھرا اور اللہ کی ہدایت کو مانا بلاشبہ نہ یہاں راہ سے بھٹکا ہوا ہے نہ آخرت میں نامراد اور بدبخت ہوگا، اور جس نے اللہ کی ہدایت کو پس پشت ڈالا اس کے احکام کو جھٹلایا دوزخ میں جاکر اپنے کردار کی پاداش پائے گا۔ اَدْخَلَنَا اللّٰہُ الْجَنَّۃَ دَارَ النَّعِیْمِ وَاَعَاذَنَا مِنْ عَذَابِ الْجَحِیْمِ اِنَّہٗ ھُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ۔

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ

وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ

رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

تمت بالخیر

مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہریؒ

www.idaraimpex.com

Published by Mohammad Yunus for

IDARA IMPEX

D-80, Abul Fazal Enclave-I, Jamia Nagar, New Delhi-110 025 (India)

Tel.: 2695 6832 Fax: +91-11-6617 3545 Email: sales@idaraimpex.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

جنت، مرنے کے بعد کی تمام منزلوں میں سے آخری منزل ہے، جو اس میں داخل ہوگیا، ہمیشہ اسی میں رہے گا، اور جنت کی نت نئی نعمتوں سے مالامال ہوتا رہے گا۔ آپ نے برزخ کے حالات بھی پڑھے اور جہنم کے بھی اور قیامت کے ہولناک مناظر کا بھی مطالعہ کیا۔ اب اگلے اوراق میں جنت کی سیر کیجیے۔ جو متقیوں کے لئے تیار کی گئی ہے۔

سچ یہ ہے کہ مصنف مدظلہٗ نے، دہریت والحاد کے اس پُرفتن دور میں ہزاروں بھٹکے ہوؤں کو رشد وہدایت پر لگایا ہے۔ اب تک یہ کتاب ہزاروں کی تعداد میں لیتھو پر چھپتی رہی ہے اب پہلی بار پوری کتاب آفسیٹ مشین کے ذریعہ عکسی چھپوائی جارہی ہے۔ خداوند قدوس دنیا وآخرت کی سرخروئی کا اس کو ذریعہ فرمائے۔ فقط

بندہ

انیس احمد غفرلہٗ

۲ر فروری ۱۹۸۰ء مطابق ۲۵ ذیقعدہ ۱۴۰۰ھ

جنت کس چیز سے بنی ہے؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! (صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) جنت کس چیز سے بنی ہے؟ اس کے جواب میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک اینٹ سونے کی ہے اور ایک اینٹ چاندی کی ہے اور اس کا مسالہ (جس سے اینٹیں جوڑی گئی ہیں) تیز خوشبو دار مشک ہے۔ اس کی کنکریاں موتی اور یاقوت ہیں اور اس کی مٹی زعفران ہے، جو شخص جنت میں داخل ہوگا ہمیشہ نعمت میں رہے گا۔ اور کبھی کسی چیز کا محتاج نہ ہوگا ہمیشہ (زندہ) رہے گا اور موت نہ آئیگی جنتیوں کے کپڑے بوسیدہ ہوں گے نہ ان کی جوانی فنا ہوگی۔ ؎

جنت کی وسعت

سورۂ حدید میں ارشاد ہے:۔

سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ط

اپنے پروردگار کی مغفرت کی طرف اور ایسی جنت کی طرف دوڑو جس کی وسعت آسمان وزمین کی وسعت کے برابر ہے ان لوگوں کے واسطے تیار کی گئی ہے جو اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں۔

جنت بہت بڑی جگہ ہے اس کی وسعت کا اندازہ ادنیٰ درجہ کے جنتی کو جو کچھ ملے گا اس کی وسعت کو سامنے رکھ کر لگایا جاسکتا ہے بعض روایات

؎ احمد و ترمذی ۱۲

میں ہے کہ ادنیٰ جنتی ایک ہزار سال کی مسافت میں اپنی نعمتوں کو دیکھے گا اور کسی روایت میں ہے کہ ادنیٰ جنتی کو جو جگہ ملے گی پوری دنیا اور دس دنیا جیسی دس گنی جگہ کے برابر ہوگی یہ سب مخاطبین کے سمجھانے کے لئے ہے۔

سورۂ حدید میں ہے تمام انسانوں کے ذہن اور سمجھ کے قریب لانے کے لئے جنت کی وسعت کو آسمان و زمین کی وسعت کے برابر بتایا گیا ہے اور سورۂ آل عمران میں عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ فرمایا ہے جس میں سما (آسمان) کو بصیغۂ جمع لایا گیا ہے (یعنی جنت کی وسعت تمام آسمانوں اور زمین کے برابر ہے) اس کی مزید تشریح اور اس کے متعلق سوال و جواب ادنیٰ جنتی کے تذکرہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں سو درجے ہیں سارے عالم اگر ان میں سے ایک میں جمع ہو جائیں تو سب سما جاویں [1]

جنت کے دروازے

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے جو بھی کوئی مسلمان وضو کرے اور اچھی طرح پانی پہونچا وے اور پھر وضو کے بعد یوں کہے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے جس سے چاہے داخل ہو جائے۔ [2]

---

[1] ترمذی۔ [2] مسلم شریف "

اس حدیث سے جنت کے آٹھ دروازے معلوم ہوئے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اللہ کے راستے میں (یعنی اللہ کی رضا کے لئے) ایک قسم کی دو چیزیں (مثلاً دو درہم، دو دینار، دو روپے، دو کپڑے) خرچ کئے تو جنت میں اس کو بلایا جائے گا کہ اے اللہ کے بندے یہ بہتر ہے جو شخص نماز والا تھا[1] اسے نماز کے دروازے سے بلایا جائے گا اور جو شخص جہاد والا تھا وہ جہاد کے دروازے سے بلایا جائے گا، اور جو شخص صدقہ والا تھا اسے صدقہ کے دروازے سے بلایا جائیگا اور جو شخص روزہ والا تھا وہ باب الریان سے بلایا جائے گا۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں سب دروازوں سے کسی کو پکارا جائے، اس کی ضرورت تو ہے نہیں (کیونکہ اصل مقصد یعنی دخول جنت ایک دروازے سے داخل ہونے میں حاصل ہوجاتا ہے) لیکن پھر بھی پوچھتا ہوں کہ کیا کوئی ایسا بھی ہوگا جسے تکریماً و تشریفاً تمام دروازوں سے بلایا جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں! (ایسے بھی لوگ ہونگے) اور میں امید کرتا ہوں کہ تم ان ہی میں سے ہوگے۔[2]

---

[1] یعنی وہ شخص جو دیگر فرائض و ارکان کی ادائیگی کے ساتھ نماز (فرض و نفل و سنن) کا خاص دھیان اور اہتمام رکھتا تھا وہ نماز کے دروازے سے بلایا جائیگا یہ مطلب نہیں کہ صرف نماز پڑھتا تھا اور باقی فرائض چھوڑے ہوئے تھا، اسی طرح "جہاد والے" اور "صدقہ والے" اور "روزہ والے" کا مطلب سمجھ لو۔ ۱۲

[2] ترمذی شریف ۱۲

صاحب فتح الباری لکھتے ہیں کہ اس حدیث سے چار دروازوں کا علم ہوا۔
(۱) باب الصلوٰۃ (۲) باب الجہاد (۳) باب الصدقہ (۴) باب الریان۔
اس کے بعد لکھتے ہیں کہ ایک باب الحج یقیناً ہوگا۔ اور ایک دروازہ
ان حضرات کا ہوگا جو غصہ کو پی جاتے ہیں جس کے متعلق مسند احمد میں ایک
حدیث وارد ہوئی ہے، اور ایک دروازہ (الباب الایمن) متوکلین کے لئے
ہوگا جو بلا حساب وبلا عذاب اس دروازہ سے داخل ہوں گے۔ اور ایک
باب الذکر ہوگا جس کی طرف ترمذی (کی ایک حدیث) میں اشارہ ہے اور یہ بھی احتمال
ہے کہ آٹھواں دروازہ باب الذکر نہ ہو بلکہ باب العلم ہو۔ واللہ اعلم (ھٰذا کلمۃ الفتح)
پھر لکھتے ہیں کہ یہ بھی احتمال ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کے فضائل و مناقب میں جن دروازوں
کا ذکر ہے یہ جنت کے اصل (ابتدائی بڑے) پھاٹکوں کے علاوہ اندرونی دروازے
ہوں کیونکہ اعمال صالحہ آٹھ سے بہت زیادہ ہیں (ہر عمل صالح کا اگر ایک دروازہ ہو
تو بہت دروازے ہونے چاہئیں اس لئے اقرب ہے کہ اعمال صالحہ کے دروازے
اندرونی دروازے ہوں۔ ایک مرتبہ امیر بصرہ حضرت عتبہ بن غزوانؓ (صحابی) نے
خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ تم ایسے جہان کیطرف کوچ کرنیوالے ہو جہاں
سے اور کہیں جانا نہ ہوگا۔ لہٰذا تم یہاں سے بہترین اعمال لیکر روانہ ہونا۔ پھر فرمایا کہ
ہم کو یہ بتایا گیا ہے کہ جنت کے کواڑوں میں سے دو کواڑوں کے درمیان چالیس سال
کی مسافت کا فاصلہ ہے اور یہ یقینی بات ہے کہ ایک دن ایسا آئیگا کہ وہ بھرا ہوا ہوگا

لہ وفیہ نظر فقد ورد عند البخاری فی صفۃ ابواب الجنۃ ان الریان من الابواب
الثمانیۃ ۱۲ منہ

کی بھیڑ کے سبب اتنا بڑا دروازہ بھی تنگ پڑ جائے گا۔[1]

بخاری و مسلم کی ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جنت کے کواڑوں میں سے دو کواڑوں کے درمیان اتنا بڑا فاصلہ ہے جتنا شہر مکہ اور ہجر کے درمیان ہے۔ صاحب مجمع البحار لکھتے ہیں کہ ہجر بحرین کا دارالسلطنت ہے۔

دونوں حدیثوں سے دروازہ ہائے جنت کی وسعت اور چوڑائی کا علم ہوا پہلی حدیث میں دونوں کواڑوں کے درمیان کا فاصلہ چالیس سال کی مسافت بتایا ہے اور دوسری حدیث میں مکہ اور ہجر کے درمیان کی مسافت سے اس فاصلہ کو تشبیہ دی ہے حاضرین کی سمجھ کے قریب لانے کے لئے ان ہی کے محاورہ اور بول چال میں کبھی اس طرح فرمایا اور کبھی اس طرح سمجھایا یہ امر یقینی ہے کہ جنت کے دروازوں کی وسعت بہت ہی زیادہ ہے۔ جیسا مکان ہے ویسے دروازے ہیں۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ضرور بالضرور ایسا ہوگا کہ میری امت کے ستر ہزار یا (فرمایا) سات لاکھ افراد آپس میں ایک دوسرے کو پکڑے ہوئے داخل ہوں گے۔ ان (کی صف) کا پہلا شخص داخل نہ ہوگا جب تک کہ ان کا آخری شخص داخل نہ ہو جائے (مطلب یہ ہے کہ یک وقت ان کی پوری صف داخل ہوگی) پھر فرمایا کہ ان کے چہرے اس طرح چمکتے ہوں گے جیسے چودھویں کا چاند ہوتا ہے۔[2]

---

[1] مسلم ۱۲ [2] الترغیب والترہیب ۱۲ الترغیب عن البخاری و مسلم ۱۲

جنت میں داخل ہونیوالے حضرات کی دو جماعتیں

سورۂ واقعہ میں تین جماعتوں کا ذکر فرمایا ہے یعنی یہ بتایا ہے کہ قیامت کے روز تین جماعتوں میں لوگ بٹ جائیں گے۔

(۱) اَصْحٰبُ الْیَمِیْنِ یا اَصْحٰبُ الْمَیْمَنَۃِ (داہنے ہاتھ والے)

(۲) مُقَرَّبِیْنَ (خدا کے خاص مقرب بندے یعنی انبیاء، اولیاء صدیقین شہداء اور متقی حضرات)

(۳) اَصْحٰبُ الشِّمَالِ یا اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَۃِ (بائیں ہاتھ والے جن کے بائیں ہاتھ میں اعمال نامے دیئے جائیں گے) ولیکن دو گروہ تو جنتی ہوں گے۔ لیکن ان کے درجات میں فرق ہوگا۔ مُقَرَّبِیْنَ خاص بڑے مراتب اور درجات کے مستحق ہوں گے اور اَصْحٰبُ الْیَمِیْنِ یعنی عام مؤمنین ان سے کم درجہ میں ہوں گے اور تیسرا گروہ یعنی اَصْحٰبُ الشِّمَالِ دوزخیوں کا گروہ ہوگا۔

پہلے اللہ پاک نے مقربین کی جزا کا ذکر فرمایا ہے۔ اور یہ بتایا ہے کہ ان میں کا ایک بڑا گروہ اگلے لوگوں میں سے ہوگا اور ایک چھوٹی سی جماعت پچھلے لوگوں میں سے ہوگی۔ "اگلے لوگ" کون ہیں اور پچھلے لوگوں سے مراد کیا ہے؟ اس کے متعلق صاحب بیان القرآن لکھتے ہیں کہ اگلوں سے مراد متقدمین ہیں یعنی آدم علیہ السلام سے لے کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تک، اور پچھلوں سے مراد حضور اقدس کے اُمتی (یعنی آپ کے زمانے سے لے کر قیامت تک آنیوالے مسلمان مراد ہیں۔ [1]

---

[1] کذا فی الدر منثور عن جابر رض۔

پھر لکھتے ہیں کہ:۔

متقدمین میں کثرت سابقین اور متاخرین میں قلت سابقین کی وجہ یہ ہے کہ خواص ہر زمانے میں کم ہوتے ہیں اور متقدمین کا زمانہ بیشک امت محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ) کے زمانہ سے اطول (یعنی بہت لمبا) ہے۔ پس جس قدر خواص اس زمانہ طویل میں ہوئے ہیں جن میں ایک یا دو لاکھ یا کم و بیش انبیاء کرام علیہم السّلام بھی ہیں۔ باقتضاء عادت زمانۂ قصیر میں ان سے کم ہی ہوں گے۔ (انتہیٰ)

مفسر ابن کثیرؒ نے اولین اور آخرین کا مصداق بتاتے ہوئے دوسرا قول بھی نقل فرمایا ہے:۔

اب مقربین کی جزا معلوم کیجیئے ارشاد ربانی ہے۔

وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ۝ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ ۝ وَقَلِیْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ ۝ عَلٰی سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ۝ مُّتَّكِـِٕیْنَ عَلَیْهَا مُتَقٰبِلِیْنَ ۝ یَطُوْفُ عَلَیْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۝ بِاَكْوَابٍ وَّاَبَارِیْقَ ۝ وَكَاْسٍ مِّنْ مَّعِیْنٍ ۝ لَّا یُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا یُنْزِفُوْنَ ۝ وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا یَتَخَیَّرُوْنَ ۝ وَلَحْمِ طَیْرٍ	اور سبقت لے جانے والے وہ تو سبقت لے جانے والے ہیں۔ وہ (خدا سے خاص) قرب رکھنے والے ہیں۔ یہ لوگ آرام کے باغوں میں ہوں گے۔ ان کا ایک بڑا گروہ اگلے لوگوں میں سے ہوگا اور تھوڑی سی جماعت ان میں پچھلے لوگوں میں سے ہوگی وہ لوگ (سونے کے تاروں سے) بنے ہوئے تختوں پر تکیہ لگائے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔ ان کے پاس ایسے لڑکے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے۔

مِّمَّا يَشْتَهُونَ ۝ وَحُورٌ عِينٌ ۝ كَأَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُونِ ۝ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا تَأْثِيمًا ۝ إِلَّا قِيلًا سَلَامًا سَلَامًا ۝

یہ چیزیں لے کر آیا جایا کریں گے آبخورے اور آفتابے اور ایسا جام شراب جو بہتی ہوئی شراب سے بھرا جائے گا۔ نہ اس سے ان کو درد سر ہوگا اور نہ عقل میں فتور آئیگا اور میوے جن کو وہ پسند کریں گے اور پرندوں کا گوشت جو اُن کو مرغوب ہو اور ان کے لئے حور عین ہونگی جیسے پوشیدہ رکھا ہوا موتی۔ یہ ان کے اعمال کے صلے میں ملے گا۔ وہاں نہ بک بک سنیں گے اور نہ کوئی اور بیہودہ بات، بس سلام ہی سلام کی آواز آئے گی۔

اس کے بعد اصحٰبُ الیمین کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد ہے:۔

وَأَصْحَابُ الْيَمِينِ ۝ مَا أَصْحَابُ الْيَمِينِ ۝ فِي سِدْرٍ مَّخْضُودٍ ۝ وَطَلْحٍ مَّنضُودٍ ۝ وَظِلٍّ مَّمْدُودٍ ۝ وَمَاءٍ مَّسْكُوبٍ ۝ وَفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ ۝ لَّا مَقْطُوعَةٍ وَلَا مَمْنُوعَةٍ ۝ وَفُرُشٍ مَّرْفُوعَةٍ ۝ إِنَّا أَنشَأْنَاهُنَّ إِنشَاءً ۝ فَجَعَلْنَاهُنَّ أَبْكَارًا ۝ عُرُبًا أَتْرَابًا ۝ لِّأَصْحَابِ الْيَمِينِ ۝ ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ ۝ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْآخِرِينَ ۝

اور جو داہنے ہاتھ والے ہیں، وہ داہنے ہاتھ والے کیسے اچھے ہیں، وہ ان باغوں میں ہونگے جہاں بے کانٹے کی بیریاں ہونگی اور تہ بہ تہ کیلے ہوں گے۔ اور لمبا لمبا سایہ ہوگا، اور چلتا ہوا پانی ہوگا اور کثرت سے میوے ہوں گے جو نہ ختم ہوں گے اور نہ ان کی روک ہوگی اور اونچے اونچے بچھونے ہوں گے ہم نے ان عورتوں کو خاص طور پر بنایا ہے یعنی ہم نے ان کو ایسا بنایا ہے کہ وہ کنواریاں ہیں،

شوہروں کے لئے پیاری ہیں اور ان کی ہم عمر ہیں، یہ سب چیزیں اصحٰبُ الیمین کے لئے ہے۔ ان کا ایک بڑا گروہ اگلے لوگوں میں سے ہوگا اور ایک بڑا گروہ پچھلے لوگوں میں سے ہوگا۔

اس کے بعد قرآن شریف میں اَصحٰبُ الشِّمَال (یعنی اہلِ دوزخ) کا اور ان کی سزا کا ذکر ہے۔

فائدہ ۱:- مقربین کی جزا میں وہ سامانِ عیش زیادہ مذکور ہے جو اہلِ شہر کو زیادہ مرغوب ہے، اور اَصحٰبُ الیمین کی جزا میں وہ سامانِ عیش زیادہ مذکور ہے جو اہلِ قریہ (یعنی دیہات والوں) کو زیادہ مرغوب ہے۔ پس اشارہ اس طرف ہوگیا کہ ان میں ایسا تفاوت ہوگا جیسا اہلِ شہر اور اہلِ قریہ میں ہوتا ہے۔[1]

یعنی یہ مطلب نہیں کہ مقربین کی جزا میں جن نعمتوں کا ذکر ہے۔ ان سے اصحٰبُ الیمین محروم رہیں گے اور اصحٰبُ الیمین کی جزا میں جن چیزوں کا ذکر ہے وہ مقربین کے لئے نہ ہوں گے۔ کیونکہ نعمتوں میں تو سب ہی ہوں گے اور ولدان وغلمان اور جامِ شراب، پھل، میوے، وغیرہ سب ہی کو ملیں گے۔ ان مگر مقربین اور اصحٰب الیمین کے درجہ اور مرتبہ میں مختلف طرق سے فرق ہوگا جس کی طرف طرزِ بیان سے اشارہ فرمایا گیا ہے۔

فائدہ ثانیہ:- عام مؤمنین اہلِ جنت کو اصحٰب الیمین فرمایا ہے کیونکہ ان کے داہنے ہاتھ میں نامۂ اعمال دیا جائیگا۔ اور گو یہ مفہوم مقربین میں بھی مشترک ہے لیکن عام مؤمنین کو خصوصیت کے ساتھ اس نام سے ذکر کرنے میں اس طرف اشارہ ہے کہ ان میں اَصحٰبُ الیمین ہونے کی صفت ہے

---

[1] بیان القرآن از روح المعانی۔ ۱۲

زیادہ کوئی صفت قرب خاص کی نہیں پائی جاتی۔ لہ

جنت میں اعزاز کے ساتھ داخلہ اور فرشتوں کی طرف سے تسلیم و ترحیب اور مبارکبادی نیز امن و سلامتی کے ساتھ ہمیشگی کے قیام کا اعلان

سورۂ حجر میں فرمایا:۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ ۝

بلاشبہ خدا سے ڈرنے والے باغوں اور چشموں میں ہونگے۔ ان سے کہا جاویگا کہ تم ان میں سلامتی اور امن و امان کیساتھ داخل ہو جاؤ۔

سورۂ زمر میں ارشاد ہے :۔

حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ۝

یہاں تک کہ جب وہ جنت کے پاس پہونچینگے اور اس کے دروازے پہلے سے ترحیباً واکراماً کھلے ہونگے اور وہاں کے محافظ فرشتے ان سے کہیں گے کہ تم پر سلام ہو۔ خوب خوب مزے سے رہو پس ہمیشہ کے لئے داخل ہو جاؤ۔

یعنی اہل جنت کو جنت میں قیام کرنے کے لئے اعزاز و اکرام کے ساتھ داخل کیا جائے گا ان کے استقبال کے لئے پہلے سے دروازے کھلے ہونگے اور جنت کے محافظ فرشتے سلام کرینگے۔ اور خوش عیش زندگی کی مبارکبادی

لہ بیان القرآن ۱۲

دیں گے۔ اور یہ سنا دیں گے کہ آپ حضرات ایسی جگہ قیام پذیر ہو رہے ہیں جہاں امن وامان اور سلامتی ہی سلامتی ہے جہاں ہمیشہ اور باسلامت رہو گے نہ خوف وہراس ہوگا۔ نہ کسی طرح کی گھبراہٹ ہوگی رنج وغم، دکھ گھٹن اور تھکن کا نام نہ ہوگا۔

داخلہ کے بعد مبارکبادی

سورہ رعد میں ارشاد ہے:۔

وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ۙ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۚ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ

اور ایسے لوگ ہیں (جن کا اوپر سے آیت میں ذکر ہے) کہ جنھوں نے اپنے رب کی رضا جوئی کے لئے صبر کیا اور نماز قائم کی اور جو ہم نے جو ان کو دیا اس میں سے ظاہراً اور پوشیدہ طریقہ پر خرچ کرتے ہیں، اور حسن سلوک کے ذریعہ بد سلوکی کو دفع کرتے ہیں ان کے لئے اس جہان میں اچھا انجام ہے یعنی ہمیشہ رہنے کی جنتیں ہیں جن میں وہ داخل ہونگے اور ان کے ماں باپ اور ازواج (یعنی بیویاں) اور اولاد میں سے جو لائق ہونگے وہ بھی داخل ہوں گے اور ہر دروازہ سے ان کے پاس فرشتے (یوں کہنے کو آئیں گے کہ تم پر سلام ہو اس کی وجہ سے کہ تم نے دنیا میں صبر کیا سو اس جہان میں تمہارا انجام بہت اچھا ہے۔

مفسر ابن کثیر اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اہل جنت کو داخلۂ جنت کی مبارکبادی دینے کے لئے ہر طرف سے فرشتوں کی جماعتیں سلام کرتی ہوئی داخل ہوں گی، انکو اللہ سے تقرب اور انعام، اور دار السلام میں اقامت گزینی اور نبیین اور صدیقین کے پڑوس میں رہنے کا جو شرف نصیب ہوگا اس پر مبارکبادی دیں گے۔

دخول جنت پر اہل جنت کے کلمات تشکر

سورۂ زمر میں فرمایا۔

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي صَدَقَنَا وَعْدَهُ وَأَوْرَثَنَا الْأَرْضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ ۖ فَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ ۝

اور جنتی داخل جنت ہو کر کہیں گے کہ سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے ہم سے اپنا وعدہ سچا کیا اور ہم کو اس سرزمین کا مالک بنایا کہ جنت میں جہاں چاہیں مقام کریں سو اچھا بدلہ ہے عمل کرنے والوں کا۔

"جہاں چاہیں جنت میں مقام کریں" اس کا مطلب یہ ہے کہ خدائے پاک نے ہر جنتی کو بہت بڑی لمبی چوڑی جگہ دی جس میں پورا پورا اختیار حاصل ہوگا جہاں چاہے قیام کرے کوئی روک ٹوک نہیں ہے اور کوئی جگہ ایسی بھی نہیں ہے، جو قابلِ قیام نہ ہو اور اپنی جگہ سے جب کسی دوسرے جنتی سے ملنے کا ارادہ کریں گے تو اس کا بھی اختیار ہوگا۔

سورۂ اعراف میں فرمایا۔

وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِم مِّنْ غِلٍّ تَجْرِي مِن تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ ۖ وَقَالُوا

اور ان کے دلوں میں (جو) ایک دوسرے کی طرف سے کچھ غبار تھا اسے ہم نکال دیں گے ان کے نیچے نہریں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۗ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَاۤ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ؕ وَنُوْدُوْۤا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

ہماری بولی ہوں گی وہ یہ کہیں گے کہ سب تعریف اللہ ہی کیلئے ہے جس نے ہم کو اس مقام تک پہنچایا اور ہماری رسائی نہ ہوتی اگر اللہ ہم کو نہ پہنچاتے۔ واقعی سچ ہے کہ ہمارے رب کے پیغمبر سچی باتیں کر آئے تھے اور ان کو پکار کر کہا جائے گا کہ یہ جنت تم کو تمہارے اعمال کے بدلے دی گئی ہے۔

داخلہ کے بعد اہل جنت کا پہلا ناشتہ حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن زمین ایک روٹی بنجائے گی جس کو جبار و قہار اپنے دست قدرت میں لے کر اُلٹے پلٹے گا جیسے تم میں سے کوئی شخص سفر میں روٹی کو الٹا پلٹتا ہے (الٹ پلٹ کر ستوی بنا کر) اللہ تعالٰے زمین کو اہل جنت کی اولین مہمانی قرار دیگا۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہی تھا کہ ایک یہودی آپہنچا اور کہنے لگا اے ابوالقاسم[1] خدا آپ پر برکت نازل فرمائے کیا آپ کو بتلاؤں کہ قیامت کے دن اہل جنت کی پہلی مہمانی کس چیز سے ہوگی؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں بتا دے اس نے اسی طرح بیان کیا جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ زمین کی ایک روٹی بن جائیگی اجیسے

---

[1] ابوالقاسم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کنیت ہے ۱۲۔

اہل جنت سب سے پہلے ناشتہ کی جگہ کھائیں گے (راوی کہتے ہیں کہ اس یہودی کی بات سن کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری طرف دیکھ کر اس طرح ہنسے کہ آپ کی آخری ڈاڑھیں ظاہر ہو گئیں (یہ ہنسنا اس خوشی میں تھا کہ اللہ تعالیٰ نے جو علوم انبیاء سابقین کو دیئے تھے مجھے بھی دیئے ہیں جن میں سے بعض چیزیں نقل در نقل ہو کر یہودیوں میں بھی مشہور و معروف ہیں) اس کے بعد اس یہودی نے کہا کیا آپ کو یہ (بھی) بتاؤں کہ اہل جنت کا سالن کیا ہو گا (جس سے اولین مہمانی کی وہ روٹی کھائیں گے جو زمین سے بنی ہوئی ہوگی) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (وہ بھی) بتادے اس یہودی نے کہا کہ بیل ہو گا اور مچھلی ہوگی جس کی کلیجی کے زائد حصے سے ستر ہزار افراد کھائیں گے۔ لہ

جنت میں کھانے پینے کے لئے بے انتہا نعمتیں ہوں گی جب جنت میں قیام ہو جائیگا تو برابر کھاتے پیتے رہیں گے۔ مگر سب سے پہلے بطور ابتدائی مہمانی کے جو ناشتہ پیش کیا جائیگا وہ زمین کی روٹی کا ہو گا اور اس ناشتہ کے کھلانے میں یہ مصلحت ہے کہ زمین میں طرح طرح کے مزے ودیعت رکھے ہیں جو مختلف علاقوں اور ملکوں میں پھلوں اور رنگوں اور سبزیوں اور دیگر اشیاء میں پائے جاتے ہیں اور چونکہ کسی بھی شخص نے زمین سے پیدا ہونیوالی ہر نعمت نہیں کھائی ہے بلکہ کوئی اس پھل سے محروم ہے اور کسی کو وہ پھل نصیب نہیں ہوا اسی واسطے زمین کی روٹی بنا کر اہل جنت کو پہلے اسکے تمام مزے بحیثیت مجموعی چکھا دیئے جائینگے تاکہ جنت کی نعمتوں کو جب کھا نے پئیں تو ہر شخص کا یقین اس طرح سے عین الیقین ہو جائے کہ دنیا میں جو کچھ بھی میں نے یا کسی دوسرے نے کھایا پیا

لہ جمع الفوائد عن البخاری و مسلم ۔ ۲۰

ہے وہ سب جنت کی ہر نعمت کے سامنے ہیچ ہے۔

فائدہ:۔ یہودی نے جو روٹی کے ساتھ مچھلی اور بیل کا ناشتہ بتایا حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی تردید نہیں فرمائی جس سے معلوم ہوا اس نے صحیح بات کہی ہے۔ یہ جو کہا کہ مچھلی کی کلیجی کے زائد حصہ سے ستر ہزار افراد کھائیں گے۔ اس کے متعلق شارح مسلم علامہ نووی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ جگر میں ایک ٹکڑا لٹکا ہوا ہوتا ہے جو کھانے میں جگر کا بہترین حصہ ہے۔ کلیجی کا زائد حصہ اسی کو فرمایا ہے۔

سوال:۔ زمین کی روٹی کس طرح کھائی جاسکے گی ہم تو دیکھتے ہیں کہ زمین کے ذرات غذا میں مل جاتے ہیں تو کھائی نہیں جاتی اور کرکراپن ظاہر ہو جاتا ہے؟

جواب:۔ دنیا میں جس قدر بھی غلے اور پھل، میوے، سبزیاں، ترکاریاں اور غذائیں ہیں سب زمین ہی سے نکلتی ہیں۔ جس قادر و قیوم نے زمین سے ایسی لذیذ چیزیں نکال دیں۔ اس کو قدرت ہے کہ عین زمین ہی کو کھانے کی چیز بنا دیوے اور اس میں ایسی کیفیت پیدا فرما دیوے جس سے زبان بھی مزہ لیوے اور حلق میں بھی بہ آسانی اتر جاوے۔

اِنَّہٗ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

اہلِ جنت کا قد و قامت، پاکیزگی اور حُسن و جمال

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا اُن کی صورتیں چودھویں رات کے چاند کی طرح (چمکتی دمکتی) ہوں گی۔ اور جو لوگ ان کے بعد (دوسرے نمبر پر) داخل ہونگے ان کی صورتیں بہت زیادہ روشن ستارہ کی طرح سے (منور) ہوں گی۔ سب جنتیوں کے دل ایک ہی دل پر ہونگے (یعنی ان کے آپس میں ایسی محبت ہوگی جیسے قالب بہت ہوں اور قلب ایک ہو) ان میں آپس میں نہ اختلاف ہوگا نہ بغض ہوگا۔ ہر ایک کے لئے (حور عین میں سے کم از کم) دو بیویاں ہونگی، ان میں سے ہر بیوی کی پنڈلی کا گودا حسن کی وجہ سے (ہڈی اور) گوشت کے باہر سے نظر آئیگا۔ یہ لوگ صبح شام اللہ کی تسبیح بیان کریں گے۔ نہ بیمار ہوں گے، نہ ناک سے رینٹ آئیگا اور نہ تھوکیں گے۔ ان کے برتن سونے چاندی کے ہوں گے اور ان کی کنگھیاں سونے کی ہونگی۔ ان کی انگیٹھیوں میں خوشبو پھیلنے کے لئے جو چیز جلے گی وہ عود ہوگی اور ان کا پسینہ مشک (کی طرح خوشبودار) ہوگا۔[1]

اس حدیث سے اہلِ جنت کے حسن و جمال اور ان کی بیویوں کی خوبصورتی کا حال معلوم ہوا۔ نیز ان کی صفائی ستھرائی کا بھی پتہ چلا کہ ان کو نہ ناک صاف کرنیکی ضرورت ہوگی اور نہ تھوکنے کی حاجت ہوگی۔ دوسری روایات میں یہ

---

[1] بخاری شریف ۱۲۰

بھی ہے کہ لَا یَبُولُونَ وَلَا یَتَغَوَّطُونَ (یعنی اہلِ جنت نہ پیشاب کریں گے نہ پاخانہ کی حاجت ہوگی) پسینہ جو آئے گا وہ گرمی کی وجہ سے نہ ہوگا بلکہ کھانا ہضم ہوجانے کا ذریعہ ہوگا (جیسا بیان آگے آئیگا) اور وہ پسینہ خوشبودار اور خوشگوار ہوگا۔

حدیث بالا میں ہے کہ اہلِ جنت کی انگیٹھیوں میں جلنے والی چیز عود ہوگی۔ ذہن میں لانے کے لئے "عود" کو اگر کی لکڑی سمجھ لیجئے جس کے برادہ سے اگر بتیاں بنتی ہیں چونکہ اگر قیمتی چیز ہے اس لئے دوسری لکڑی کی باریک سلائیوں پر اس کا برادہ لپیٹ کر اگر بتی بنائی جاتی ہے جنت میں کسی چیز کی کمی نہ ہوگی۔ لہٰذا خوشبو کے لئے عود ہی سلگ رہا ہوگا (اس کے برادہ کی بتیاں بنانے کی حاجت نہ ہوگی) اور یہ وہاں کا عود ہوگا۔ یہاں کے عود پر قیاس نہ کریں یہ انگیٹھیاں آگ سے جل رہی ہونگی یا کسی دوسری چیز سے؟ اس کے متعلق کوئی تصریح نہیں دیکھی۔

فائدہ :- بخاری شریف میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السّلام کو پیدا فرمایا تو ان کا قد ساٹھ ہاتھ کا تھا۔ اور جنت میں جو بھی داخل ہوگا آدم علیہ السلام کی صورت پر ساٹھ ہاتھ کا ہوگا۔ [۱]

سوال :- اتنے لمبے لمبے آدمی بھلا کیا اچھے معلوم ہوں گے؟

جواب :- جب سب ہی ایک قد کے ہونگے تو کسی کا قد بھی اعتدال سے باہر معلوم نہ ہوگا۔ اور سب ہی کو پسند آئے گا۔

---

[۱] بخاری شریف باب خلق آدم وذریتہ ۱۲ وفی روایتہ عند البخاری وفی صفۃ اھل الجنۃ، علی صورۃ ابیھم آدم ستون ذراعاً فی السماء ۱۲ قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی السماء ای فی العلو والارتفاع ۱۲۔

فائدہ کا تانیہ :- حدیث میں جو لفظ بکرۃً و عشیّاً (صبح و شام) فرمایا اس کے متعلق شراح حدیث لکھتے ہیں کہ اس سے حقیقی صبح و شام مراد نہیں ہے کیونکہ وہاں طلوع و غروب نہ ہوگا۔ بلکہ ایک ہی طرح کا سماں ہوگا لیل و نہار کی آمد و رفت نہ ہوگی۔ فتح الباری میں ایک ضعیف روایت نقل کی ہے کہ عرش الٰہی کے نیچے ایک پردہ لٹکا ہوا ہوگا۔ اس کا لپیٹ دیا جانا شام کی علامت ہوگی اور اسکا پھیل جانا صبح کی نشانی ہوگی یعنی مقررہ وقفہ گذر جانے پر اس پردہ سے صبح و شام کی علامت ظاہر ہوا کرے گی اور یہ تسبیح الٰہی میں مشغول ہونے کے اوقات ہوں گے۔ اور گو جنت میں ہمہ وقت بلا اختیار سانس کی طرح تسبیح جاری ہوگی مگر اپنے اختیار سے بھی صبح و شام تسبیح میں مشغول ہونا پسند کریں گے۔[1]

اہلِ جنت کے ڈاڑھی نہ ہوگی اور ان کی آنکھیں سُرمگیں ہوں گی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اہل جنت بے جسم (بے بال) اور امرد ہونگے۔ ان کی آنکھیں ایسی حسین ہوں گی کہ بغیر سرمہ لگائے ہی سرمگیں معلوم ہونگی، نہ ان کی جوانی فنا ہوگی، نہ کپڑے بوسیدہ ہوں گے۔[2]

[1] یسبحون اللہ بکرۃ و عشیا فان قلت تسبیح انما یکون فی دار التکلیف و الجنۃ دار الجزاء قلت انما ھو تلذذ فان قلت لا بکرۃ ولا عشیا اذ لا طلوع ولا غروب قلت المراد مقدارھما او دائما یتلذذون به (کذا فی حاشیۃ البخاری)

[2] ترمذی

اہلِ جنت اَجْرَدْ و اَمْرَدْ ہوں گے۔ یعنی ان کے جسم پر بال نہ ہوں گے، اور سب (مرد و عورت) بے ڈاڑھی کے ہوں گے۔ جسم پر بال نہ ہونے کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ سر کے بالوں کے علاوہ کسی بھی جگہ بال نہ ہوں اور دوسرا مطلب یہ کہ جن جگہوں کے بالوں کو دُور کرنا پڑتا ہے (مثلاً زیرِ ناف اور بغلیں)، وہاں تو بالکل ہی بال نہ ہوں گے اور سینہ اور پنڈلیوں وغیرہ پر جو بال ہوں گے، بہت ہلکے ہوں گے۔ خوب بھرے ہوئے نہ ہوں گے۔ جن سے کھال کی خوبصورتی دب جائے۔ سر کے بالوں کا علیحدہ مستقل ذکر کسی روایت میں نہیں پایا گیا لیکن بخاری شریف کی روایت میں جو یہ فرمایا کہ ان کی کنگھیاں سونے کی ہونگی اس سے صاف ظاہر ہے کہ ان کے سر پر بال ہونگے۔

چہرہ پر ڈاڑھی نہ ہونے کی تمنا جنت میں پوری ہو جائیگی۔ ہمارے ایک بزرگ سے کسی نے سوال کیا کہ ڈاڑھی نہ ہونے سے کیا فائدہ ہوگا؟ فرمایا کہ اس کا جواب ان سے معلوم کرو جو ڈاڑھی منڈاتے ہیں۔ بہر حال جنت میں تو ہر چیز حسین ہوگی۔ ڈاڑھی نہ ہونے پر بھی مردوں کا حسن دوبالا رہے گا اور ایسے بال نکل کر نہ آئیں گے جن کو مونڈنا پڑے اور اس کی وجہ سے کھال خراب ہو۔

اہلِ جنت کی تندرستی اور جوانی

حضرت ابو سعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک (فرشتہ) منادی (جنتیوں میں) پکار کر اعلان کر دیگا کہ اے جنت والو تمہارے لئے یہ بات طے شدہ ہے کہ ہمیشہ تندرست رہوگے کبھی بیمار نہ ہوگے اور (یہ بھی) طے شدہ ہے

کہ ہمیشہ زندہ رہو گے کبھی موت نہ آئے گی۔ اور (یہ کہ) ہمیشہ جوان رہو گے کبھی بوڑھے نہ ہو گے اور (یہ کہ) ہمیشہ نعمتوں میں رہو گے۔ کبھی محتاج نہ ہو گے۔ لہ

اہلِ جنّت کی عمریں

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں جانے والا جو شخص اس دنیا سے رخصت ہوگا چھوٹا ہو یا بڑا (داخلۂ جنت کے وقت) سب تیس سال کے کر دیئے جائینگے اس سے کبھی آگے نہ بڑھیں گے۔ کہ

تیس سال کی عمر درمیانی عمر ہے اس میں نہ بچپنا نہ نادانی ہوتی ہے، نہ جوش دیوانی ہوتی ہے نہ بڑھاپا آتا ہے، نہ بڑھاپے کے آثار ہوتے ہیں، اس عمر میں شباب کامل اور فہم کامل دونوں حاصل ہوتے ہیں، ہوش و حواس یکجا اور اعضا صحیح سالم ہوتے ہیں۔ اسی لئے یہ عمر اہل جنت کے لئے رکھی گئی ہے چھوٹا ہو یا بڑا ہر شخص تیس سال کا کر دیا جائے گا یعنی تیس سال کی عمر کے جو اوصاف و احوال ہوتے ہیں (جن کا اوپر ذکر ہوا) تمام اہل جنت ان سے متصف ہونگے ہمیشہ ہمیش جنت میں رہیں گے۔ مگر نہ بڑھاپا آئیگا نہ جوانی میں کمزوری آئیگی نہ ہوش و حواس میں خلل پیدا ہوگا نہ دانت اکھڑیں گے نہ بینائی میں فرق آئیگا۔ بعض روایات میں اہل جنت کی عمر ۳۳ سال بھی وارد ہوئی ہے۔

جنّت کے باغات اور درخت

سورۂ نبا میں فرمایا۔

لہ مسلم شریف ۱۲ کہ فی بعض الروایات ثلثین او ثلث وثلثین معر الشک من الراوی وفی بعض ثلث و ثلثین من غیر شک ۱۲ کہ ترمذی ۱۲

اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا حَدَآئِقَ وَاَعْنَابًا وَّكَوَاعِبَ اَتْرَابًا وَّكَاْسًا دِهَاقًا ۝	بلاشبہ پرہیزگاروں کے لئے بڑی کامیابی ہے۔ باغ ہیں اور انگور ہیں اور نوخیز ہم عمر عورتیں ہیں اور لبالب بھرے ہوئے شراب کے جام ہیں۔

اور سورۂ ذاریات میں ارشاد ہے :-

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِىْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ اٰخِذِيْنَ مَآ اٰتٰهُمْ رَبُّهُمْ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ	بیشک پرہیزگار لوگ باغوں اور چشموں میں ہوں گے۔ ان کے رب نے ان کو جو عطا فرمایا ہوگا وہ لے رہے ہوں گے بلاشبہ وہ اس سے پہلے (دنیا) میں اچھے کام کرنے والے تھے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ جنت میں ایک درخت ہے جس کے سایہ میں بہترین تیز رفتار ہلکے پھلکے گھوڑے پر سوار ہو کر گذرنے والا سو برس تک چلتا رہیگا تو اس کے سایہ کو طے نہ کر سکے گا۔[۱] اس کے بعد فرمایا وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ (یعنی سورۂ واقعہ میں وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ جو پھیلا ہوا سایہ فرمایا ہے وہی درخت والا سایہ) ہے۔[۲]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں کوئی درخت ایسا نہیں جس کا تنہ سونے کا نہ ہو۔[۳]

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں حضرت سلمان فارسی رضی

---

[۱] بخاری و مسلم [۲] الترغیب والترہیب [۳] ترمذی

کے پاس گیا۔ انھوں نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے ایک بہت چھوٹا سا لکڑی کا ٹکڑا لیا جو ان کی انگلیوں کے بیچ میں ٹھیک طرح دکھائی بھی نہ دیتا تھا اس کو ہاتھ میں لے کر فرمایا کہ اے جریر اگر تم جنت میں اتنی سی لکڑی بھی تلاش کروگے تو نہ پاؤ گے میں نے عرض کیا کہ نخل[1] اور شجر[2] کہاں جائیں گے، جن کا قرآن و حدیث میں ذکر ہے؟ فرمایا نخل و شجر تو وہاں ہونگے لیکن لکڑی کے نہ ہونگے۔ ان کے تنے موتیوں کے اور سونے کے ہوں گے۔ اور اوپر کھجوریں لگی ہوں گی[3]

سورۂ رحمٰن کے تیسرے رکوع کے نصف اول میں دو باغوں کا ذکر ہے جو خواص مقربین کے لئے ہوں گے یعنی ہر مقرب کے لئے دو دو باغ ہوں گے پھر نصف دوم میں دوسرے دو باغوں کا ذکر ہے جو عام مؤمنین کے لئے ہونگے اور ہر شخص کو دو دو ملیں گے۔ مگر مقربین کے باغوں سے درجہ میں کم ہونگے۔ چنانچہ ارشاد ہے :-

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ؕ	اور جس نے اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے
فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ؕ	سے خوف رکھا اس کے لئے (یعنی ہر متقی کے
ذَوَاتَآ اَفْنَانٍ ؕ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا	لئے) دو باغ ہوں گے۔ سو اے انس و جن
تُكَذِّبٰنِ ؕ فِیْهِمَا عَیْنٰنِ	تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر
تَجْرِیٰنِ ؕ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا	ہو جاؤ گے، وہ دونوں باغ کثیر شاخوں والے
تُكَذِّبٰنِ ؕ فِیْهِمَا مِنْ كُلِّ	ہوں گے۔ سوائے انس و جن تم اپنے
فَاكِهَةٍ زَوْجٰنِ ؕ فَبِاَیِّ	رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر

[1] نخل کھجور کا درخت ۱۲ [2] درخت ۱۲ [3] رواہ البیہقی باسناد حسن کذا فی الترغیب ۱۲

اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ مُتَّكِـِٕيْنَ
عَلٰى فُرُشٍۢ بَطَآئِنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ ؕ
وَجَنَا الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ
رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ فِيْهِنَّ قٰصِرٰتُ
الطَّرْفِ ۙ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ
وَلَا جَآنٌّ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ
كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ ۝ فَبِاَيِّ
اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ هَلْ جَزَآءُ
الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ۝ فَبِاَيِّ
اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝

منکر ہو جاؤ گے ان دونوں باغوں میں
دو چشمے ہوں گے جو بہتے چلے جاویں گے
سوائے انس و جن تم اپنے رب کی کون
کونسی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے ان
دونوں باغوں میں ہر میوے کی دو دو
قسمیں ہوں گی سوائے انس و جن تم اپنے
رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے
وہ لوگ تکیہ لگائے ایسے بچھونوں پر بیٹھے ہوں گے
جن کے استر دبیز ریشم کے ہوں گے
اور ان دونوں باغوں کا پھل نزدیک ہوگا
سوائے انس و جن تم اپنے رب کی کون کونسی
نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے۔ ان میں نیچی نگاہ والیاں

ہوں گی جن پر ان لوگوں سے پہلے نہ کسی انسان نے تصرف کیا ہوگا نہ کسی جن نے سوائے انس و جن تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے۔ گویا وہ یاقوت اور مرجان ہیں۔ سوائے انس و جن تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے۔ بھلا حسن کارکردگی کا بدلہ حسن عطا کے سوا کیا ہے۔ سوائے انس و جن تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے۔

یہ جو فرمایا کہ ان باغوں میں ہر میوے کی دو قسمیں ہوں گی ان کے متعلق معالم التنزیل میں بعض علماء کا قول نقل کیا ہے کہ ایک قسم تو میووں کی (یعنی

پھلوں کی، اور ایک قسم خشک میووں کی ہوگی۔

اس کے بعد عام مومنین کے باغوں کا ذکر ہے چنانچہ ارشاد ہے:-

وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ ۚ فَبِاَيِّ
اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۚ مُدْهَآ
مَّتٰنِ ۚ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۚ
فِيْهِمَا عَيْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ ۚ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبٰنِ ۚ فِيْهِمَا فَاكِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَّ
رُمَّانٌ ۚ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۚ
فِيْهِنَّ خَيْرٰتٌ حِسَانٌ ۚ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ
رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۚ حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِي
الْخِيَامِ ۚ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۚ لَمْ
يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا
جَآنٌّ ۚ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبٰنِ ۚ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ
خُضْرٍ وَّعَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ ۚ فَبِاَيِّ
اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۚ تَبٰرَكَ
اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ

اور ان باغوں سے کم درجہ کے دو باغ اور ہونگے
سوائے انس وجن تم اپنے رب کی کون کونسی
نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے وہ دونوں باغ گہرے
سبز ہوں گے۔ سوائے انس وجن تم اپنے رب
کی کون کونسی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے۔ ان
دونوں باغوں میں جوش مارنے والے دو
چشمے ہونگے۔ سوائے انس وجن تم اپنے
رب کی کون کونسی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے
ان دونوں باغوں میں میوے اور کھجوریں
اور انار ہونگے۔ سوائے انس وجن تم اپنے
رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر
ہو جاؤگے۔ ان میں خوب سیرت خوبصورت
عورتیں ہوں گی۔ سوائے انس وجن تم اپنے
رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے
وہ حوریں ہونگی جو خیموں میں محفوظ ہوں گی

سوائے انس وجن تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے۔ ان لوگوں سے پہلے
ان پر نہ تو کسی انسان نے تصرف کیا ہوگا نہ کسی جن نے۔ سوائے انس وجن تم اپنے رب کی

کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے۔ وہ لوگ میل بوٹوں والے عجیب خوبصورت سبز کپڑوں پر تکیہ لگائے ہونگے سو اے انس وجن تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے۔ بڑا بابرکت نام ہے تیرے رب کا جو جلال اور اکرام والا ہے۔

جنت کے پھل اور میوے

اہل جنت تنعم اور تلذذ کے لئے پھل اور میوے کھائیں گے۔ قرآن شریف میں جگہ جگہ اس کا ذکر ہے۔

سورۂ ص میں ارشاد ہے:۔

مُتَّكِئِينَ فِيهَا يَدْعُونَ فِيهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ وَشَرَابٍ ۝ — وہ ان باغوں میں تکیے لگائے ہونگے۔ (اور) وہاں بہت میوے اور پینے کی چیزیں منگائینگے

سورۂ یٰسٓ میں فرمایا:۔

لَهُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ وَلَهُمْ مَا يَدَّعُونَ ۝ — ان کے لئے وہاں میوے ہیں اور جو کچھ طلب کریں تو وہ سب ہے۔

یعنی ہر قسم کے میوے ان کے لئے موجود ہوں گے اور لذت وخواہش کی چیزوں میں سے جو کچھ بھی طلب کریں گے سب حاضر کردیا جائیگا۔

سورۂ واقعہ میں میوہ کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد ہے:۔ وَفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ لَا مَقْطُوعَةٍ وَلَا مَمْنُوعَةٍ (اور اصحاب الیمین) کثیر میووں میں ہونگے۔ جو نہ ختم ہوں گے نہ ان کی روک ٹوک ہوگی۔

سورۂ دہر میں ارشاد ہے:۔

وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلَالُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوفُهَا تَذْلِيلًا ۝ — اور وہاں یہ حالت ہوگی کہ ان پر سائے جھکے ہونگے اور جنت کے میوے ان کے اختیار میں

دیئے جائیں گے

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے وَذُلِّلَتْ قُطُوفُهَا تَذْلِيلًا کا مطلب بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ جنتی حضرات جنت کے پھل کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے کھائیں گے۔ ؎

مفسر ابن کثیرؒ لکھتے ہیں کہ جب کوئی جنتی پھل لینا چاہے گا تو پھل اسکے قریب آجائیگا اور ٹہنی سے اس طرح لٹک آئیگا کہ گویا وہ سننے والا فرمانبردار ہے جنتی کھڑا ہوگا تو پھل اس کے ساتھ اوپر کو اٹھ جائینگے اور اگر بیٹھے یا لیٹے گا تو تو اس کے ساتھ چلے آئیں گے۔

صاحب معالم التنزیل وَجَنَا الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جنت میں پھل کا درخت اللہ کے دوستوں (یعنی جنتیوں) کے قریب خود آجائے گا۔ چاہیں گے تو کھڑے ہو کر پھل توڑ لیں گے اور چاہیں گے تو بیٹھے ہی بیٹھے لے لیں گے۔

حضرت قتادہؒ نے فرمایا کہ جنتیوں کے ہاتھ نہ تو دوری کی وجہ سے پھلوں سے محروم ہونگے نہ کانٹوں کی وجہ سے (کیونکہ درخت خود قریب آجائیں گے اور کانٹے دار بھی نہ ہونگے) وَمَا يَرُدُّ أَيْدِيَهُمْ عَنْهَا بُعْدٌ وَلَا شَوْكٌ قرآن شریف میں جنتی کھجوروں، انگوروں، اناروں، کیلوں اور بیروں کا ذکر تو نام لے کر وارد ہوا ہے اور ان کے علاوہ بے انتہا پھلوں کی قسمیں ہونگی۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ دنیا کا کوئی میٹھا اور کھٹا پھل ایسا نہیں جو جنت

؎ رواہ البیہقی باسناد حسن کذا فی الترغیب ؎ جن آیات میں ان کا تذکرہ ہے گذشتہ صفحات میں گذر چکی ہیں ۱۲

میں نہ ہوجیسی کہ حنظل (یعنی اندرائن کا پھل جو سخت کڑوا ہوتا ہے) وہ بھی ہوگا۔ مگر وہ وہاں میٹھا ہوگا۔ [1]

سورۂ محمد میں ارشاد ہے وَلَهُمْ فِيهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ ط (یعنی ان کے لئے وہاں ہر قسم کے پھل ہونگے، اور ان کے رب کی طرف سے بخشش ہوگی)

سورۂ بقرہ میں ارشاد ہے:۔

وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ كُلَّمَا رُزِقُوا مِنْهَا مِن ثَمَرَةٍ رِّزْقًا قَالُوا هَٰذَا الَّذِي رُزِقْنَا مِن قَبْلُ وَأُتُوا بِهِ مُتَشَابِهًا ط وَلَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَهُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ط

(پ ۱ سورہ بقرہ ع ۳)

اور آپ خوشخبری سنا دیں ایسے لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے اس بات کی (خوشخبری) کہ ان کے لئے جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں جلتی ہونگی جب بھی کوئی پھل ان جنتوں میں سے ان کو کھانے کو ملے گا تو ہر بار کہیں گے کہ یہ (تو) وہی ہے جو اس سے پہلے ہم کو مل چکا ہے اور ان کے پاس (شکل وصورت میں) ملتے جلتے پھل لائے جائیں گے اور ان کے لئے وہاں پاکیزہ بیویاں ہونگی اور وہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

صاحب بیان القرآن لکھتے ہیں کہ اکثر لطف کے واسطے ایسا ہوگا کہ دونوں بار کے پھلوں کی صورت ایک سی ہوگی جس سے وہ یوں سمجھیں گے کہ یہ پہلی ہی قسم کا پھل ہے مگر کھانے میں مزہ دوسرا ہوگا جس سے حظ وسرور مضاعف ہوگا۔

[1] ذکرہ البغوی فی تفسیر سورۃ الرحمٰن ۱۴۰

مفسر ابن کثیرؒ نے اس کی تفسیر میں حضرت ابن عباسؓ اور دیگر صحابہؓ سے یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ جنتی حضرات پھل کی صورت دیکھ کر کہیں گے کہ یہ پھل تو ہم نے دنیا میں دیکھا ہے لیکن جب اس کو کھائیں گے تو معلوم ہوگا کہ صرف شکل و صورت میں مشابہت ہے اور مزہ کچھ اور ہی ہے مشکوٰۃ شریف باب صلوٰۃ الخسوف میں بحوالہ بخاری و مسلم نقل کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج گرہن ہوگیا۔ آپ نے گرہن کی نماز پڑھائی جو بہت لمبی نماز تھی جب آپ نے سلام پھیرا تو سورج صاف ہو چکا تھا۔ سلام کے بعد فرمایا کہ بلاشبہ سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ کسی کے مرنے جینے کی وجہ سے ان کو گرہن نہیں ہوتا ہے پس جب تم چاند سورج کا گرہن دیکھو تو اللہ کا ذکر کرو۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہم نے دیکھا کہ (نماز پڑھاتے میں) آپ نے اپنی اسی جگہ (کھڑے کھڑے) کچھ لینا چاہا۔ پھر ہم نے دیکھا کہ آپ پیچھے ہٹے (یہ کیا بات تھی؟) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا کہ میں نے (یہیں کھڑے کھڑے) جنت دیکھی لہٰذا میں نے اس میں سے ایک خوشہ لینے کا ارادہ کیا اور اگر میں ایک خوشہ لے لیتا تو جب تک دنیا باقی رہتی تم اس میں سے کھاتے رہتے[1] اس حدیث سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ جنت کے پھل کتنے بڑے بڑے ہیں۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے سامنے جنت پیش کی گئی تو میں نے تم کو دکھانے کے لئے انگوروں کا ایک خوشہ لینا چاہا پس (خدا کی حکمت) ایسی ہوئی کہ میرے

---

[1] الحدیث ۱۲

اور خوشہ کے درمیان آڑ لگادی گئی۔ لہٰذا میں نہ لے سکا۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ جنت کے انگور کے ایک دانہ کا رس کس قدر ہوگا؟ فرمایا کہ تیری والدہ نے سب سے بڑا ڈول جو کبھی اچھڑہ کاٹ کر بنایا ہو اس کو ذہن میں لاکر غور کر لے یعنی ایک دانہ سے بہت بڑا ڈول بھر سکتا ہے۔[1]

حضرت عبداللہ بن ابی الہذیل کا بیان ہے کہ ہم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ ملک شام میں یا عمان میں تھے۔ آپس میں جنت کا ذکر ہونے لگا تو حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ بلاشبہ جنت کے انگوروں میں سے ایک انگور اتنا بڑا ہے جتنی دور یہاں سے صنعاء شہر ہے۔[2]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جنت کی کھجوروں کی لمبائی بارہ ہاتھ ہے اور ان میں گٹھلی نہیں ہے۔[3]

ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک صحابی آئے جو دیہات کے رہنے والے تھے۔ انھوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے ایک ایسے درخت کے متعلق جو تکلیف دینے والا ہے یہ خبر دی ہے کہ وہ جنت میں ہوگا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ وہ کونسا درخت ہے؟ انھوں نے عرض کیا کہ بیری کا درخت (جس کا سورۂ واقعہ میں ذکر ہے) چونکہ بیری کے درخت میں کانٹے ہوتے ہیں اس لئے تکلیف دیتا ہے اور پھل توڑنے میں زحمت ہوتی ہے! یہ سن کر سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا اللہ تعالےٰ

---

[1] کذا فی الترغیب عن ابی یعلی باسناد حسن ۱۲ [2] ترغیب عن ابن ابی الدنیا ۱۲

نے فی سدر مخضود (بغیر کانٹوں کی بیریاں) نہیں فرمایا؟ بلاشبہ ان بیریوں سے ایسے پھل نکلتے ہیں جن کے پھل کے پھٹ جانے سے بہتر رنگ کے کھانے نکل پڑتے ہیں۔ ایک رنگ دوسرے کے مشابہ نہیں ہوتا۔[1]

مفسر ابن کثیر سورہ رعد کی آیت اُکُلُهَا دَآئِمٌ وَّظِلُّهَا کی تفسیر میں لکھتے ہیں ای فیہا الفواکہ والمطاعم والمشارب لا انقطاع ولا فناء یعنی جنت میں میوے اور کھانے پینے کی چیزیں ہمیشہ رہیں گی نہ ختم ہوں گی، نہ فنا ہوں گی۔ پھر ایک روایت بحوالہ طبرانی نقل کی ہے کہ جب کوئی جنتی جنت سے پھل لیگا تو اس کی جگہ دوسرا پھل لگ جائیگا۔

جنت میں کھیتی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گاؤں کے رہنے والے ایک صحابیؓ بیٹھے ہوئے تھے اور آپؐ یہ بات بیان فرما رہے تھے کہ جنتیوں میں سے ایک شخص اپنے پروردگار سے کھیتی کرنے کی اجازت طلب کریگا خداوند تعالیٰ فرمائیں گے کیا تو ان (بھرپور) نعمتوں میں نہیں ہے جو حسب خواہش تجھے ملی ہوئی ہیں؟ وہ عرض کرے گا کہ ہاں (ہے تو سب کچھ) مگر میرا دل چاہتا ہے (چنانچہ اس کو اجازت دیدی جائے گی) وہ زمین میں بیج ڈالے گا تو پلک جھپکنے کے قبل ہی سبزہ اُگ جائے گا اور بڑھ جائیگا اور کھیت تیار ہو کر کٹ بھی جائے گا۔ اور پہاڑوں کے برابر انبار لگ جائینگے اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ لے آدمؑ کے بیٹے یہ لے! تیری حرص کا پیٹ

---

[1] رواہ ابن ابی الدنیا و اسنادہ حسن کذا فی الترغیب ۱۲۰

کوئی چیز نہیں بچرتی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سن کر گاؤں والے صحابیؓ نے عرض کیا کہ خدا کی قسم وہ شخص قریشی یا انصاری ہوگا۔ اس لئے کہ یہی لوگ زراعت پیشہ ہیں۔ ہمارا پیشہ تو زراعت نہیں ہے (بھلا) ہم کیوں ایسی درخواست کرنے لگے؟ یہ بات سُن کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ہنسی آگئی۔ ؎

جنت کی نہریں

سورۂ محمد میں باری تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ ۖ فِيهَا أَنْهَارٌ مِّن مَّاءٍ غَيْرِ آسِنٍ وَأَنْهَارٌ مِّن لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ وَأَنْهَارٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشَّارِبِينَ وَأَنْهَارٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ۖ وَلَهُمْ فِيهَا مِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ ۖ

جس جنت کا متقیوں سے وعدہ کیا جاتا ہے اس کی کیفیت یہ ہے کہ اس میں بہت نہریں ایسے پانی کی ہیں جن میں ذرا تغیر نہ ہوگا اور بہت سی نہریں دودھ کی ہیں جس کا ذائقہ ذرا نہ بدلا ہوگا۔ اور بہت سی نہریں شراب کی ہیں جو پینے والوں کے لئے بہت لذیذ ہوگی اور بہت سی نہریں شہد کی ہیں جو بالکل صاف ہوگا اور ان کے لئے وہاں ہر قسم کے پھل ہوں گے اور ان کے رب کی طرف سے بخشش ہوگی۔

حضرت عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں سو درجے ہیں ہر دو درجوں کے درمیان اس قدر فاصلہ ہے جتنا آسمان و زمین کے درمیان ہے اور فردوس

؎ بخاری شریف۔

سب سے اعلیٰ ہے اسی سے جنت کی چاروں نہریں نکلی ہیں اور اس کے اوپر اللہ کا عرش ہوگا لہٰذا جب تم اللہ سے (جنت کا) سوال کرو تو جنت الفردوس مانگو۔[1]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چار نہریں جنت الفردوس سے نکلی ہیں پھر ہر نہر سے بہت سی نہریں نکلتی چلی گئی ہیں جن کا سورۂ محمدؐ کی آیت میں ذکر ہوا۔ ان چار بڑی نہروں کو ایک حدیث میں چار دریا فرمایا ہے۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف بحوالہ ترمذی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ بلاشبہ جنت میں پانی کا دریا ہے اور شہد کا دریا ہے اور دودھ کا دریا ہے، اور شراب کا دریا ہے۔ پھر ان سے اور نہریں پھوٹی ہیں۔

قرآن مجید میں جگہ جگہ جنت اور اہل جنت کے تذکرہ میں تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ اور تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فرمایا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ جنت میں بہت زیادہ نہریں ہوں گی جو اہل جنت کے باغوں اور بالاخانوں میں بہہ رہی ہوں گی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنت کی نہریں مشک کے پہاڑوں کے نیچے سے نکلتی ہیں۔[2] یعنی نہروں کا مرکز اور منبع مشک کے پہاڑوں کی جڑ ہے۔

حضرت سماکؒ (شاگرد عبداللہ بن عباسؓ) فرماتے ہیں کہ میں نے مدینہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ملاقات کی اور عرض کیا

---

[1] ترمذی شریف۔ [2] حوالہ فی الترغیب رواہ ابن حبان فی صحیحہ۔

کہ جنت کی زمین کیسی ہے؟ انھوں نے فرمایا کہ چاندی کی زمین ہے جو خوب سفید ہے گویا کہ آئینہ ہے میں نے سوال کیا کہ اس کی روشنی کیسی ہے؟ فرمایا کیا تو نے وہ وقت نہیں دیکھا جس وقت سورج طلوع ہونے کے قریب ہوتا ہے اس وقت جو معتدل روشنی ہوتی ہے اس ویسی روشنی جنت میں ہے لیکن اس روشنی میں نہ دھوپ کا اثر ہے نہ ٹھنڈک ہے میں نے عرض کیا اس کی نہروں کا کیا حال ہے؟ کیا وہ گڑھوں کے اندر چلتی ہیں؟ فرمایا نہیں وہ گڑھوں میں نہیں چلتی ہیں، بلکہ وہ (ہموار) زمین پر چلتی ہیں اور بغیر نشیب ہی کے اپنی جگہ پر اس طرح جاری ہیں کہ (اپنی حد سے) ادھر اُدھر نہیں پھیلتی ہیں اللہ نے ان نہروں سے فرمایا کہ (تیار) ہو جاؤ بس جاری ہو گئیں میں نے دریافت کیا کہ جنت میں کپڑوں کے جوڑے کیسے ہیں؟ فرمایا جنت میں ایک درخت ہے جس میں انار کی طرح کے پھل ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کا دوست (یعنی جنتی) اس میں سے لباس لینے کا ارادہ کرے گا تو اس میں سے ٹہنی اس کے پاس آ کر پھٹ جائیگی۔ جس میں سے رنگ برنگ کے ستر جوڑے نکل آئیں گے پھر وہ ٹہنی جڑ جائیگی اور اپنی جگہ لوٹ جائیگی۔[1]

نہر کوثر حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ معراج کی رات کو میں جنت میں گذر رہا تھا ایک ایسی نہر سامنے آئی جس کے دونوں کناروں پر موتیوں کے قبے تھے، فرشتہ (جو میرے ساتھ تھا اس) سے میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ اس نے

---

[1] قال فی الترغیب رواہ ابن ابی الدنیا موقوفا باسناد حسن۔

جواب دیا کہ یہ کوثر ہے جو اللہ نے آپ کو عنایت فرمائی ہے۔ اس کے بعد فرشتہ نے اس کی مٹی میں اپنا ہاتھ مار کر مشک نکالا۔ پھر میرے سامنے سدرۃ المنتہٰی[1] بلند کیا گیا۔ پس میں نے اس کے پاس بہت بڑا نور دیکھا۔[2] حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ کوثر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ ایک نہر ہے جو اللہ نے مجھے عنایت فرمائی ہے جو دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں ہے۔[3]

---

[1] سدرہ کہتے ہیں بیری کے درخت کو اور منتہٰی کے معنی ہیں انتہا کی جگہ، حدیثوں میں آیا ہے کہ یہ ایک درخت ہے بیری کا ساتویں آسمان میں، عالم بالا سے جو احکام وارزاق وغیرہ آتے ہیں وہ اول سدرۃ المنتہٰی تک پہونچتے ہیں پھر وہاں سے فرشتے زمین پر لاتے ہیں، اسی طرح جو اعمال یہاں سے صعود کرتے ہیں وہ بھی سدرۃ المنتہٰی تک پہونچتے ہیں پھر وہاں سے اٹھائے جاتے ہیں (بیان القرآن) حدیث معراج میں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سدرۃ المنتہٰی کی طرف اٹھایا گیا تو دیکھتا ہوں کہ اس کے پھل (یعنی بیر) ہجر کے مٹکوں کے برابر ہیں اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کے برابر ہیں (مشکوٰۃ شریف عن البخاری ومسلم) نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سدرۃ المنتہٰی کی شاخ کے سایہ میں سوار سو برس چل سکتا ہے یا یوں فرمایا کہ اسکے سایہ میں سو سوار سایہ لے سکتے ہیں (ترمذی شریف باب ماجاء فی صفۃ ثمار الجنۃ)۔

[2] ترمذی وقال حسن صحیح۔

[3] الحدیث رواہ الترمذی وقال حسن۔

فائدہ ۱:- نہر کوثر اللہ پاک کا خاص عطیہ ہے جو جنت میں ہے اور صرف نبی آخر الزمان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ملا ہے اور کسی نبی کو نہر کوثر نہیں ملی البتہ ترمذی شریف

جنت کے چشمے

سورۂ مرسلٰت میں ارشاد ہے:۔

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي ظِلَالٍ وَعُيُونٍ ۝ وَفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُونَ ۝

بیشک متقی لوگ سایوں میں اور چشموں اور اپنی خواہش کے مطابق میووں میں ہونگے۔

سورۂ غاشیہ میں فرمایا:۔

وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاعِمَةٌ ۝ لِسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ۝ فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝ لَا تَسْمَعُ فِيهَا لَاغِيَةً ۝ فِيهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ۝

بہت سے چہرے اس روز بارونق ہونگے اپنے اعمال کی وجہ سے خوش ہونگے بہشت بریں میں ہونگے جس میں کوئی لغویات نہ سنیں گے اس میں بہتے ہوئے چشمے ہونگے۔

مفسر ابن کثیرؒ عین جاریۃ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں انہا لفظ ا جنس یعنی فیہا عیون جاریات کا مطلب یہ ہوا کہ جنت میں کثیر چشمے جاری ہیں۔ عین بصیغۂ واحد جو آیا ہے، اس سے جنس مراد ہے جو قلیل وکثیر سب پر صادق آتی ہے جنت کے چشموں کا ذکر جنت کے باغات کے تذکرہ میں بھی گزر چکا ہے اور ابھی مشروبات کے بیان میں بھی آتا ہے۔

(بقیہ حاشیہ ص ۳۱۶) کی بعض روایات میں ہے کہ میدان قیامت میں ہر نبی کے لئے حوض ہوگا جس سے اپنی اپنی امت کو پلائیں گے۔ علمائے کرام نے لکھا ہے کہ میدان قیامت میں حوض کا ہونا آنحضرتؐ کیلئے امتیازی بات نہیں ہے کیونکہ ہر نبی کے لئے حوض ہونے کی روایت موجود ہے البتہ جنت میں نہر کوثر حضورؐ ہی کیلئے مخصوص ہے نیز یہ بھی لکھا ہے کہ آنحضرت صلعم کے حوض پر جو کوثر کا اطلاق آیا ہے وہ اس لئے ہے کہ جنت کی نہر کوثر سے اس میں پانی آئیگا

فائدہ:۔ سورۂ غاشیہ کی آیت میں فرمایا ہے کہ جنت میں کوئی لغویات نہ سنیں گے۔ یہ مضمون دوسری آیات میں بھی وارد ہوا ہے۔ سورۂ نبا میں ہے لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا كِذَّابًا (کہ وہاں نہ کوئی بیہودہ بات سنیں گے نہ جھوٹ) اور سورۂ واقعہ میں ارشاد ہے لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا تَأْثِيمًا (یعنی وہ حضرات وہاں نیک یک سنیں گے نہ کوئی بیہودہ بات) حاصل سب کا یہ ہے کہ اہل جنت کا دل و دماغ اور تمام اعضاء و جوارح ہر طرح کی عافیت میں ہوں گے ناگواری لانے والی کوئی بھی چیز نہ نظروں کے سامنے آئے گی نہ کانوں میں پڑے گی نہ وہاں بک بک جھک جھک کا کچھ کام ہوگا۔ نہ لڑائی جھگڑے کا موقعہ آئیگا آپس میں نہ تو تو میں میں ہوگی نہ کوئی کسی پر فقرے کسے گا نہ طنز کرے گا۔

جنت کے مشروبات

سورۂ دہر میں ارشاد ہے:۔

إِنَّ الْأَبْرَارَ يَشْرَبُونَ مِنْ كَأْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُورًا ۝ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللَّهِ يُفَجِّرُونَهَا تَفْجِيرًا ۝

بے شک نیک لوگ ایسے جام سے (شرابیں) پئیں گے جس میں کافور کی آمیزش ہوگی ایسے چشمے سے جس سے خدا کے (خاص) مقرب بندے نوش کریں گے اور جس کو وہ (خاصانِ خدا جہاں چاہیں گے) بہا کر لے جائیں گے۔

تفسیر درمنثور میں ابن شوذب سے مروی ہے کہ جنتیوں کے ہاتھ میں سونے کی چھڑیاں ہوں گی اور ان چھڑیوں سے جس طرف اشارہ کریں گے

نہریں اسی طرف کو چلیں گی۔[1]

تفسیر معالم التنزیل میں یُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے ای یقودونها حیث شاؤا من منازلهم وقصورهم یعنی جنتی حضرات اپنی منزلوں اور محلوں میں جہاں چاہیں گے لے جائیں گے۔

یہ جو فرمایا ہے کہ جام شراب میں کافور کی آمیزش ہوگی اس سے دنیا کا کافور نہ سمجھ لیا جائے وہ جنتی کافور ہوگا جو دل و دماغ کو تفریح اور تقویت پہونچانے کے لئے اور شراب میں ایک طرح کی خاص کیفیت اور لذت لانے کے لئے ملایا جائے گا۔ پھر چند آیات کے بعد ارشاد ہے:۔

وَيُسْقَوْنَ فِيْهَا كَاْسًا كَانَ	اور وہاں ان کو ایسا جام پلایا جائے گا جس
مِزَاجُهَا زَنْجَبِيْلًا ۝ عَيْنًا	میں سونٹھ کی آمیزش ہوگی۔ یعنی ایسے چشمے
فِيْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيْلًا ۝	سے ان کو پلایا جائے گا جس کا نام سلسبیل

ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اہل جنت کی شراب میں سونٹھ کی بھی آمیزش ہوگی لیکن اس سے دنیا کی سونٹھ نہ سمجھ لی جائے یہ وہاں کی سونٹھ ہوگی جو شراب کے مزے کو دوبالا کر دے گی اور اس سے شوق اور خوشی کی کیفیات پیدا ہوں گی۔ یہاں ایک چشمہ کا نام سلسبیل فرمایا ہے۔ قتادہؒ کا قول ہے کہ اس کو سلسبیل کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اہل جنت کی مرضی کے مطابق جدھر کو وہ چاہیں گے جاری ہوگا حضرت مجاہدؒ نے فرمایا کہ خوب تیزی کے ساتھ بہنے کی

---

[1] بیان القرآن ۱۲

وجہ سے اس کا نام یہ تجویز ہوا۔ زجاج کا قول ہے کہ اس کو سلسبیل اس لئے کہا جائے گا کہ اس کی شراب نہایت ہی آسانی اور روانی سے سلامتی کے ساتھ حلق میں اتر جائیگی۔ معالم التنزیل ، مفسر ابن کثیر تسمیٰ سلسبیلا کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ای الزنجبیل عین فی الجنۃ تسمی سلسبیلا۔

یعنی زنجبیل جنت میں ایک چشمہ ہے جسے سلسبیل کہا جاتا ہے۔

سورۂ تطفیف میں ارشاد ہے:۔

اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ عَلَی الْاَرَآئِکِ یَنْظُرُوْنَ ۝ تَعْرِفُ فِیْ وُجُوْھِھِمْ نَضْرَۃَ النَّعِیْمِ ۝ یُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِیْقٍ مَّخْتُوْمٍ ۝ خِتٰمُہٗ مِسْکٌ ۝ وَفِیْ ذٰلِکَ فَلْیَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ۝ وَ مِزَاجُہٗ مِنْ تَسْنِیْمٍ ۝ عَیْنًا یَّشْرَبُ بِھَا الْمُقَرَّبُوْنَ ۝	بلاشبہ نیک لوگ نعمتوں میں ہونگے مسہریوں پر دیکھتے ہوں گے ۔ اے مخاطب تو ان کے چہرے میں نعمتوں کی بشاشت پہچانے گا ۔ انکو پینے کے لئے شراب خالص سربمہر ملے گی جس پر مشک کی مہر ہوگی اور حرص کرنے والوں کو ایسی چیز کی حرص کرنی چاہئے اور اس شراب کی آمیزش تسنیم سے ہوگی یعنی ایسے چشمہ سے جس سے مقرب بندے پئیں گے۔

رحیق مختوم یعنی شراب خالص میں تسنیم کی ملاوٹ ہوگی تسنیم اہل جنت کی سب سے زیادہ بہتر اور عمدہ شراب ہوگی۔ اس کا چشمہ بہتا ہوگا اس چشمہ سے مقربین پئیں گے اور اصحاب الیمین کی شراب میں اس چشمہ سے آمیزش کی جائے گی۔ [1]

---

[1] کذا فی معالم التنزیل ۱۲

جنت کے پرندے

اہل جنت کو کھانے کیلئے پرندوں کا گوشت بھی ملے گا جیسا کہ سورۃ واقعہ میں ولحم طیر مما یشتھون فرمایا ہے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ جنت میں لمبی لمبی گردنوں والے اونٹوں کی برابر پرندے ہیں جو جنت کے درختوں میں چرتے پھرتے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ تو بڑی ہی اچھی زندگی میں ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ان کے کھانے والے ان سے زیادہ بہترین زندگی میں ہوں گے۔ تین بار یوں ہی فرمایا (پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بشارت دیتے ہوئے ارشاد ہوا کہ) میں امید کرتا ہوں کہ تم ان لوگوں میں سے ہوگے جو ان پرندوں کو کھائیں گے[1]

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب کسی جنتی کو پرند کھانے کی اشتہا ہوگی تو خود بخود وہ پرند ان کے سامنے آکر گر جائیگا جو پکا ہوا ہوگا اور اس کے ٹکڑے بنے ہوتے ہوں گے۔ ایک حدیث میں ہے کہ پرند جنتی کے دسترخوان پر خود گر پڑے گا جو بغیر آگ اور دھوئیں کے بھنا اور پکا ہوا ہوگا۔ جنتی اس میں سے اس قدر کھائے گا کہ اس کا پیٹ بھر جائے گا۔ بعد میں وہ پرند اڑ جائے گا[2]

---

[1] رواہ احمد باسناد جید ۱۲ [2] کذا فی الترغیب عن ابن ابی الدنیا وھو حدیث ضعیف ۱۲

اہلِ جنت اعزاز و اکرام کے ساتھ کھائیں پئیں گے کھانے پینے میں بھرپور لذت محسوس کریں گے اور انکے طعام و شراب کا پیشاب پاخانہ نہ بنے گا

سورۃ صافات میں فرمایا

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ ۙ فَوَاكِهُ ۚ وَهُمْ مُّكْرَمُوْنَ ۙ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ۙ عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ ۝

ان کے لیے رزق معلوم ہے یعنی میوے اور وہ بڑی عزت سے آرام کے باغوں میں آمنے سامنے تختوں پر ہوں گے۔

سورۃ طور میں فرمایا:

اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّنَعِیْمٍ ۙ فٰكِهِیْنَ بِمَاۤ اٰتٰهُمْ رَبُّهُمْ ۚ وَوَقٰهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ ۝ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِیْٓـًٔۢا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

بلاشبہ متقی لوگ باغوں میں اور عیش کے سامانوں میں ہوں گے انکا پروردگار جو کچھ ان کو عنایت فرمائے گا اس سے خوش ہوں گے اور ان کا رب انکو عذاب دوزخ سے محفوظ رکھے گا۔ (ان سے کہہ دیا جائے گا) کہ مزہ کے ساتھ کھاؤ پیو ان (نیک) اعمال کے بدلے جو تم دنیا میں کرتے تھے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ جنتی جنت میں کھائیں گے پئیں گے اور نہ تھوکیں گے

نہ پیشاب پاخانہ کریں گے نہ ناک صاف کرنے کی ضرورت ہوگی صحابہؓ نے عرض کیا کہ کھانے کا کیا ہوگا (یعنی جب پیشاب پاخانہ نہ ہوگا تو ہضم ہوکر فضلہ کیسے نکلے گا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ڈکار آئے گی اور مشک کی طرح (خوشبودار) پسینہ آئے گا (اس ڈکار اور پسینہ سے پیٹ خالی ہو جائیگا) اللہ کی تسبیح اور تعریف اسطرح بلااختیار جاری ہوگی جیسے تمکو بلااختیار سانس آتا ہے۔ بعض روایات میں تسبیح کے ساتھ تکبیر کا بھی ذکر آتا ہے۔ یعنی جسطرح دنیا میں سانس لینے کے لیے تم کو نہ کوئی تکلیف ہوتی ہے اور نہ سانس لینے کا ارادہ کرنا پڑتا ہے اور نہ دوسرے کاموں کی مشغولیت سانس لینے سے روکتی ہے اسی طرح جنتی حضرات اللہ کی تسبیح اور تحمید میں ہر وقت مشغول ہوں گے نعمتوں اور لذتوں کی مشغولیت انکو اللہ کی تسبیح و تحمید سے غافل نہ کریگی بلا اختیار تسبیح و تحمید جاری ہوگی اور تسبیح اور تحمید سے نہ تھکیں گے نہ نفس کو گرانی ہوگی۔ صاحب فتح الباری لکھتے ہیں کہ اہل جنت کی زندگی کا ذریعہ تسبیح الٰہی کو بنا دیا گیا ہے جس طرح دنیا میں سانس لیکر جیتے ہیں اسی طرح وہاں خدا کی تسبیح سے زندہ رہیں گے اور وجہ اسکی یہ ہیکہ جنتی حضرات کے قلوب اللہ تعالیٰ کی معرفت سے منور ہوں گے اور اس کی محبت سے بھرپور ہوں گے۔ یہ محبت یا محبوب کا ایسا نشہ ہلائے گی کہ بلا اختیار مشغول ذکر ہوں گے۔ وَمَنْ اَحَبَّ شَيْئًا اَكْثَرَ ذِكْرَهٗ۔

فائدہ: بخاری شریف کی ایک روایت میں ہے (جو پہلے گزر چکی ہے)

لہ مسلم شریف ۱۲ ، کہ جمع الفوائد ۱۲

کہ یُسَبِّحُوْنَ اللّٰہَ بُکْرَۃً وَّعَشِیًّا یعنی اہل جنت صبح و شام اللہ کی تسبیح بیان کرینگے اور یہاں فرمایا کہ سانس کی طرح ہر وقت تسبیح جاری ہوگی اس کے متعلق بعض شراح حدیث سے یہ نقل کیا گیا ہے کہ صبح شام کے ذکر کرنے سے ہر وقت ذکر کرنا ہی مراد ہے۔ لہذا دونوں کا مطلب یہی ہوا لیکن حدیث کا طرز بیان بتاتا ہے کہ اپنے اختیار سے تو صبح و شام تسبیح میں مشغول ہونگے اور بلا اختیار تسبیح ہر وقت جاری رہے گی اور اس توجیہ کی تائید و تصدیق اس سے ہوتی ہے کہ جہاں صبح و شام کا ذکر ہے وہاں فعل یُسَبِّحُوْنَ استعمال فرمایا ہے جس کا فاعل اہل جنت ہیں اور جہاں بلا اختیار سانس کی طرح تسبیح کا ذکر ہے وہاں یُلْهَمُوْنَ فعل مجہول ذکر کیا گیا ہے۔

یوں سمجھئے کہ گو بلا اختیار بھی تسبیح جاری ہوگی لیکن خود اپنے اختیار سے بھی صبح شام ذکر میں مشغول ہوں گے تاکہ تسبیح اختیاری کی لذت سے محروم نہ رہیں اور اگرچہ وہاں عبادت اور ذکر و طاعت کے مکلف نہ ہونگے مگر ان کی شرافت نفسی اور سعادت ابدی یہ گوارہ نہ ہونے دیگی کہ اپنے محبوب اور منعم و محسن کی یاد کے لیے باقاعدہ بالاختیار وقت نہ نکالیں۔

اہل جنت کے برتن | سورۂ زخرف میں فرمایا

یُطَافُ عَلَیْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ	انکے پاس سونے کے پیالے اور گلاس لائے جاوینگے
وَّاَكْوَابٍ ۚ وَفِیْهَا مَا تَشْتَهِیْهِ الْاَنْفُسُ	(جنہیں کھانے پینے کی چیزیں ہوں گی) اور وہاں
وَتَلَذُّ الْاَعْیُنُ ۚ وَاَنْتُمْ فِیْهَا	وہ چیزیں ہوں گی نفسوں کو جنکی خواہش ہو اور

خَالِدِیْنَ ط

جس سے آنکھوں کو لذت ہو اور ان سے کہدیا جاویگا کہ تم یہاں ہمیشہ رہوگے۔

سورۂ دہر میں فرمایا

وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِآنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّأَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيرَا ط قَوَارِيرَ مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوهَا تَقْدِيرًا

اور انکے پاس رکھانے پینے کی چیزیں لیجانے کے لیے چاندی کے برتن لائے جائیں گے اور آبخورے لائے جائیں گے، جو شیشے کے ہوں گے (اور) وہ شیشے چاندی کے ہونگے جنکو بھرنے والوں نے مناسب انداز سے بھرا ہوگا

یعنی ان آبخوروں میں اس انداز سے مشروبات پیش کیے جائیں گے کہ اس وقت کی خواہش کے بالکل مطابق ہونگے نہ کچھ بچے گا نہ کمی پڑے گی۔[1] آیت بالا سے معلوم ہوا کہ اہل جنت کے برتن سونے اور چاندی کے ہونگے۔ فائدہ: سورۂ زخرف کی آیت سے معلوم ہوا کہ جنت میں جو کچھ بھی ہوگا اسکا ظاہر و باطن نفیس اور حسین ہوگا، نفسوں کیلئے خوشگوار اور آنکھوں کے لیے مزیدار ہوگا۔ کوئی بھی ایسی چیز نہ ہوگی جسکی صورت آنکھوں کو بھلی نہ لگے۔

جنت کی شراب سے نشہ نہ ہوگا اور نہ سر درد ہوگا

جنتی حضرات لذت کے لیے شراب پئیں گے لیکن یہ شراب وہاں کی شراب ہوگی جو صاف ستھری ہوگی۔

---

[1] قال فی معالم التنزیل قدروا الکاس علی قدر ریہم لا یزید ولا ینقص ای قدرہا لہم السقاۃ و الخدم الذین یطوفون علیہم ۱۲

اور جس سے نہ عقلوں میں فتور آئے گا نہ نشہ ہوگا نہ پیٹ میں درد ہوگا۔ نہ گالی گفتار کی نوبت آئے گی۔ سورۃ صافات میں فرمایا۔

يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَأْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ۝ بَيْضَاءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ۝ لَا فِيْهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ ۝

ان کے پاس ایسا جام شراب لایا جائے گا جو بہتی ہوئی شراب سے بھرا ہوا ہوگا وہ شراب سفید ہوگی پینے والوں کے لیے لذیذ ہوگی۔ نہ اس میں درد سر ہوگا اور نہ اس سے عقل میں فتور آئے گا۔

سورۃ طور میں لَا لَغْوٌ فِيْهَا وَلَا تَأْثِيْمٌ فرمایا ہے یعنی اس شراب کی وجہ سے نہ بک بک کرنے اور نہ خرافات بکنے کی نوبت آئے گی اور نہ گنہگاری کے افعال سرزد ہوں گے۔

سورۃ دہر میں فرمایا :

وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ۝ اور ان کا رب ان کو خوب پاکیزہ شراب پلائیگا

صاحب معالم التنزیل طہورا کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :۔

طاھر من الاقذار والاقذاء لم تدنسها الایدی والارجل کخمر الدنیا (یعنی وہ شراب گندگی اور ناپاک اجزاء سے پاک ہوگی اور دنیا کی شراب جو ہاتھ وغیرہ پڑنے سے میلی ہوجاتی ہے اس میلے پن سے وہ شراب محفوظ ہوگی)

پھر ابوقلابہ اور ابراہیم کا قول نقل کرتے ہیں کہ جنت کی شراب کو طہور اس لیے فرمایا کہ اس کا پیشاب نہ بنے گا بلکہ مشک کی طرح خوشبودار پسینہ بن جائے گی اور اس کی صورت یہ ہوگی کہ اہل جنت کے پاس کھانا لایا جائیگا اسے

کھا کر فارغ ہو جانے کے بعد شراب لائی جائے گی اس کو پی کر ان کے پیٹ پاک وصاف ہو جائیں گے اور اس وقت کا کھایا ہوا کھانا ان کی کھال سے پسینہ بن کر نکل جائے گا جو تیز خوشبو دار مشک سے زیادہ عمدہ ہوگا جس سے ان کے پیٹ خالی ہو جائیں گے اور خواہش پھر واپس آجانے کی متقابل کہتے ہیں کہ شراب طہور جنت کے دروازوں کے باہر پانی کا ایک چشمہ ہے جو شخص اس میں سے پیئے گا اللہ جل شانہ اس کے دل کو کینہ اور کھوٹ اور گندگی سے اور حسد سے پاک وصاف فرما دیں گے۔

اہلِ جنّت کی سواریاں

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا جنت میں گھوڑے ہوں گے؟ آپ نے فرمایا اگر خدا تعالیٰ نے تجھ کو جنت میں داخل فرما دیا اور تو نے وہاں سرخ یاقوت کے گھوڑے پر سوار ہونے کی خواہش کی تو ایسا ہی کر دیا جائے گا وہ گھوڑا تجھے لے کر جنت میں اڑے گا جہاں تو جانا چاہے گا لیجائے گا۔ پھر ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ! جنت میں اونٹ بھی ہونگے؟ آپ نے اس شخص کو وہ جواب نہیں دیا جو پہلے سائل کو دیا تھا بلکہ یہ فرمایا کہ اگر خدا تعالیٰ نے تجھ کو بہشت میں داخل فرما دیا تو تجھ کو ہر وہ چیز ملے گی جس کو تیرا دل چاہے گا اور جس سے تیری آنکھوں کو لذت حاصل ہو گی۔

دیہات کے رہنے والے ایک صحابیؓ نے حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ میں گھوڑوں کو بہت پسند کرتا ہوں کیا جنت میں گھوڑے ہونگے؟ آپ نے فرمایا اگر تجھ کو جنت میں داخل کیا گیا تو تجھ کو یاقوت کا گھوڑا دیا جائیگا جس کے

دو بازو ہوں گے پھر تجھ کو اس پر سوار کیا جائے گا اور جہاں تو جانا چاہے گا یہ گھوڑا تجھ کو اڑا کر لے جائے گا۔[1]

اہلِ جنت کی آپس میں محبت

سورۂ حجر میں فرمایا

وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ۝

اور ان کے دلوں پر جو دنیا وی کینہ تھا ہم اسکو نکال دیں گے سب بھائیوں کی طرح رہیں گے تختوں پر آمنے سامنے بیٹھا کریں گے۔

یعنی دنیا میں اگر کسی وجہ سے آپس میں کینہ تھا تو جنت میں داخلہ سے پہلے ہی نکال کر الگ کر دیا جائے گا تاکہ جنت جیسی مقدس جگہ کینہ اور بغض وحسد سے پاک وصاف رہے۔ بخاری و مسلم کی ایک حدیث میں ہے کہ

قُلُوْبُهُمْ عَلٰى قَلْبِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ لَا اخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ وَلَا تَبَاغُضَ

(یعنی اہل جنت کے دل ایک ہی شخص کے دل کی طرح ہونگے آپس میں نہ کوئی اختلاف ہوگا اور نہ بغض ہوگا) قلب الگ الگ ہوں گے مگر قلبی کیفیات ایک ہی طرح کی ہوں گی یعنی سب ایکدوسرے کو چاہتے ہوں گے اور آپس میں یکتائی وحدت الفت ہوگی۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب تک اللہ تعالیٰ سینوں کا کینہ نہ نکال دے گا کوئی مومن جنت میں داخل نہ ہوگا جس طرح حملہ آور درندہ کو ہٹا کر دور کر دیا جاتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ مومنین کے دلوں سے کینہ کو نکال دیں گے۔[2]

---

[1] ترمذی عن ابی ایوب   [2] ابن کثیر

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب مومن بندے (پل صراط سے پار ہو کر) دوزخ سے نجات پاجائیں گے تو جنت دوزخ کے درمیان ایک پل پر ان کو روک دیا جائے گا اور آپس میں جو ایک دوسرے پر دنیا میں ظلم کیے تھے ان کا قصاص (بدلہ) دلایا جائے گا یہاں تک کہ جب ظلم وزیادتی (سے) بالکل پاک و صاف ہو جائیں گے تو ان کو جنت میں داخل ہونے کی اجازت دیدی جائے گی بس قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے ان میں سے ہر شخص اپنے جنت والے مقام کی طرف اس سے زیادہ راہ یاب ہوگا جس قدر کہ اپنے دنیا وی گھر کے راستے سے واقف تھا۔[1]

جب کہ جنت میں داخل ہونے سے قبل ہی آپس کے حقوق اور مظالم کا فیصلہ ہو جائیگا اور دلوں میں جو کینہ او رکپٹ تھا وہ باہر نکال دیا جائیگا تو دشمنی کا کوئی سبب باقی نہ رہیگا اور جب کہ ادنیٰ جنتی بھی اس خیال میں ہوگا کہ مجھے وہ کچھ ملا ہے جو کسی کو بھی نہیں ملا تو حسد جلن کی کوئی وجہ نہ ہوگی۔[2]

اہلِ جنت کی دل لگی

سورۃ طور میں فرمایا

يَتَنَازَعُونَ فِيهَا كَأْسًا لَّا لَغْوٌ فِيهَا وَلَا تَأْثِيمٌ ۝

وہاں آپس میں جام شراب کی چھینا جھپٹی کریں گے اس شراب میں نشہ نہ ہوگا لہٰذا اس کے پینے سے) بک بک نہ ہوگی اور نہ کوئی بیہودہ بات (عقل ومتانت کے خلاف نکلے گی)

[1] بخاری شریف ۱۲ [2] کما فی روایۃ المسلم فیقولون آحرمنا یظل الجنۃ (وہوا دنا ہم منزلۃ) الاعلیٰ احد مثل ۱۱ اعطیت ۱۲

یہ چھینا جھپٹی بطور خوش طبعی اور دل لگی کے ہوگی کیونکہ وہاں کسی کے لیے کچھ بھی کسی چیز کی کوئی کمی نہ ہوگی۔ دوستوں میں چھین جھپٹ کر کھانے سے لطف دوبالا ہو جاتا ہے جیسے اجتماعیات کے خوگر جانتے ہیں۔

جنتیوں کا لباس اور زیور

سورۂ کہف میں ارشاد فرمایا

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ۚ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ یُحَلَّوْنَ فِیْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّیَلْبَسُوْنَ ثِیَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِـِٕیْنَ فِیْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ ؕ نِعْمَ الثَّوَابُ ؕ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ؕ	بے شک جو لوگ ایمان لائے اور اعمال صالحہ انجام دیئے تو ایسے لوگوں کا ہم اجر ضائع نہ کریں گے جو اچھے طریقہ پر کام کرے ایسے لوگوں کے لیے ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں ان کے نیچے نہریں جاری ہوں گی ان کو سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور یہ لوگ سبز رنگ کے کپڑے زیب تن کریں گے جو سندس اور استبرق کے ہوں گے اور وہاں مسہریوں پر تکیہ لگائے بیٹھیں گے۔ کیا ہی اچھا صلہ

ہے اور جنت کیا ہی اچھی آرام کی جگہ ہے۔

اس آیت شریفہ میں اولاً تو جنتی بندوں کے کنگنوں کا ذکر فرمایا کہ انکو سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے۔ سورۂ دہر میں فرمایا وَحُلُّوْٓا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ (یعنی ان کو چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے) دونوں آیتوں کے ملانے سے معلوم ہوا کہ جنتیوں کے کنگن سونے کے بھی ہونگے اور چاندی کے بھی۔ ثانیاً جنتیوں کے لباس

کا ذکر فرمایا کہ سندس اور استبرق کے سبز کپڑے پہنیں گے سندس باریک ریشم کو اور استبرق موٹے ریشم کو کہا جاتا ہے۔ یعنی دونوں طرح کے ریشم کے کپڑے ہوں گے۔ حسب خواہش باریک اور موٹے پیش کر دیے جائیں گے جس کپڑے کو جی چاہے گا زیب تن کریں گے۔ مفسر بیضاوی لکھتے ہیں کہ جمع بین النوعین للدلالۃ علی ان فیہا ما تشتہی الانفس وتلذ الاعین (یعنی دونوں قسم کے کپڑے کا ذکر فرمایا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ وہاں نفس کی خواہش اور آنکھوں کی لذت کے مطابق سب کچھ ہوگا) اور یہ جو فرمایا کہ سبز رنگ کے کپڑے ہوں گے اسکے متعلق مفسر بیضاوی لکھتے ہیں لان الخضرۃ احسن الالوان واکثرھا طراوۃ (یعنی سبز رنگ اسلیے منتخب کیا گیا کہ وہ سب رنگوں میں بہتر ہے اور اسمیں بہ نسبت دوسرے رنگوں کے تازگی زیادہ معلوم ہوتی ہے) اور یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ دوسرے رنگوں کی نفی نہیں کی گئی ہے۔ ایک رنگ کا ذکر ہے باقی رنگوں کے ذکر سے خاموشی ہے۔ اگر بندوں کی خواہش ہوگی تو اللہ تعالیٰ دوسرے رنگوں کے کپڑے بھی عنایت فرمائیں گے۔

سورۂ حج میں فرمایا

اِنَّ اللّٰہَ یُدْخِلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِہَا الْاَنْہٰرُ یُحَلَّوْنَ فِیْہَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَہَبٍ وَّ لُؤْلُؤًا ؕ وَلِبَاسُہُمْ فِیْہَا حَرِیْرٌ ط	بیشک اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو باغوں میں داخل فرمائے گا جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے ان باغوں کے نیچے نہریں جاری ہونگی ان لوگوں کو سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے اور وہاں ان لوگوں کا لباس ریشم کا ہوگا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اہل جنت سونے کے کنگنوں کے علاوہ موتیوں کا زیور

بھی پہنیں گے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مومن کا زیور وہاں تک پہنچیگا جہاں تک وضو کا پانی پہنچتا ہے۔ معلوم ہوا کہ ہاتھوں کا زیور صرف پہنچے ہی پر نہ ہوگا بلکہ جہاں تک وضو کا پانی پہونچتا ہے وہاں تک ہوگا۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں جو کچھ ہے اس میں سے اگر اتنی ہی مقدار اس دنیا میں ظاہر ہو جائے جس کو ایک ناخن اٹھالیوے تو اس کی وجہ سے آسمان و زمین کے درمیان جو کچھ ہے پر رونق ہو جائے اور اہل جنت میں سے ایک مرد دنیا کی طرف اجھانک لیوے جس کی وجہ سے اس کے کنگن ظاہر ہو جائیں تو سورج کی روشنی کو اس طرح بے نور کر دیوے جیسے سورج ستاروں کی روشنی کو بے نور کر دیتا ہے۔[۱]

سوال:۔ کنگن تو عورتوں کے ہاتھوں میں اچھے لگتے ہیں مردوں پر بھلا کیا سجیں گے؟ جواب:۔ کسی بھی لباس یا زیور کا سجنا اور شائستہ و آراستہ ہونا ہر جگہ کے عرف پر موقوف ہوتا ہے۔ دنیا میں اگرچہ عموماً مرد کنگن نہیں پہنتے مگر جنت میں خواہش کر کے پہنیں گے اور سب ہی کو دیکھنے میں بھلے معلوم ہونگے۔ گھڑی کی چین ہی کو لے لیجئے طرح طرح کی بناوٹ اور چمک و زیبائش والی پہنی جاتی ہے اور مردوں کے ہاتھوں میں اچھی لگتی ہے بلکہ بعض قوموں میں تو بیاہ شادی کے موقعہ پر دولہا کو کنگن پہناتے ہیں اور برادری کے سب لوگ خوش ہوتے ہیں چونکہ رواج ہے اس لیے سب کی نظر بھی قبول کرتی ہے اور سب کے دل بھی اچھا سمجھتے ہیں اور اس رواج پر اس قدر اڑے ہوئے ہیں کہ شریعت کی ممانعت

---

[۱] مسلم شریف، بخاری شریف

کا بھی خیال نہیں کرتے

سوال :- پہونچے سے لیکر کہنی تک زیور ہی زیور ہونا بھی تو اچھا نہیں معلوم ہوتا؟ جواب :- یہ بھی دنیا کے رواج میں برا معلوم ہوتا ہے وہاں سب کو پسند آئیگا اور خواہش کرکے پہنیں گے۔ بعض قوموں میں یہاں بھی رواج ہے کہ ان کی عورتیں کہنی تک چوڑیاں پہنتی ہیں جو انکی پوری قوم میں پسند کی جاتی ہیں۔

فائدہ :- قرآن مجید میں اہل جنت کے زیور کے تذکرہ میں فرمایا ہے کہ ان کو زیور پہنایا جائے گا (یُحَلَّوْنَ فِیْھَا) اور لباس کے متعلق مضارع معروف کا صیغہ (یَلْبَسُوْنَ) لایا گیا ہے یعنی وہ خود پہنیں گے۔ یہ طرز اس امر کے سمجھانے کے لیے اختیار کیا گیا ہے کہ زیور تو ان کو خدام پہنائینگے جیسا کہ شاہان دنیا کو تاج وغیرہ خدام پہناتے ہیں اور لباس اہل جنت خود پہنیں گے کیونکہ وہ اپنے ہی ہاتھ سے پہننا ٹھیک معلوم ہوتا ہے خصوصاً وہ لباس جو ستر عورت کے لیے ہو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں جو شخص داخل ہوگا ہمیشہ نعمتوں میں رہے گا اور کبھی محتاج نہ ہوگا نہ اسکے کپڑے بوسیدہ ہوں گے اور نہ جوانی ختم ہوگی۔ کپڑے نہ بوسیدہ ہونگے نہ میلے ہونگے ہاں جب بدلنے کو جی چاہے گا تو بدل لیں گے لیکن یہ بدلنا پھٹنے یا میلا ہونے کی وجہ سے نہ ہوگا۔

اہل جنت کے تاج

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اہل جنت کے سروں پر تاج ہوں گے جنمیں سے ادنیٰ موتی کی چمک اس قدر ہوگی

لہ رواہ مسلم   لہ رواہ الترمذی

کہ وہ مشرق و مغرب کے درمیان (کے خلا) کو روشن کر سکتا ہے یعنی ان تاجوں میں سے اگر ادنیٰ موتی اس دنیا میں آجائے تو پورب سے پچھم تک پوری فضا کو روشن کر دیتا ہے۔

اہل جنت کے بچھونے

سورۂ رحمٰن میں فرمایا

مُتَّكِئِينَ عَلَىٰ فُرُشٍ بَطَائِنُهَا مِنْ إِسْتَبْرَقٍ ۚ وَجَنَى الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝

وہ ایسے فرشوں پر تکیہ لگائے ہونگے جنکے استر موٹے ریشم کے ہوں گے اور دونوں باغوں کا پھل نزدیک ہوگا سو اے جن وانس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

استبرق موٹے ریشم کو کہتے ہیں اس کے متعلق حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ اُخْبِرْتُمْ بِالْبَطَائِنِ فَكَيْفَ بِالظَّهَائِرِ (یعنی یہ تم کو بستروں کے استر یعنی نیچے کے کپڑے کے متعلق خبر دی گئی ہے کہ وہ استبرق کا ہوگا پس اس پر قیاس کر لو کہ انکے ابرے یعنی اوپر کے کپڑے کیسے نفیس اور اعلیٰ ہوں گے۔

پھر سورۂ رحمٰن کے ختم پر فرمایا

مُتَّكِئِينَ عَلَىٰ رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَعَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝ تَبَارَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ۝

وہ لوگ سبز رنگ کی چادروں پر جو بانگ پوش کی طرح بستروں پر ہوں گی اور عجیب خوبصورت بچھونوں پر تکیہ لگائے ہوں گے سو اے انس و جن تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے بابرکت ہے نام تیرے رب کا جو ذوالجلال اور صاحب اکرام ہے۔

اوپر کی آیت میں بلند درجات والے جنتیوں کے بستروں کا ذکر تھا اسلیے وہاں فرمایا کہ ان کے بستروں کے استر استبرق کے ہونگے اور اوپر کے ابرے کا ذکر چھوڑ دیا تاکہ استر پر قیاس کرکے سمجھ لیں۔ یہاں کم درجے والوں کے بستروں کا ذکر ہے جن میں استر کا ذکر نہیں ہے۔ اوپر ہی کے کپڑے کو بتا دیا ہے [1]

سورۂ غاشیہ میں فرمایا

فِيهَا سُرُرٌ مَّرْفُوعَةٌ ۝ وَّأَكْوَابٌ	اس میں اونچے اونچے تخت ہیں اور رکھے ہوئے
مَّوْضُوعَةٌ ۝ وَّنَمَارِقُ مَصْفُوفَةٌ ۝	آبخورے ہیں اور برابر برابر لگے ہوئے گدے ہیں
وَّزَرَابِيُّ مَبْثُوثَةٌ ۝	اور سب طرف قالین بچھے پڑے ہیں۔

سورۂ واقعہ میں اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ کی نعمتوں کے تذکرہ میں فرمایا ہے

وَفُرُشٍ مَّرْفُوعَةٍ (اونچے اونچے بچھونوں میں ہونگے) اس کی تفسیر میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان بچھونوں کی بلندی اس قدر ہے جیسے آسمان و زمین کے درمیان فاصلہ ہے جو پانچ سو برس کی مسافت ہے [2]

اہل جنت کے تخت

سورہ واقعہ میں ارشاد ہے

وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۝ أُولٰٓئِكَ	اور سبقت لیجانیوالے وہ تو سبقت لیجانے
الْمُقَرَّبُوْنَ ۝ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ ثُلَّةٌ	والے ہیں وہ مقربین خاص ہیں وہ نعمت
مِّنَ الْأَوَّلِيْنَ ۝ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ۝	کے باغوں میں ہونگے انکی بڑی جماعت اگلے
عَلٰى سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ۝ مُّتَّكِئِيْنَ عَلَيْهَا	اگلے لوگوں میں سے اور تھوڑے لوگ پچھلے لوگوں میں

[1] قال ابن کثیر ودل علی تقدیر فصلہ مرافق اہل الجنتین الاولیین ارفع واعلا من ہذہ المصنفۃ ۱۴۰

[2] ترمذی شریف

مُّتَقٰبِلِيْنَ ۝ بیٹھے ہوں گے (سونے کے تاروں سے) بنے ہوئے تختوں پر تکیے لگائے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔

سورۂ طور میں مُتَّكِـِٔيْنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ فرمایا ہے یعنی صفوں کے طریقہ پر برابر بچھے ہوئے تختوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے اور یہ صفیں آمنے سامنے ہوں گی جیسا کہ متقٰبلین سے ظاہر ہے سُرُر سریر (بمعنی تخت) کی جمع ہے مَّوْضُوْنَةٍ بمعنی منسوجہ ہے یعنی وہ تخت بُنے ہوئے ہوں گے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان کی بناوٹ سونے کے تاروں سے ہوگی جیسے دنیا میں کرسیاں بانس وغیرہ کی کھپچیوں سے یا چارپائیاں بانوں سے بنی ہوئی ہوتی ہیں مفسر سدی نے فرمایا کہ مرمولۃ بالذھب واللؤلؤ (یعنی وہ تخت سونے سے اور موتیوں سے بُنے ہوئے ہوں گے) سورۂ یٰسین میں ارشاد ہے۔

اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ ۝ هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ فِيْ ظِلٰلٍ عَلَى الْاَرَآئِكِ مُتَّكِـُٔوْنَ ۝	بلاشبہ اہل جنت اس روز اپنے مشغلوں میں خوش دل ہوں گے وہ اور ان کی بیویاں پردہ والے مزین تختوں پر تکیے لگائے ہوں گے۔

ارائک۔ اریکۃ کی جمع ہے اریکۃ اس مزین تخت کو کہتے ہیں جس پر پردہ لٹکا ہوا ہو صاحب تفسیر مظہری آرائک کی تفسیر میں لکھتے ہیں یعنی السرر فی الحجال (دلہن کو بٹھانے کے لیے جو پردہ ڈال کر مخصوص گوشہ کی سجاوٹ کرتے ہیں اس میں جو تخت آراستہ کرکے بچھایا جاتا ہے وہ اریکہ ہے) دونوں آیتوں کے ملانے سے معلوم ہوا کہ اہل جنت کے بیٹھنے کے لیے تخت بھی ہوں گے اور

لہ ذکرہ ابن کثیر ۱۲

آرائک بھی ہوں گے۔ یہاں یہ نکتہ قابل توجہ ہے کہ قرآن شریف میں سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ ہ بھی فرمایا ہے جس میں مطلق تخت مذکور ہیں (یہ سورۂ حجر اور سورۂ صافات میں ہے) اور عَلٰی سُرُرٍ مَّوْضُوْنَۃٍ بھی فرمایا ہے جس میں تختوں کی صفت موضونۃ بیان ہوئی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ سرر موضونۃ خاص مقربین کے لئے مخصوص ہوں (کما ھو مذکور فی ذکر نعیمہم) اور انکے علاوہ دوسرے تخت عام جنت والوں کے لئے ہوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ سبھوں کے لئے سرر موضونۃ ہوں اور ایک جگہ صفت ذکر کر دینے پر اکتفا فرمایا گیا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بہرحال جیسے بھی تخت ہوں عجیب وغریب، دلچسپ و مرغوب ہونگے ان کی خوشنمائی اور خوبصورتی کا اندازہ یہاں نہیں لگایا جا سکتا۔ یہ جو فرمایا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ کہ تختوں پر آمنے سامنے بیٹھیں گے۔ اس کے متعلق مفسر ابن کثیر حضرت مجاہدؒ تابعی سے نقل فرماتے ہیں کہ لا ینظر بعضہم فی قفا بعض (یعنی اہل جنت آپس میں ایک دوسرے کی پشت نہ دیکھ پائیں گے) مطلب یہ ہے کہ اٹھنے بیٹھنے میں اور مصاحبت و مجالست میں کسی کے پیچھے بیٹھنے کا موقعہ نہ ہوگا، وہاں کی رہائش کا ایسا ڈھنگ ہوگا کہ کسی کی پشت نظر نہ آئیگی۔ آپس میں جب کسی کو دیکھیں گے تو چہروں ہی پر نظر پڑیگی مجلس میں بیٹھیں گے تو اہل دنیا کی طرح آگے پیچھے نہ بیٹھیں گے۔ دنیا میں تنگی کی وجہ سے وہاں تنگی نہ ہوگی اور دوری و نزدیکی بھی بے حقیقت ہوگی۔ ہر شخص ہر جگہ سے دوسرے کی بات سُن لیگا۔ صاحب تفسیر مظہری متقابلین کی تفسیر میں لکھتے ہیں :-

وصفهم الله تعالى بحسن العشيرة وتهذيب الاخلاق وصفاء المودة (یعنی اللہ جل شانہ نے اہل جنت کی حسن معاشرت اور خلوص محبت اور مہذب اخلاق کا تذکرہ فرمایا ہے انکی محبت اور میل جول کی خوبی اس کو گوارہ نہ کریگی کہ کوئی ایک دوسرے کے پیچھے بیٹھے۔

وِلدان اور غلمان اہل جنت کی خدمت کیلئے غلمان و ولدان ہونگے جنکا تذکرہ قرآن شریف میں کئی جگہ آیا ہے۔

سورہ طور میں ارشاد ہے:۔

وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَأَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُونٌ ۝

اور ان کے پاس میوے وغیرہ لانے کیلئے ایسے لڑکے آئیں جائیں گے جو خاص انہی کی خدمت کے لئے ہونگے (اور غایت حسن وجمال کی وجہ سے ایسے ہوں گے کہ) گویا وہ حفاظت سے رکھے ہوئے موتی ہیں

سورہ دہر میں ارشاد ہے:۔

وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ ۝ إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنثُورًا ۝

اور ان کے پاس (خدمت کے لئے) ایسے لڑکے آمد ورفت کریں گے جو ہمیشہ ایک ہی حال پر رہیں گے اے مخاطب جب تو ان کو دیکھے تو یوں سمجھے کہ موتی ہیں جو بکھیر دیے گئے ہیں۔

ولدان۔ ولد کی جمع ہے اور غلمان غلام کی جمع ہے دونوں تقریباً ہم معنی ہیں۔ اہل جنت کی زوجیت کے لئے اللہ تعالیٰ نے حورعین پیدا فرمائی ہیں جو ہیں تو مؤنث مگر انکی پیدائش انسانوں کی پیدائش کی طرح نہیں ہے بلکہ اللہ نے محض اپنی قدرت سے ان کو پیدا فرمایا ہے۔ اسی طرح اہل جنت کی خدمت کے لئے غلمان و ولدان یعنی ایسے لڑکے پیدا فرمائے ہیں (یا دخولِ جنت سے قبل پیدا

فرمادیں گے) جو ہمیشہ نوعمر رہیں گے۔ یہ بھی بالکل نئی مخلوق ہے جن کا تولد انسان کی طرح نہیں ہوا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے پیدا فرمایا ہے قرآن شریف میں ان لڑکوں کی صفت مخلدون بیان فرمائی ہے۔ صاحب تفسیر مظہری اس کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں لا یموتون ولا یهرمون ولا یتغیرون یبقون ابدا علی شکل الولدان (یعنی وہ لڑکے نہ مریں گے نہ بوڑھے ہوں گے نہ ان کی نوعمری میں تغیر آئے گا بلکہ ہمیشہ لڑکوں کی شکل پر رہیں گے۔ ابن کثیر لکھتے ہیں لا تزید اعمارهم عن تلک السن (یعنی ان کی عمریں لڑکپن کی عمر سے آگے نہ بڑھیں گی)

سورۂ دہر کی تفسیر میں ولدان کی تشریح کرتے ہوئے صاحب مظہری لکھتے ہیں کہ ینشئهم الله تعالیٰ لخدمة المؤمنین او ولدان الکفرة یجعلهم الله خدما لاهل الجنة (یعنی ان ولدان کو اللہ تعالیٰ مومنین کی خدمت کے لئے پیدا فرمائیں گے یا یہ کافروں کی نابالغ اولاد ہوگی جن کو اللہ تعالیٰ اہل جنت کا خادم بنا دیں گے) اس سے معلوم ہوا کہ ولدان کے بارے میں دو قول ہیں ایک یہ کہ نئی مخلوق ہوگی دوم یہ کہ دنیا میں جو کافروں کے نابالغ لڑکے مر گئے ہیں وہ ولدان مخلدون ہوں گے جو اہل جنت کی خدمت میں لگا دیئے جائیں گے لیکن اس دوسرے قول کو محققین نے تسلیم نہیں کیا ہے چنانچہ صاحب بیان القرآن لکھتے ہیں کہ ولدان یعنی غلمان کے بارے میں قول راجح جس کو خازن نے صحیح اور حق کو اس میں منحصر کہا ہے یہ ہے کہ وہ ایک مستقل مخلوق ہیں مثل حور کے اور ولدان میں معنی ولادت کے ملحوظ نہیں، اور حکمت انکے خادم بنانے میں محض فرحت ہے بلا شہوت[۱]

[۱] ذکرہ فی تفسیر الواقعہ ۱۲۔

سورۂ طور میں غلمان کو لؤلؤ مکنون سے تشبیہ دی ہے یعنی وہ لڑکے حسن اور چمک میں اور رنگ کی صفائی ستھرائی میں اس موتی کی طرح ہونگے جو سیپی میں چھپا رہتا ہے جس پر گرد و غبار کا گذر نہیں ہوتا اور سورہ دہر میں لؤلؤاً منثوراً فرمایا ہے یعنی وہ لڑکے بکھرے ہوئے موتیوں کی طرح ہونگے۔ کیونکہ خدمت میں لگے ہوئے ہر طرف چل پھر رہے ہونگے حضرت حسنؓ اور قتادہؓ سے مروی ہے کہ بعض صحابہؓ نے آنحضرت صلعم سے عرض کیا کہ خادم (کی خوبصورتی) کا یہ عالم ہے تو مخدوم کا کیا حال ہوگا؟ اس کے جواب میں حضورؐ نے فرمایا کہ مخدوم کو خادم پر اس جیسی فضیلت ہوگی جیسی چودھویں کے چاند کو تمام ستاروں پر ہوتی ہے۔[1]

جنت میں پاکیزہ بیویاں | سورۂ آل عمران میں فرمایا ہے

لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ	ایسے لوگوں کے لیے جو اللہ سے ڈرتے ہیں ان کے
مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا	رب کے پاس ایسے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں
وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ	جاری ہیں ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور ان کے
اللّٰهِ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝	لئے وہاں) پاکیزہ بیویاں ہیں اور اللہ کی خوشنودی
	ہے اور اللہ تعالیٰ بندوں کو دیکھتے ہیں۔

"پاکیزہ بیویاں" یعنی ظاہری میل کچیل اور باطنی خباثت (مکر و فریب) سے اور ہر تکلیف دینے والی عادت اور بات سے اور حیض و نفاس وغیرہ سے بالکل پاک و صاف ہونگی۔[2]

---

[1] تفسیر مظہری [2] قال ابن کثیر ای من الدنس والخبث والاذی والحیض والنفاس وغیر ذالک مما یعتری نساء الدنیا۔

حضرت مجاہد (تابعی) نے ازواج مطہرۃ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ حیض سے اور پائخانہ پیشاب سے اور بلغم و تھوک سے اور منی سے اور بچہ جننے سے پاک ہوں گی (جب جننا نہ ہوگا تو اس کے بعد خون نفاس بھی نہ آئیگا) حضرت قتادہ (تابعی) نے فرمایا کہ مطہرۃ من الاذی والمأثم (یعنی وہ تکلیف دینے والی ہر چیز سے اور نافرمانی کرنے سے پاک ہونگی)[1]

خلاصہ یہ ہے کہ جنت کی بیویاں ظاہری اور باطنی عیوب سے پاک ہونگی نہ تھوک آئیگا نہ پاخانہ کی حاجت ہوگی نہ پیشاب کی نہ منی نکلے گی نہ حیض آئیگا نہ نفاس ہوگا نہ بدن اور کپڑے پر میل ہوگا۔ اس ظاہری ستھرے پن اور پاکیزگی کے ساتھ ان کے عادات و اخلاق بھی نہایت ہی اچھے ہوں گے۔ دل و جان سے شوہروں پر نثار ہونگی ان میں نافرمانی کا نام نہیں، زبان درازی کا کام نہیں، مکر و فریب، دغا اور بے وفائی سے خالی ہونگی، دنیاوی عورتیں جن کا ایمان پر خاتمہ ہوگا مؤمنین کی بیویاں ہونگی اور ان کے علاوہ حورعین میں سے بیویاں دی جائیں گی دونوں قسم کی بیویاں حسن و جمال اور فریفتگی اور ظاہری و باطنی عمدگی اور اخلاق فاضلہ اور محبت و مودت میں اور صفائی ستھرائی میں (جس کا بیان ابھی ہوا) نہایت ہی اعلیٰ ہونگی۔

جنتی بیویوں کا حسن و جمال اور دیگر احوال

سورۂ واقعہ میں فرمایا۔

اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا	ہم نے ان عورتوں کو خاص طور پر بنایا ہے یعنی
عُرُبًا اَتْرَابًا لِّاَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ؕ	ہم نے ان کو ایسا بنایا کہ وہ کنواریاں ہیں،

(شوہروں کیلئے) پیاریاں ہیں (ان کی) ہم عمر ہیں (یہ سب جو اوپر بیان ہوا) اصحاب الیمین کیلئے ہے۔

---

[1] ابن کثیر

دنیا والی مومن عورتیں جس حال اور جس عمر میں بھی دنیا سے انتقال کر گئی ہوں بہرحال جنت میں جوان عمر اور کنواری بنا دی جائیں گی اور وہاں کے حسن و جمال سے آراستہ کر دی جائیں گی۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایک بڑی بی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ دعا فرما دیجئے اللہ جل شانہ مجھے جنت میں داخل فرما دیوے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے فلاں کی ماں جنت میں کوئی بڑھیا داخل نہ ہوگی یہ سن کر وہ روتی ہوئی روانہ ہو گئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حاضرین سے فرمایا اس سے کہدو کہ میرا مطلب نہیں ہو کہ تم جنت میں نہ جاؤگی بلکہ بات یہ ہے کہ وہ جنت میں داخل ہوتے وقت بوڑھی نہ ہوگی کیونکہ اس وقت جوانی دیدی جائیگی ابلاشبہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اِنَّا اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا الخ[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش طبعی کیلئے ایسے الفاظ فرمائے جس سے وہ دوسرا مطلب سمجھ گئیں کبھی کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مذاق بھی فرما لیتے تھے جس کا ایک واقعہ یہ بھی ہے جو اوپر بیان ہوا۔ مذاق میں بھی آپ صحیح اور سچ بات فرماتے تھے۔ "ابکارا" بکر کی جمع ہے بمعنی کنواری جب بھی ان کے شوہر مقاربت و مباشرت کرینگے تو ہمیشہ کنواری ہی پائیں گے[2]

صاحب بیان القرآن لکھتے ہیں کہ بعد مقاربت پھر کنواری ہو جاویں گی (کذا فی الدر عن ابی سعید مرفوعا) "عُرُبًا" حسین و جمیل اور پیاری عورتیں یہ عروب کی جمع ہے "اَتْرَابًا" ہم عمر اور ہمجولی عورتیں مراد ہیں اس کا واحد ترب ہے جس طرح مرد سب تیس تینتیس برس کے ہونگے (جسکا مطلب بیان ہو چکا ہے) اسی طرح ان کی بیویاں

---

[1] شمائل ترمذی [2] قال فی المرقات کما اتاهن ازواجهن وجدوهن ابکارا

بھی ان ہی کی عمر کی ہونگی۔ قد و قامت میں اور عمر میں برابر ہوں گی طرفین سے دل ملے ہوئے ہوں گے شکل و شباہت میں ایک طرح کے ہوں گے۔ دنیا میں لوگ اپنے سے کم عمر والی لڑکی کو زوجیت کے لئے پسند کرتے ہیں کیونکہ کمسن میں حسن و جمال اور محبوبیت کا انداز زیادہ ہوتا ہے لیکن چونکہ جنت کی بیویوں میں (خواہ وہ دنیا والی مؤمنات ہوں خواہ وہ حورعین ہوں) حسن و جمال اور محبوبیت کے احوال کامل ترین ہوں گے اس لئے ہم عمری محبوبیت سے مانع نہ ہوگی۔ بلکہ زیادہ مناسب اور انس و محبت اور الفت کا سبب بن جائیگی، شوہر و بیوی بچکانہ پن سے بھی خالی ہوں گے اور بڑھاپے سے بھی محفوظ رہیں گے، ہمیشہ متوسط عمر رہے گی جس میں سمجھ بوجھ کامل ہوتا ہے۔ مفسر سدی نے اَتْرَابًا کی تفسیر بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ وہ آپس میں اخلاق اور محبت و الفت کے اعتبار سے برابر ہونگی بہنوں کی طرح میل سے رہیں گی۔ آپس میں حسد، جلن اور بغض نام کو نہ ہوگا سوکنوں والی کشیدگی اور لڑائی و دشمنی نہ ہوگی۔[۱]

سورۂ ص میں فرمایا:۔

وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ ۔ اور ان کے پاس نگاہ کو روک رکھنے والی ہم عمر بیویاں ہونگی۔ یعنی ان کی نظر صرف شوہروں ہی پر پڑے گی اور دل بس شوہروں ہی سے لگا ہوا ہوگا شوہروں کے علاوہ کسی غیر کی طرف ذرا نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھیں گی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک صبح یا ایک شام کو اللہ کے راستہ میں نکل جانا ساری دنیا سے اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سب سے بہتر ہے اور اگر جنت کی عورتوں میں سے کوئی عورت

---

[۱] [illegible] بخاری شریف

زمین کی طرف کو جھانک لیوے تو آسمان و زمین کے درمیان جو کچھ ہے اس کو روشن کر دیوے اور خوشبو سے بھر دیوے پھر فرمایا کہ بیشک اس کے سر کا دوپٹہ ساری دنیا سے اور دنیا میں جو کچھ ہے اس سب سے بہتر ہے۔ [۱]

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بلاشبہ جنت کی عورت کی پنڈلی کی سفیدی ستر جوڑوں کے اندر سے نظر آئیگی حتی کہ پنڈلی کے اندر کا گودا تک نظر آئیگا اور یہ بات اسلئے حق ہے کہ اللہ جل شانہٗ فرماتے ہیں۔ کَاَنَّهُنَّ الْیَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ (وہ عورتیں اس قدر شفاف اور رنگت کی صاف ہوں گی کہ گویا وہ یاقوت ہیں یا مرجان ہیں) پھر فرمایا۔ یاقوت تو ایسا پتھر ہے کہ اگر تو اس میں ایک لڑی داخل کر دیوے اور پھر اس کو صاف طریقہ پر دیکھنا چاہے تو پتھر کے باہر سے دیکھ سکتا ہے۔ [۲]

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کَاَنَّهُنَّ الْیَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ کی تشریح فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جنتی مرد (جو جنتی عورت کا شوہر ہوگا) اس کے چہرے پر نظر ڈالیگا تو اس کا رخسار آئینہ سے زیادہ صاف نظر آئیگا اور جنتی عورت پر جو موتی ہونگے ان میں سے ادنٰی موتی پورب پچھم کے درمیان کو روشن کر سکتا ہے اور اس پر ستر جوڑے ہوں گے (جو اس قدر شفاف ہوں گے کہ ان کے اندر کو نظر پار ہو جائے گی) اور جنتی مرد اسکے کپڑوں کے باہر سے اس کی پنڈلی کا گودا دیکھ لیگا۔ [۳]

حُوْرٌ عِیْنٌ حور جمع ہے حَوْرَاءُ کی یعنی وہ عورت جس کی آنکھ کی سفیدی

---

[۱] بخاری شریف [۲] رواہ الترمذی مرفوعاً ثم قال وقد روی عن ابن مسعود ولم یرفعہ وہو اصح۔
[۳] رواہ احمد وابن حبان فی صحیحہ والبیہقی ۱۲

اور سیاہی خوب گہری اور تیز ہو۔ عینٌ جمع ہے عیناء کی یعنی وہ عورت جس کی آنکھیں بڑی بڑی اور چوڑی ہوں۔ قرآن و حدیث کی اصطلاح میں ان عورتوں کے لیے لفظ حور بولا جاتا ہے جن کو اللہ پاک نے اپنی قدرت کاملہ سے جنتی مردوں کی زوجیت کے لئے پیدا فرمایا ہے یہ عورتیں دنیا والی مؤمن عورتوں کے علاوہ ہونگی، سورۂ دخان میں فرمایا ہے وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ (اور حور عین کے ساتھ ہم نکاح کر دینگے)

سورۂ رحمٰن میں فرمایا۔

فِيْهِنَّ خَيْرٰتٌ حِسَانٌ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ	ان (بہشتوں کے محلوں) میں خوب سیرت
رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِي	خوبصورت عورتیں ہونگی سو اے انس و جن تم
الْخِيَامِ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ	اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ وہ
لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ	حوریں خیموں میں محفوظ ہوں گی، سو اے انس و
فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝	جن تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے

(وہ جن کے لئے منتخب ہونگی) ان سے پہلے کسی انسان یا جن نے ان کو نہ چھوا ہوگا۔ سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

سورۂ واقعہ میں فرمایا۔

وَحُوْرٌ عِيْنٌ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ ۝	اور ان کیلئے حور عین ہونگی پوشیدہ رکھے ہوئے موتی کی مانند

سورۂ صافات میں فرمایا۔

وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِيْنٌ	اور ان کے پاس نیچی نگاہ رکھنے والی بڑی بڑی
كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ ۝	آنکھوں والی عورتیں ہونگی (جن کی رنگت ایسی

صاف ہوگی کہ) گویا بیضے ہیں چھپے ہوئے۔

پہلی آیت میں پوشیدہ موتی کی طرح فرمایا یعنی وہ عورتیں صفائی اور سفیدی میں تازہ موتیوں کی طرح چمکتی ہونگی اور دوسری آیت میں چھپے ہوئے انڈے سے تشبیہ دی گئی جو گرد و غبار اور داغ سے بالکل محفوظ ہوتا ہے مفسر ابن کثیرؒ نے حضرت حسنؒ سے بیض مکنون کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ مصون لم تمسہ الایدی (یعنی وہ انڈا جو ہاتھوں میں پہنچنے سے قبل محفوظ ہوتا ہے) مفسر بیضاوی لکھتے ہیں کہ انڈے سے تشبیہ جو دی گئی ہے یہ تشبیہ صفائی میں بھی ہے اور زردی ملی ہوئی سفیدی میں بھی ہے جس سفیدی میں کسی قدر زردی ملائی گئی ہو وہ بدن کا بہترین رنگ مانا گیا ہے واللہ تعالیٰ اعلم باحوال خلقہ و اسرار کتابہ۔

حورعین کی ایک خاص دعا اور شوہروں سے ہمدردی

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی الرحمت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ رمضان کے لئے شروع سال سے ختم سال تک جنت سجائی جاتی ہے پس جب رمضان کا پہلا دن ہوتا ہے تو عرش کے نیچے حورعین پر جنت کے پتوں کی ہوا چلتی ہے جس سے متاثر ہو کر وہ یوں دعا کرتی ہیں کہ اے ہمارے پروردگار اپنے بندوں سے ہمارے لئے ایسے شوہر مقرر فرما جن سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ہم سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں (بیہقی فی شعب الایمان) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دنیا میں جو کوئی عورت اپنے شوہر کو تکلیف دیتی ہے تو حورعین میں سے اس کی بیوی دنیا کی بیوی سے کہتی ہے کہ تیرا برا ہو اس کو تکلیف نہ دے کیونکہ وہ تیرے پاس چند دن کا مہمان ہے عنقریب تجھ سے جدا ہو کر ہمارے پاس پہونچ جائیگا۔ [1]

---

[1] ترمذی ۱۲

ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جس طرح جنت اور اس کی دوسری نعمتیں اس وقت موجود و مخلوق ہیں حورعین بھی موجود و مخلوق ہیں۔ حافظ منذری نے الترغیب و الترہیب میں ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ایک طویل روایت نقل کی ہے جس میں یہ بھی ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! جنت میں دنیا والی (مومنہ) عورتیں افضل ہونگی یا حورعین؟ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ دنیا والی (مومن) عورتیں حورعین سے اس قدر افضل ہوں گی جیسے (لحاف) کا اوپر کا کپڑا اس کے اندر والے استر سے بہتر ہوتا ہے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کس وجہ سے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس لئے کہ دنیا والی عورتیں نمازیں پڑھتی ہیں اور روزے رکھتی ہیں۔ اور اللہ (عزّوجلّ) کی عبادت کرتی ہیں، حضرت ام سلمہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! بعض مرتبہ ایک عورت دنیا میں (یکے بعد دیگرے) دو یا تین یا چار مردوں سے نکاح کر لیتی ہے پھر اسے موت آجاتی ہے، وہ جنت میں داخل ہوگی اور اس کے شوہر بھی اس کے ساتھ جنت میں ہونگے، تو (اس صورت میں) ان میں سے اسکا شوہر کون ہوگا؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ اے ام سلمہؓ! اس کو اختیار دیدیا جائیگا جس کے ساتھ چاہے رہے، لہٰذا وہ اسکو اختیار کریگی جو انمیں اخلاق کے اعتبار سے سب سے اچھا تھا اور کہیگی اے رب دنیا کے اندر یہ ان سب سے زیادہ میرے ساتھ بااخلاق تھا۔ اسی کو میرا جوڑا بنا دیجئے، یہ فرما کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ام سلمہؓ خوش خلقی دنیا و آخرت کی بھلائی لے اُڑی[1]

---

[1] بہٰذہ الروایۃ تضعیفۃ شدیدۃ الضعف ابو صدرہ المنذری بمرثی ۱۴۰

یہ روایت سند کے اعتبار سے قوی نہیں ہے بعض روایات میں یہ بھی ملتا ہے کہ دنیا میں جس عورت نے پہلے شوہر کے بعد نکاح کرلیا۔ وہ جنت میں آخری شوہر کو ملے گی، جو بھی صورت ہو بہر حال یہ حق ہے کہ جنتی مردوں اور عورتوں میں کوئی ایسا نہ ہوگا جو بغیر جوڑے کے رہ جائے، بعض لوگ اکثر پوچھتے پھرتے ہیں کہ دو شوہروں والی کا کیا ہوگا؟ اس مسئلہ پر مدار ایمان تو ہے نہیں جو معرکۃ الآراء بنالیا جائے۔ اللہ تعالیٰ جو تجویز فرمائیں گے سب کے حق میں بہتر ہی ہوگا۔

جنت میں حورعین کا ترانہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں حورعین کے جمع ہونے کی ایک جگہ ہے جس میں آوازیں بلند کرتی ہیں اور یہ کہتی ہیں کہ ہم ہمیشہ رہنے والی ہیں کبھی ہلاک نہ ہوں گی ہم ہمیشہ چین و آسائش میں رہیں گی کبھی محتاج نہ ہونگی ہم اپنے شوہروں سے ہمیشہ خوش رہیں گی، کبھی ناراض نہ ہونگی، اس کے کیا کہنے جو ہمارے لئے ہے اور ہم اس کے لئے ہیں (یہ ترانہ ایسی دلکش آواز میں گاتی ہیں کہ) ایسی آوازیں مخلوق میں کسی نے نہیں سنی ہیں۔[1]

مردوں کے لئے کثرت ازدواج جنت میں ایک مرد کو کتنی بیویاں ملینگی اس کے متعلق بہت سی روایات وارد ہوئی ہیں۔ بخاری شریف کی ایک روایت میں ہے لکل امرئ منہم زوجتان من الحور العین (یعنی حور عین میں سے ہر شخص کی دو بیویاں ہونگی) حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں اس پر مفصل بحث کی ہے اور بہت سی روایات جمع کی ہیں مسند احمد کی ایک روایت

---

[1] ترمذی شریف ۱۲

نقل کی ہے کہ ادنٰی جنتی کے لئے دنیاوی بیویوں کے علاوہ بہتّر بیویاں ہوں گی۔
ابو یعلٰی کی ایک روایت میں ہے کہ دو بیویاں بنی آدم میں سے ہوں گی۔ اور بہتّر بیویاں وہ ہوں گی جن کی تخلیق اللہ تعالٰی (اس عالم میں) فرمائیں گے۔
ابن ماجہؒ کی ایک روایت میں ہے کہ بہتّر بیویاں حورعین سے اور بہتّر دنیا کی عورتوں میں سے ملیں گی۔ ان کے علاوہ اور بھی چند روایات صاحب فتح الباری نے نقل کی ہیں اس سلسلہ کی روایات سنداً قوی بھی ہیں اور ضعیف بھی ہیں مجموعی طور پر یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ جنتیوں کو دوسری نعمتوں کے ساتھ کثرت ازدواج کی نعمت سے بھی نوازا جائے گا اور ایسا تو کوئی بھی نہ ہوگا جس کو کم از کم دو بیویاں نہ ملیں۔ (کما قال الحافظ فی آخر البحث والذی یظہر ان المراد ان اقل ما لکل واحد منہم زوجتان) باقی رہا اختلاف اعداد سو یہ تفاضل اعمال پر محمول کیا جا سکتا ہے یعنی یوں کہہ سکتے ہیں کہ اپنے اپنے اعمال صالحہ کے بقدر جو درجات میں اختلاف ہوگا اس اختلاف درجات کی وجہ سے ازدواج کی تعداد بھی مختلف ہوگی۔ واللہ تعالٰی اعلم بالصواب۔
بعض لوگ یہ بھی سوال کیا کرتے ہیں کہ ایک مرد کو بہت سی بیویاں ملیں گی تو ایک عورت کو کتنے مرد ملیں گے؟ یہ سوال بہت بیہودہ ہے کیونکہ مرد کیلئے بہت سی بیویاں ہونا نعمت ہے اور عورت کے لئے بہت سے شوہر ہونا شریفوں اور حیاداروں اور غیرتمندوں کے نزدیک سخت معیوب ہے جبکہ ایسی بے عزتی دنیا میں گوارا نہیں کی جاتی تو جنت میں کون گوارا کریگا؟ جنتی عورتوں کی صفت قرآن شریعت میں قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ بیان ہوئی ہے۔ وہ نظریں پست رکھنے

والی اور اپنے شوہر کے علاوہ دوسرے پر نظر ڈالنے سے گریز کرنیوالی ہوں گی یوں سمجھئے کہ وہ تو ایک ہی شوہر پر راضی ہونگی اور دل و جان سے نثار رہوں گی اور یہاں کے لوگ خواہ مخواہ ان کو زیادہ شوہر دلانے کی وکالت کر رہے ہیں جب ایک شوہر سے جی بھرا ہوا ہے اور دل لگا ہوا ہے تو دوسرے کی حاجت ہی کیا! افسوس کہ نادان معترضین نے جنتی عورتوں کو ناحشہ عورتوں پر اور یورپ کی جدید تہذیب والی ہرجائی لیڈیوں پر قیاس کر لیا۔ چاہئے تو یہ تھا کہ جنتی عورتوں کے طرز پر اپنے یہاں کی عورتوں کو پردہ میں بٹھا کر قصرات الطرف اور مقصورات فی الخیام بناتے مگر نادانوں نے حوروں سے پردہ کا سبق لینے کی بجائے الٹا یہ کیا کہ جنتی عورتوں کے لئے بے غیرتی تجویز کر دی۔

قوتِ مردانہ اہل جنت کی بیویاں چونکہ متعدد و منتشرہ ہوں گی اس لئے ان کی قوت مردانہ بھی بڑھا دی جائے گی حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل کتاب (یعنی یہودیوں) میں سے ایک شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے سوال کیا کہ اے ابوالقاسم کیا آپ فرماتے ہیں کہ جنت والے کھائیں گے اور پئیں گے ؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں! قسم اس ذات کی جسکے قبضہ میں میری جان ہے ایک جنتی کو کھانے پینے اور (بیویوں سے) مباشرت کرنے میں سَو مردوں کی طاقت دیدی جائیگی۔ یہ سنکر اس یہودی نے سوال کیا کہ جو کھاتا پیتا ہے اس کو پیشاب پاخانہ کی حاجت ہوتی ہے (لہٰذا جب جنتی کھائیں پئیں گے تو پیشاب پاخانہ کی ضرورت

ابوالقاسم حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کنیت ہے ۱۲

ہوگی۔ حالانکہ جنت ایسی جگہ نہیں ہے جس میں کوئی چیز تکلیف دینے والی ہو، پھر وہاں پیشاب پاخانہ جیسی گھناؤنی چیز کیونکر ہوگی؟ اس کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھانے پینے کے بعد ان کو پاخانہ پیشاب کرنے کی حاجت نہ ہوگی بلکہ بھرے ہوئے پیٹ کو خالی کرنے کی ضرورت پسینہ سے پوری ہو جایا کریگی یعنی ان کے کھانوں سے مشک کی طرح پسینہ بہیگا جس سے پیٹ ہلکا ہو جایا کریگا۔[1]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اہل جنت کو سو مردوں کی قوت دی جائیگی ترمذی شریف میں بھی اس مضمون کی ایک حدیث مروی ہے جس کو امام ترمذیؒ نے حدیث صحیح فرمایا ہے اور ساتھ ہی حضرت زید بن ارقمؓ کی حدیث کا بھی حوالہ دیا ہے جو ابھی گذر چکی ہے، جنت چونکہ پاکیزہ جگہ ہے اور وہاں کے مرد و عورت سب پاکیزہ ہونگے اس لئے ہر طرح کی گندگی اور گھناؤنی چیز سے محفوظ ہونگے جس طرح پیشاب پاخانہ کی ضرورت نہ پڑیگی اسی طرح منی بھی نہ نکلیگی۔ جمع الفوائد میں محدث طبرانی نے معجم الکبیر سے نقل کیا ہے کہ اہل جنت مباشرت کرینگے (لیکن) نہ تو عضو مخصوص میں ضعف آئیگا نہ شہوت منقطع ہوگی اور نہ مرد کی منی نکلیگی نہ عورت کی۔

اس دنیا کی لذتوں میں کدورتیں ملی ہوئی ہیں جنت کی لذتوں میں چونکہ کدورت نہ ہوگی اس لئے بستر اور جسم کو ملتبس کرنے والا مادہ خارج نہ ہوگا اور انزال کے وقت جو لذت یہاں محسوس ہوتی ہے اس سے کہیں زیادہ بڑھ چڑھ کر بغیر انزال کے جنت میں لذت محسوس ہوگی، اور چونکہ جنت میں ہر چیز خواہش نفس کے مطابق ہوگی اس لئے جب تک جی چاہے گا مباشرت کرینگے۔

---

[1] قال المنذری رواہ احمد والنسائی ورواتہ محتج بہم فی الصحیح ۱۲۔

اور جب جی چاہے گا چھوڑ دیجئے۔

فائدہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن جب جنت میں بچے کی خواہش کریگا تو اس کا حمل اور وضع حمل اور اس کی (پوری) عمر (جو اہل جنت کے لئے مقرر ہے یعنی ۳۰ یا ۳۳ سال) یہ سب کچھ خواہش کے مطابق ایک گھڑی میں ہو جائیگا۔

بعض اہل علم نے فرمایا ہے کہ جنت میں جماع ہوگا مگر اولاد نہ ہوگی۔ طاؤس مجاہد اور ابراہیم نخعی رحمہم اللہ تعالیٰ سے یہی مروی ہے۔ اسحاق بن ابراہیم نے مندرجہ بالا حدیث نقل کر کے فرمایا جنتی اولاد کی خواہش نہ کرے گا۔ حضرت ابو رزین عقیلی رضی اللہ عنہ سے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مروی ہے کہ جنت میں اہل جنت کی اولاد نہ ہوگی (ترمذی) مطلب یہ ہے کہ جنت ہر خواہش کے پورا ہونے کی جگہ ہے۔ اگر اہل جنت میں سے کسی کی خواہش اولاد ہونے کے لئے ہوگی تو خواہش قانوناً پوری ہو جانا ضروری ہوگا لیکن چونکہ جنت میں توالد اور تناسل موزوں نہ ہوگا۔ اس لئے اہل جنت کے قلوب میں اللہ تعالیٰ اولاد کی خواہش پیدا نہ فرمائیں گے۔ رہی یہ بات کہ جنت میں توالد کیوں زیبا نہیں ہے اس کا سبب وہیں معلوم ہو سکے گا۔

لـه ترمذی

جنت کا بازار

جس میں دیدار الٰہی ہوگا اور حسن و جمال میں اضافہ ہوگا

حضرت سعید بن المسیبؒ (تابعی) کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی، انھوں نے کہا کہ میں اللہ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے اور تجھے جنت کے بازار میں اکٹھا کر دیوے۔ حضرت سعیدؒ نے پوچھا کیا جنت میں بازار (بھی) ہوگا؟ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہاں! رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بتایا ہے کہ بلا شبہ اہل جنت جب جنت میں داخل ہوں گے تو اپنے اپنے اعمال کے مطابق درجات اور منازل میں اتریں گے۔ اس کے بعد دنیا کے دنوں میں سے یوم جمعہ کی مقدار میں ان کو اجازت دی جائیگی کہ اپنے رب کی زیارت کریں پس وہ اپنے پروردگار کی زیارت کرینگے اور خداوند تعالیٰ اپنے عرش کو ظاہر فرما دیگا اور اپنا دیدار کرانے کے لئے جنت کے ایک بڑے باغ میں ظاہر ہوگا (جو لوگ دیدار الٰہی کے لئے جمع ہونگے) ان کے لئے نور کے اور موتیوں کے اور یاقوت کے اور زبرجد کے اور سونے کے اور چاندی کے منبر بچھائے جائینگے (اور حسب مراتب جنتی ان پر بیٹھیں گے) نعمتوں اور نوازشوں کی وجہ سے ان میں کوئی گھٹیا اور کمتر (تو) نہ ہوگا (لیکن) مرتبہ کے اعتبار سے جو سب سے کمتر ہوں گے مشک اور زعفران کے ٹیلوں پر بیٹھیں گے اور ان ٹیلوں پر بیٹھنے والے کرسیوں پر بیٹھنے والوں کو اپنے سے بہتر خیال نہ کریں گے (کیونکہ اگر ایسا خیال آگیا کہ ہم گھٹیا ہیں تو رنج ہوگا اور جنت میں رنج کا نام نہیں)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم اپنے

ملاقات کرینگے حالانکہ (اپنے اپنے احساس کے مطابق) ان میں کوئی کمتر نہ ہوگا۔ تو اس شخص کو بلند مرتبہ والے کا لباس بہت پسند آجائیگا لیکن ابھی اس کی بات ختم نہ ہونے پائیگی کہ اس کا لباس اس بلند مرتبہ والے کے لباس سے اچھا معلوم ہونے لگیگا۔ اور یہ اس وجہ سے کہ جنت میں یہ موقعہ نہیں رکھا گیا ہے کہ کوئی شخص (ذرا بھی) رنجیدہ ہو۔ اس کے بعد ہم اپنے اپنے مکانوں کو روانہ ہو جائیں گے وہاں پہنچنے پر ہماری بیویاں استقبال کرینگی اور مرحبا و اہلاً کے بعد کہیں گی کہ تم اس حسن و جمال کو لیکر واپس ہوئے ہو جو کہ اسوقت تھا جبکہ تم ہم سے جدا ہوئے تھے ہم جواب میں کہینگے کہ آج ہم نے اپنے پروردگار کے ساتھ ہم نشینی کی عزت حاصل کی ہے اور ہم اسی شان کے ساتھ آنے کے لائق ہیں۔ لہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ جنت میں ایک بازار ہے جس میں جنتی ہر جمعہ کو جایا کرینگے وہاں شمالی ہوا چلے گی جو جنتیوں کے چہروں اور کپڑوں کو خوشبو سے بھردیگی اور ان کے حسن و جمال میں اضافہ ہو جائیگا پس وہ خوب زیادہ حسین و جمیل ہو کر اپنے گھر والوں کے پاس واپس جائیں گے۔ گھر کے لوگ کہیں گے کہ قسم ہے خدا کی ہم سے جدا ہونے کے بعد تمہارا حسن و جمال بڑھ گیا اسکے بعد وہ کہینگے کہ خدا کی قسم ہمارے بعد تمہارے حسن و جمال میں بھی اضافہ ہو گیا ہے۔ لہ

امیر المؤمنین حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ جنت میں ایک بازار ہے جس میں تخرید ہے

لہ ترمذی ۱۲ لہ مسلم شریف ۱۲

نہ فروخت ہے۔ اس میں بس مردوں اور عورتوں کی صورتیں ہیں، ان کو دیکھ کر جب کوئی شخص چاہیگا کہ فلاں صورت میری صورت ہو جائی تو اسی وقت اس کی وہ صورت بنجائے گی۔ [1]

جنت کی سب سے بڑی نعمت دیدارِ الٰہی

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے تو اُن سے اللہ تعالیٰ سوال فرمائیں گے کیا تم اور کچھ چاہتے ہو جو میں تم کو دوں؟ وہ عرض کرینگے کہ ہم کو اور کیا چاہیئے جو آپ نے دیا ہے بہت کچھ ہے کیا آپ نے ہمارے چہرے روشن نہیں کر دیئے؟ کیا آپ نے ہم کو جنت میں داخل نہیں فرمایا، اور کیا ہم کو دوزخ سے نجات نہیں دیدی؟ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کے اس جواب کے بعد پردہ اٹھا دیا جائیگا لہٰذا وہ اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے، جو کچھ ان کو دیا جا چکا ہوگا اس سب سے بڑھ کر ان کے نزدیک اپنے پروردگار کی طرف دیکھنا پیارا ہوگا، اس کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ۔ [2]

حضرت ابو رزین عقیلی رضؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا قیامت کے دن ہم میں سے ہر شخص اپنے رب کو اس طرح پر دیکھے گا کہ ذاتی بھاری بھیڑ میں ایک ساتھ سب کے دیکھنے کی وجہ سے کسی کے دیکھنے میں فرق نہ آئے؟ آپ نے

---

[1] ترمذی، [2] مسلم شریف۔

فرمایا ہاں ہر شخص خوب اچھی طرح سے دیکھے گا! میں نے عرض کیا کہ دنیا کی مخلوق میں اس کی کوئی مثال ہے؟ فرمایا اے ابو رزین کیا چودھویں کے چاند کو تم میں سے ہر شخص (پوری بھیڑ میں بلا مزاحمت نہیں دیکھتا ہے؟ میں نے کہا ہاں دیکھتا ہے فرمایا چاند خدا تعالیٰ کی مخلوقات میں سے ایک مخلوق ہے (جس کو ایک ساتھ سب دیکھ لیتے ہیں اور کسی کو دیکھنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی) اور اللہ تو بہت ہی بزرگتر اور عظیم ہے (اس کو بیک وقت سب کیوں نہ دیکھ سکیں گے)[1]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس اثنا میں کہ جنتی اپنی نعمتوں میں ہوں گے اچانک اوپر سے ایک نور روشن ہوگا چنانچہ سروں کو اوپر اٹھائیں گے اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ ان کے اوپر پروردگار عالم (جل مجدہٗ) ہیں۔ ان حضرات کے دیکھتے ہی رب تبارک و تعالےٰ فرمائیں گے کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْجَنَّۃِ (اے اہل جنت تم پر سلام ہو) سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ قرآن میں جو اللہ جل شانہٗ نے سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ فرمایا ہے اس میں اسی کا ذکر ہے اس کے بعد فرمایا کہ (سلام کے بعد) اللہ تعالیٰ شانہٗ اہل جنت کو اور جنتی اپنے پروردگار کو دیکھتے رہیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ پردہ میں ہو جائیں گے اور اس کا نور باقی رہ جائے گا۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ جنتی جب تک اپنے رب کو دیکھتے رہیں گے دوسری کسی بھی نعمت کی طرف توجہ نہ کریں گے[2]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جنت میں مرتبہ کے اعتبار سے ادنیٰ شخص وہ ہوگا جو اپنے باغات

---

[1] ابو داؤد [2] ابن ماجہ ۱۲

اور جنت اور بیویوں اور خدمتگاروں اور دیگر نعمتوں کو ایک سال کی مسافت میں پھیلا ہوا دیکھے گا۔ یعنی یہ چیزیں اتنی دور میں پھیلی ہوئی ہونگی کہ دنیا میں کوئی شخص اتنی چیزوں کو دیکھنے کے لئے نکلے تو ہزار برس تک چلتا رہے اور خدائے تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑے مرتبہ کا جنتی وہ ہوگا جو صبح شام دیدار الٰہی سے مشرف ہوگا۔ اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی وُجُوهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ (ترجمہ: بہت سے چہرے اس روز تروتازہ (خوش وخرم) ہونگے اپنے رب کی طرف دیکھتے ہونگے)۔[1]

یہ سورہ قیامہ کی آیت ہے اس کی تلاوت سے دیدار الٰہی کو قرآن شریف سے ثابت کرنا مقصود ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ ادنیٰ درجہ کا جنتی اپنے ملک کو دو ہزار سال کی مسافت میں پھیلا ہوا دیکھے گا اور اس کے آخری حصہ کو بلا تکلف بالکل اسی طرح دیکھتا ہوگا جس طرح اس کے قریب والے حصہ کو دیکھتا ہوگا۔ حدیث شریف میں ادنیٰ اور اعلیٰ جنتی کے مرتبہ کا ذکر ہے اس کے درمیان میں اور خدا جانے کتنے درجات ہونگے اور حسب مرتبہ کس قدر نعمتوں سے مالا مال ہونگے، دیدار الٰہی تو سب ہی جنتیوں کو نصیب ہوگا لیکن سب سے زیادہ اعزاز و اکرام جس کا ہوگا اس کو یہ سعادت نصیب ہوگی کہ صبح شام دیدار الٰہی سے نوازا جائیگا۔ (جعلنا اللہ منہم)

فائدہ: اللہ تعالیٰ کو دنیا میں نہیں دیکھ سکتے جنت میں مومنین دیکھینگے اور کافر و منافق اس نعمت سے محروم ہونگے جس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں یہاں یہ جان لینا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ جسم اور جہت سے پاک ہے اللہ کو جنتی دیکھینگے یہ حق ہے جس پر ایمان لانا فرض ہے لیکن کیفیت معلوم نہیں۔

[1] مشکوٰۃ عن الترغیب والترہیب ۱۲

گنہگار مسلمانوں کا دوزخ سے نکل کر جنت میں داخل ہونا

بھاری تعداد میں وہ مسلمان بھی دوزخ میں چلے جائیں گے جو گناہ کبیرہ کرتے تھے یہ تو ضروری نہیں ہے کہ گناہ کبیرہ کا مرتکب دوزخ میں ضرور ہی جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ بہت سوں کو بخش دینگے اور دوزخ میں ڈالنے سے محفوظ رکھ لیں گے اور یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ سب بخش ہی دیئے جائیں کیونکہ روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ بہت سے گنہگار مسلمان دوزخ میں جائیں گے اور پھر سزا بھگت کر دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کر دیئے جائیں گے جنت سے تو کبھی کوئی نہ نکلے گا نہ نکالا جائیگا اور دوزخ سے گنہگار مسلمانوں کو نکال کر داخل جنت کر دیا جائیگا اور دوزخ میں صرف مشرک و کافر ہی رہ جائینگے جو ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَکَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَآ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ

بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دوزخ کی پشت پر پل صراط رکھ دیا جائیگا اور رسولوں میں سے اپنی امت کو لے کر سب سے پہلے میں اس کے اوپر سے گذرونگا اس روز رسولوں کے سوا کوئی نہ بولتا ہوگا۔ اور ان کا بولنا اس روز یہ ہوگا کہ اللّٰھُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ (اے اللہ سلامت رکھ سلامت رکھ) اور دوزخ میں سعدان[1] کے کانٹوں کی طرح بڑی بڑی سنڈاسیاں ہوں گی جن کی بڑائی کا اللہ ہی کو علم ہے ان سنڈاسیوں کے سر زنبور کی طرح مڑے ہوں گے اور دوزخ سے نکل نکل کر لوگوں کو ان کے (بد) اعمال کی وجہ سے اُچک رہی ہوں گی پس ان کے اُچکنے

---

[1] سعدان عرب میں ایک درخت کا نام ہے ۱۲

کی وجہ سے کوئی تو پُل صراط سے دوزخ میں گر کر ہلاک ہو جانے لگا دیگا کافر ہونگے، اور کوئی کٹ کر دوزخ میں گر جائیگا۔ پھر بعد میں نجات پالے گا یہ گنہگار مسلمان ہوں گے، یہاں تک کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان فیصلے فرما کر فارغ ہو جائے گا اور لا الٰہ الا اللہ کی گواہی دینے والوں کو دوزخ سے نکالنے کا ارادہ فرمائے گا تو فرشتوں کو حکم دے گا کہ جو شخص اللہ کو پوجتا تھا اس کو نکال لو چنانچہ ایسے لوگوں کو فرشتے نکال لیں گے اور انکو سجدوں کے نشانوں سے پہچانیں گے (کیونکہ) اللہ تعالیٰ نے دوزخ کی آگ پر یہ حرام فرما دیا ہے کہ سجدے کے نشانات کو جلائے (جو ماتھے پر ہوتے ہیں)

چنانچہ یہ لوگ دوزخ سے نکال لئے جائیں گے جو جل بھن چکے ہوں گے دوزخ سے نکال کر ان پر آبِ حیات[1] ڈالدیا جائیگا جس کی وجہ سے وہ اس طرح اُگ جائیں گے جیسے بہتے ہوئے پانی کے خس و خاشاک پر دجلد ترین) بیج اُگ جاتا ہے[2] مطلب یہ ہے کہ آنا فانا انکی حالت ہی بدل جائے اور ایک دم بھلے چنگے خوبصورت ہو جائینگے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب جنت والے جنت میں اور دوزخ والے دوزخ میں داخل ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو اس کو دوزخ سے نکال لو چنانچہ نکال لئے جائیں گے، جو

---

[1] زندگی کا پانی یعنی وہ پانی جس کے پڑنے سے زندگی مل جائے ۱۲

[2] مشکوٰۃ شریف ۱۲

جل کر کوئلہ ہو چکے ہوں گے۔ لہٰذا ان کو پھر نہرِ الحیوٰۃ میں ڈال دیا جائیگا۔ [1]

ایک حدیث میں ہے کہ وہ حضرات موتی کی طرح نہرِ الحیوٰۃ سے نکل کر جنت میں داخل ہوں گے۔ [2]

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گناہ کرنے کی سزا میں بہت سے لوگوں کو (دوزخ کی آگ) کے جھلسنے کا اثر پہنچیگا۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضل و رحمت سے جنت میں داخل فرمائیگے پس ان کو "جہنمیوں" کہا جائے گا۔ [3]

ان حضرات کو جہنمیوں کہنا ان کی تنقیص کے لئے نہ ہوگا بلکہ اللہ تعالےٰ کی رحمت اور مہربانی یاد دلانے کے لئے ہوگا تاکہ دوزخ کی تکلیف کو یاد کرکے جنت کے لطف میں اضافہ ہوتا رہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دوزخ میں داخل ہونیوالوں میں سے دو شخص بہت چیخ و پکار شروع کردیں گے۔ اللہ تعالیٰ حکم دیں گے کہ ان کو نکالو پھر ان سے فرمائیگے کہ تم دونوں اتنا زیادہ کیوں چیخ رہے ہو؟ وہ عرض کریگے کہ یہ ہم نے اس لئے کیا کہ آپ ہم پر رحم فرمائیں۔ اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہوگا کہ بیشک میری رحمت تمہارے لئے یہ ہے کہ

---

[1] نهر الحیوٰۃ زندگی کی نہر پہلی روایت سے معلوم ہوا کہ ان پر آبِ حیوٰۃ ڈالا جائیگا اور اس روایت سے معلوم ہوا کہ وہ نہرِ الحیوٰۃ میں ڈالدیئے جائیں گے لیکن یہ اختلاف حقیقی نہیں ہے۔ دونوں باتوں کا مرجع ایک ہی ہے جب نہر میں پورا غوطہ دیدیا جائیگا تو ان کا نہر میں ڈالا جانا بھی صحیح ہوا اور ان پر پانی کا پڑنا بھی صحیح ہوا۔ ۱۲ [2] الحدیث بخاری و مسلم [3] ایضاً [4] بخاری شریف

دوزخ میں جا بس جگہ تھے وہیں لوٹ جا کر اپنی جان کو ڈال دو چنانچہ ان میں سے ایک اپنی جان کو دوزخ میں ڈالدیگا جس پر اللہ تعالیٰ دوزخ کو ٹھنڈا اور سلامتی والا بنا دیگا اور دوسرا شخص کھڑا رہ جائیگا جو اپنے کو دوزخ میں نہ ڈالیگا اس سے اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تجھے اس چیز سے کس نے روکا کہ تو اپنے کو دوزخ میں ڈالے؟ وہ عرض کریگا کہ اے رب میں امید کرتا ہوں کہ جب مجھے آپ نے دوزخ سے نکال دیا تو اب اس میں واپس نہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے جا تیری امید پوری کر دی گئی اس کے بعد دونوں شخص اللہ کی رحمت سے جنت میں داخل کر دیئے جائیں گے[1]

جنت میں سب سے اخیر میں جانیوالا اور سب سے ادنیٰ درجہ کا جنتی

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں اس شخص کو اچھی طرح جانتا ہوں جو سب سے اخیر میں دوزخ سے نکلیگا اور جنت میں جانیوالوں میں سب سے آخری ہوگا یہ شخص پیٹ کے بل گھسٹتا ہوا دوزخ سے نکلے گا پس حق تعالیٰ فرمائیگا کہ جا جنت میں داخل ہو جا۔ وہ جنت کے پاس آئیگا تو اس کو ایسا معلوم ہوگا کہ بھری ہوئی ہے (کہیں جگہ نہیں) لہٰذا عرض کریگا کہ اے رب میں نے اسے بھری ہوئی پایا (جگہ تو نہیں پھر اندر کیسے جاؤں؟) حق تعالیٰ فرمائیگا کہ جا جنت میں داخل ہو جا (تجھے) دنیا کی برابر جگہ دی گئی اور اس سے دس گنی جگہ اور دی یہ سن کر وہ عرض کریگا کیا آپ مجھ سے مذاق فرماتے ہیں حالانکہ آپ (سب کے) بادشاہ ہیں (حضرت ابن مسعودؓ

[1] ترمذی

کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ یہ فرما کر ہنسے حتی کہ آپ کی آخری ڈاڑھیں ظاہر ہو گئیں (کہ بیچارہ اتنی کثیر عطا کو جس کا اس نے کبھی خواب بھی نہیں دیکھا تھا مذاق سمجھا) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ماحول میں یہ بات کہی جایا کرتی تھی کہ یہ شخص سب سے کم درجہ کا جنتی ہوگا جو سب سے آخر میں داخل ہوگا اور دنیا اور دنیا جیسی دس گنی جگہ ملی۔[1]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے آخری جنتی کے داخلہ کا واقعہ اس سے زیادہ تفصیل کے ساتھ بھی مروی ہے، فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سب سے آخری شخص جو جنت میں جائے گا وہ ہوگا جو دوزخ سے نکلنے کی ہمت کر کے کبھی پاؤں چلے گا اور کبھی گر پڑے گا اور کبھی اس کو آگ کی لپٹ جھلسے گی بس جب (گرتا پڑتا) دوزخ سے نکل کر آگے بڑھ جائیگا۔ تو اس کی طرف دیکھ کر کہے گا کہ بابرکت ہے وہ خدائے برتر جس نے مجھے تجھ سے نجات بخشی، درحقیقت اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ نعمت دی ہے جو اولین و آخرین میں سے کسی کو بھی نہ دی اس کے بعد ایک درخت اس کی نظر کے سامنے کیا جائیگا وہ کہے گا کہ اے میرے رب مجھے اس درخت کے قریب کر دیجئے تاکہ اس کا سایہ حاصل کروں اور پانی نوش کروں (جو اس کے نیچے بہہ رہا ہے) حق تعالیٰ فرمائیگا عجب نہیں اگر میں تجھے یہ نعمت دیدوں تو اس کے بعد تو اور کوئی درخواست کرنے لگے، وہ عرض کریگا کہ اے رب نہیں ایسا نہ کروں گا اور عہد کرنے لگا کہ اس کے بعد اور کچھ نہ مانگوں گا اور رب العلمین اس کو معذور قرار دیگا کہ اس وقت اس کی نیت یہی ہے مگر نباہ نہ سکے گا کیونکہ اس کو وہ

---

[1] بخاری شریف ۱۲

چیز نظر آئے گی جس کے بغیر صبر کر ہی نہ سکے گا چنانچہ اس کو درخت کے قریب کردیا جائیگا وہ اس کے سایہ میں بیٹھے گا اور پانی پیئے گا۔ اس کے بعد اس کی نظر کے سامنے دوسرا درخت بلند کردیا جائے گا جو پہلے درخت سے بہت اچھا ہوگا پس (اس پر نظر پڑیگی تو) عرض کرے گا کہ اے رب مجھے اس کے نزدیک پہنچا دیجئے تاکہ اس کے نیچے بہنے والا پانی پیوں۔ اور اس کے سایہ میں بیٹھوں اور اس کے علاوہ آپ سے کچھ نہ مانگوں گا۔ ارشاد ہوگا کہ اے ابن آدم کیا تو نے مجھ سے عہد نہیں کیا تھا کہ اور کچھ نہ مانگوں گا اور عجب نہیں اگر میں تجھے اس کے قریب کردوں تو پھر اور کچھ مانگنے لگے۔ پس وہ عہد کریگا کہ اس کے سوا اور کچھ نہ مانگوں گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو معذور قرار دیگا کیونکہ اس کے بعد اس چیز پر نظر پڑیگی جس کے بغیر صبر ہی نہ کر سکے گا پس اس درخت کے پاس اللہ تعالیٰ پہنچا دے گا اور وہ اس کا سایہ لے گا اور پانی پیئے گا۔ اس کے بعد جنت کے دروازے کے قریب ایک درخت اس کے سامنے کردیا جائیگا جو پہلے دونوں درختوں سے زیادہ خوشنما ہوگا پس وہ عرض کریگا کہ اے رب مجھے اس درخت کے قریب پہنچا دیجئے تاکہ اس کا سایہ لے لوں اور پانی پی لوں اس کے سوا آپ سے کچھ نہ مانگوں گا ارشاد ہوگا کہ اے ابن آدم کیا تو نے مجھ سے پختہ عہد کیا تھا کہ اور کچھ نہ مانگوں گا عرض کریگا بیشک اے رب عہد تو کیا تھا (مگر اس بار اور سوال پورا کردیجئے) اس کے سوا آپ سے کچھ نہ مانگوں گا اور حق تعالیٰ اُسے معذور قرار دیگا کیونکہ اسے وہ چیز نظر آئے گی جس کے بغیر صبر کر ہی نہ سکے گا۔ چنانچہ اس درخت کے قریب کردیا جائیگا۔ جب اس کے قریب ہو جائیگا تو جنتیوں کی آوازیں سنائی دیگی (پھر للچائیگا)

اور کہے گا کہ لے رب مجھے اس کے اندر پہنچا دیجئے ارشاد ہوگا کہ اے ابن آدم آخر تیرا سوال کرنا کسی طرح ختم بھی ہوگا؟ کیا تو اس سے راضی ہوگا کہ تجھے دنیا کی بقدر دیدوں اور اس کے ساتھ اسی قدر اور دیدوں، وہ عرض کریگا آپ مجھ سے مذاق فرما رہے ہیں حالانکہ آپ رب العلمین ہیں؟ اس موقعہ کو بیان کرتے ہوئے حضرت ابن مسعودؓ ہنسے اور (حاضرین سے) فرمایا کہ تم مجھ سے دریافت نہیں کرتے کہ میں کس لئے ہنسا؟ حاضرین نے عرض کیا فرمائیے آپ کیوں ہنسے فرمایا کہ اسی طرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (اس حدیث کو بیان کرکے) ہنسے تھے۔ صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ آپ کیوں ہنسے؟ فرمایا کہ اللہ رب العلمین کے ہنسنے پر مجھے ہنسی آگئی جبکہ بندہ نے کہا کیا آپ مجھ سے مذاق فرماتے ہیں۔ حالانکہ آپ رب العلمین ہیں حق تعالیٰ فرمائینگے کہ میں تجھ سے مذاق نہیں کرتا۔ (بلکہ واقعی تجھے اتنا ہی دیا) میں جو بھی چاہوں اس پر قادر ہوں۔[1]

یہ واقعہ قریب قریب اسی طرح حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے آخر میں ہے کہ وہ شخص بار بار عہد و پیمان توڑ کر آخر کار جب جنت میں داخل ہوجائیگا تو اللہ تعالیٰ فرمائینگے کہ جو تیری آرزو ہو لیلے (وہ آرزوئیں ظاہر کرتا جائیگا اور مراد پاتا جائیگا) یہاں تک کہ اس کی آرزوئیں ختم ہو جائینگی، اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائینگے کہ (اور) تمنا کر لے (دیکھ) فلاں نعمت (رہ گئی ہے اس) کی آرزو کر لے (اور فلاں چیز باقی ہے اس ہی کی تمنا کر لے اس طرح سے اللہ تعالیٰ اس کو آرزوئیں یاد دلاتے جائیں گے (اور ہر آرزو پوری کرتے رہیں گے) یہاں تک کہ جب آرزوئیں ختم

[1] مسلم شریف۔

ہوجائیں گی (تو) اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ جو کچھ تو نے تمنائیں کی ہیں وہ سب تجھ کو دیا اور اسی قدر اور دیا۔ [1]

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ اللہ جل شانہٗ یہ فرمائینگے کہ تو نے جو جو کچھ تمنائیں کی ہیں وہ سب تجھے دیا اور اس کا دس گنا اور دیا۔ اس کے بعد اپنے جنتی گھر میں داخل ہوگا تو حورعین میں سے اس کی دو بیویاں اس کے پاس آئیں گی اور کہیں گی کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَاکَ لَنَا وَاَحْیَانَا لَکَ (سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے ہمارے لئے تجھ کو جنت کی دائمی زندگی بخشدی اور جسنے ہمکو تیرے لئے زندگی دی، وہ شخص کہے گا کہ جو کچھ مجھے ملا ہے کسی کو بھی نہیں ملا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بلاشبہ سب سے آخری شخص جو جنت میں جائیگا اس سے پروردگار عالم (جل مجدہٗ) فرمائیں گے کہ کھڑا ہو جنت میں داخل ہوجا! یہ سن کر وہ شخص غصہ کی طرح منہ بنا کر کہے گا کہ (جنت میں جگہ ہے کہاں کہ داخل ہوجاؤں؟) میرے لئے آپ نے کچھ باقی رکھا بھی ہے؟ اللہ جل شانہٗ فرمائیں گے کہ ہاں (تیرے لئے بہت کچھ ہے) جس قدر وسعت اور مسافت پر سورج نکلتا یا چھپتا ہے اسقدر لیلے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا کہ ادنیٰ جنتی وہ ہوگا جس کے لئے اسی ہزار خادم اور بہتر بیویاں ہونگی اور اس کے لئے موتیوں اور زبرجد و یاقوت سے بنایا ہوا ایک قبہ ہوگا جس کی لمبائی چوڑائی اس قدر ہوگی جس قدر جابیہ مقام سے صنعا

---

[1] مشکوٰۃ عن البخاری و مسلم [2] مشکوٰۃ عن مسلم ۱۲

تبوک کی مسافت ہے ان دونوں مقاموں میں میلوں کا فاصلہ ہے۔[1]

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ میں اس شخص کو جانتا ہوں جو سب سے آخر میں جنت میں داخل ہوگا اور سب سے آخر میں دوزخ سے نکلے گا اس شخص کو قیامت کے روز لایا جائیگا اور کہا جائیگا کہ اس کے سامنے اس کے چھوٹے گناہ پیش کرو اور بڑے گناہوں کو پوشیدہ رکھے رہو، چنانچہ اس کے چھوٹے گناہ اس پر پیش کئے جائیں گے اور کہا جائیگا کہ تو نے فلاں دن فلاں فلاں عمل کیا تھا اور فلاں دن فلاں فلاں عمل کیا تھا وہ اقرار کرے گا انکار نہ کرسکے گا اور دل ہی دل میں ڈرتا رہے گا کہ کہیں میرے بڑے گناہ نہ پیش کردیئے جائیں پس اس سے کہا جائیگا کہ جا، تیرے لئے ہر گناہ کے بدلے ایک نیکی ہے (یہ بخشش اور نوازش دیکھ کر) وہ کہہ اٹھے گا کہ اے رب میں نے اور بہت سے گناہ کئے ہیں جن کو یہاں (فہرست میں) نہیں دیکھ رہا ہوں (ان کے بدلہ بھی ایک ایک نیکی ملنا چاہیئے) راوی بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اس بات کو بیان فرماتے ہوئے آپ کو ہنسی آگئی جس سے آپ کی مبارک داڑھیں ظاہر ہوگئیں۔[2]

اوپر کی روایات سے ادنیٰ جنتی کی عزت و رفعت اور شان و شوکت معلوم ہوئی جب ادنیٰ جنتی کا یہ اعزاز و اکرام ہے اور اس کے لئے نعمت و دولت کی یہ نوازش ہے تو ادنیٰ سے اعلیٰ تک کے درمیانی درجات والوں کا اور خود سب

---

[1] رواہ الترمذی وقال غریب ولا نعرفہ الا من حدیث رشدین قال فی الترغیب قد رواہ ابن حبان فی صحیحہ من حدیث ابن وہب وہو احد الاعلام الثقات الاثبات عن عمرو بن الحارث ۱۲ [2] مسلم شریف ۱۲

اعلیٰ جنتی کو کیا ملے گا اس کا اندازہ اسی سے کر لیا جاوے۔ ادنیٰ جنتی کو جو کچھ ملے گا اس کا ذکر روایات میں کہیں اس طرح ہے کہ ایک ہزار سال کی مسافت میں اپنی نعمتوں کو دیکھے گا اور کسی روایت میں ہے کہ دو ہزار سال کی مسافت میں اس کی نعمتیں پھیلی ہوئی ہونگی اور کسی روایت میں ہے کہ ادنیٰ جنتی کو جو جگہ ملیگی پوری دنیا اور دنیا جیسی دس گنی جگہوں کے برابر ہوگی اور کسی روایت میں دوسرے طریقہ پر ادنیٰ جنتی کی نعمتوں کا ذکر فرمایا ہے یہ سب مخاطبین کو سمجھانے کے لئے ہے یہ اختلاف، اختلاف حقائق نہیں ہے حسب استعداد حاضرین جن الفاظ میں مناسب سمجھا ارشاد فرما دیا۔ اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ ادنیٰ سے متعلق ادنیٰ فرد نہیں ہے بلکہ چونکہ ادنیٰ درجہ میں بھی بہت سے درجات ہونگے اس لئے حسب مراتب ملک وسیع اور نعمائے عظیمہ کا تذکرہ فرما دیا۔

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ دنیا والے دنیا میں جو کچھ دیکھتے اور سمجھتے ہیں اسی کے مطابق سمجھانے ہی سے کچھ غیب کی چیزوں کا اندازہ لگا سکتے ہیں اس لئے اسی کے طرز گفتگو میں بات سمجھائی گئی ہے۔ اصل حقیقت حال تو وہیں جا کر معلوم ہوگی جبکہ ہر شخص اپنی آنکھ سے دیکھ لیگا اور خیال و گمان اور قیاس سے برتر اور بڑھکر اور سن کر جو کچھ سمجھتا تھا اس سے کہیں زیادہ پائیگا۔

منکرین و ملحدین جنت کی وسعت کے متعلق شک کرتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ اتنی بڑی جنت کہاں ہوگی؟ ہم کہتے ہیں کہ وہ تو اب بھی موجود ہے اور خدائے پاک کی مخلوق ہے ہمارے باپ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام اس میں رہ کر آئے ہیں کوتاہ نظر اور کوتاہ علم انسانوں کے دائرۂ علم و ادراک سے اگر باہر ہے تو کیا عجب؟

ابھی تو مدعیان علم و دانش پوری زمین کی مخلوقات کا پتہ نہیں چلا سکے ہیں اور سیارگان تک نہیں پہونچ سکے اگر ایسی مخلوق کا علم نہیں جو انکی رسائی (عقل) سے باہر ہے تو تعجب کی کوئی بات نہیں ہے چند سو سال قبل تک تو حضرت انسان کو براعظم امریکہ تک کا پتہ نہیں تھا۔ جب خالق کائنات نے ظاہر فرمایا تو انسان وہاں اپنی دنیا بسانے لگا۔ قادر مطلق کن سے سب کچھ بنا سکتا ہے اسکے متعلق یہ رائے رکھنا کہ صرف آسمان و زمین کے اندر ہی پیدا فرما سکتا ہے بڑی حماقت اور شقاوت کا نظریہ ہے اہل دنیا کے مدعیان علم پر کنوئیں کے مینڈک کی مثال صادق آتی ہے جس طرح مینڈک اپنے ادراک اور استعداد کے مطابق صرف کنوئیں ہی کو سب سے بڑی جگہ سمجھتا ہے اور بڑے بڑے سمندروں سے ناواقف ہے اسی طرح کائنات کی کھوج لگانے والے ان چیزوں کے منکر ہیں جو انکے علم سے باہر ہیں منکرین جنت اپنی شقاوت کے سبب جنت سے محروم ہونگے اور داخل دوزخ ہوں گے لَا يَصْلٰهَآ إِلَّا الْأَشْقَى الَّذِي كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ط بلاشبہ جنت بہت بڑی جگہ ہے زمین اور آسمان اور ان کے اندر کی تمام کائنات اس کی وسعتوں اور نعمتوں کے سامنے ہیچ در ہیچ ہے وہاں کی وسعت کا کیا ٹھکانا ہے:

قرآن شریف میں فرمایا ہے:۔

وَإِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ رَأَيْتَ نَعِيْمًا وَّمُلْكًا كَبِيْرًا (الدھر) — اور اے مخاطب جب تو وہاں دیکھے گا تو بڑی نعمت اور بڑا ملک دیکھے گا۔

اس ملک کا طول و عرض کس قدر ہوگا ادنیٰ جنتی کی جگہ کا تصور کر کے اس کا اندازہ لگالو۔

ملہ امریکہ اب پہونچنے کی اطلاعیں ملی ہیں۔

جنت میں ہمیشہ رہیں گے وہاں نہ موت آئیگی نہ نیند

قرآن شریف میں ارشاد ہے:

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۝ جَزَاؤُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۚ ذَٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ ۝

بلاشبہ جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور اعمال صالحہ انجام دیئے یہ لوگ بہترین خلائق ہیں، ان کا صلہ ان کے رب کے پاس ہمیشہ رہنے کی بہشتیں ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہونگی ایسی وہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی ہونگے، یہ جنت و رضا اس کے لئے ہے جو اپنے رب سے ڈرتا ہے۔

یہ جو فرمایا کہ وہ اپنے رب سے راضی ہوں گے، اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے پروردگار کی دی ہوئی نعمتوں میں مگن ہونگے، ہر خواہش پوری ہوگی اللہ جل شانہ کی عطا پر دل سے خوش اور شکر گذار ہونگے کسی چیز کی کمی نہ ہوگی۔

سورۂ دخان میں ارشاد فرمایا:

يَدْعُونَ فِيهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ آمِنِينَ ۝ لَا يَذُوقُونَ فِيهَا الْمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَةَ الْأُولَىٰ ۖ وَوَقَاهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ۝ فَضْلًا مِّن رَّبِّكَ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝

انہیں اس میں سے ہر قسم کے میوے منگاتے ہونگے، اور وہاں موت کا ذائقہ نہ چکھیں گے وہ پہلی موت جو دنیا میں آچکی، اس کے بعد موت نہ ہوگی، اور اللہ انکو دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھیگا، یہ فضل ہے تیرے رب کی جانب سے بڑی کامیابی یہی ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب

اللہ تعالیٰ جنتیوں کو جنت میں اور دوزخیوں کو دوزخ میں داخل فرما چکے گا اور دوزخ میں ایسا کوئی شخص نہ رہے گا جسے سزا بھگتنے کے بعد جنت میں جانا ہو تو ایک اعلان کرنیوالا زور سے پکار کر اعلان کردیگا کہ اے جنت والو موت نہیں اور اے دوزخ والو موت نہیں! ہر ایک کو اسی میں رہنا ہے جسمیں اب ہے۔ (ترغیب عن الشیخین)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ کیا جنتی سوئینگے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ نیند موت کا بھائی ہے اور جنتیوں کو موت نہ آئیگی (لہٰذا نیند بھی نہ آئے گی)۔ [1]

مرض یا ضعف یا تکان اور محنت کرنیکی وجہ سے نیند آتی ہے چونکہ جنت میں نہ محنت ہے نہ مرض، نہ تکان ہے نہ ضعف، اسلئے نیند آنے کی ضرورت نہ ہوگی نہ نیند کا تقاضا ہوگا، دنیا میں بھی نیند بذاتِ خود مقصود نہیں ہے چونکہ تکان کے بعد سوجانے سے طبیعت ہلکی ہوجاتی ہے اور انسان چاق چوبند ہوجاتا ہے اس لئے نیند کو پسند کرتا ہے اگر نیند نہ آئے تو دوا کھا کر نیند لانے کی کوشش کی جاتی ہے لیکن جہاں تکان ہی نہ ہوگی وہاں سونا پسند نہ ہوگا کیونکہ اگر سوجائیں تو جتنی دیر سوئینگے خواہ مخواہ اتنی دیر نعمتوں سے محروم رہیں گے۔

جنت میں وہ سب کچھ ہوگا جو نفسوں کی خواہش ہوگی

سورۂ زخرف میں ارشاد فرمایا:-

وَفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ ۚ وَاَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ؕ	اور وہاں وہ سب ہے نفسوں کو جسکی خواہش ہوگی اور جس سے آنکھوں کو لذت ہوگی اور وہاں سے کہدیا جائیگا کہ تم اس میں ہمیشہ رہنے والے ہو۔

[1] مشکوٰۃ شریف ۲۲

جب سب کچھ خواہش نفس کے مطابق ہوگا تو کسی طرح کی روحانی یا جسمانی اذیت و تکلیف کا نام بھی نہ ہوگا۔ دنیا میں کوئی شخص جتنا بھی بڑا ہو جائے بہر حال اس کو خلاف طبع باتیں پیش آتی ہیں، کوئی کیسا بھی دولتمند ہو اور کتنا ہی بڑا بادشاہ ہو ہر خواہش پوری نہیں ہوتی۔ نہ یہ دنیا اس لائق ہے کہ اس میں ہر خواہش پوری کی جائے پاخانہ جانے کو کس کی خواہش ہوتی ہے مگر چار و ناچار ہر شخص کو جانا پڑتا ہے۔

یہ جنت ہی میں نوازش ہوگی کہ نفس کی خواہش کے خلاف کچھ بھی نہ ہوگا۔ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ کا اعلان کر دیا جائیگا۔

جنتی نہ جنت سے نکالے جائینگے نہ خود وہاں سے کہیں جانا پسند کرینگے

سورۂ حجر میں ارشاد فرمایا۔

لَا يَمَسُّهُمْ فِيهَا نَصَبٌ وَمَا هُم مِّنْهَا بِمُخْرَجِينَ ۞

نہ ان کو وہاں کوئی تکلیف پہونچے گی اور نہ وہ وہاں سے نکالے جائیں گے۔

سورۂ کہف کے آخر میں فرمایا۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ۞ خَالِدِينَ فِيهَا لَا يَبْغُونَ عَنْهَا حِوَلًا ۞

بیشک جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے ان کی مہمانی کے لئے فردوس (یعنی بہشت) کے باغ ہونگے جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے وہاں سے کہیں جانا نہ چاہیں گے۔

چونکہ کوئی تکلیف ہی نہ ہوگی اور ہر خواہش پوری کی جائے گی اس لئے وہاں سے کہیں جانے کو جی نہ چاہے گا اور نہ منتقل ہونے کی ضرورت ہوگی۔ سب کچھ وہیں موجود ہوگا کروڑوں اور اربوں میل جنت کا پھیلاؤ ہوگا آپس

ملنا جلنا ہوگا محبت اور بے تکلفی ہوگی عزیز قریب دوست احباب سب وہیں موجود ہوں گے خالقِ کائنات راضی ہوگا۔ پھر اس صورت میں وہاں سے باہر جانے کا ارادہ کرنا بے معنی ہے۔

خداوند تعالیٰ کی طرف سے اعلانِ رضامندی

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلا شبہ اللہ عزوجل اہلِ جنت والوں سے فرمائیں گے کہ اے جنت والو! وہ عرض کریں گے لَبَّیْکَ رَبَّنَا وَسَعْدَیْکَ وَالْخَیْرُ فِیْ یَدَیْکَ (اے رب ہم حاضر ہیں اور تعمیل ارشاد کے لئے موجود ہیں اور سب بھلائی آپ ہی کے قبضہ میں ہے) اس کے بعد اللہ جل شانہٗ اُن سے دریافت فرمائیں گے کیا تم راضی ہو؟ وہ عرض کریں گے کہ اے پروردگار! جب کہ آپ نے ہم کو وہ وہ نعمتیں دی ہیں جو اپنی مخلوق میں سے اور کسی کو نہیں دیں تو اس کے باوجود ہم راضی کیوں نہ ہوتے؟ اللہ جل شانہٗ فرمائیں گے کیا تم کو اس سے بھی افضل نعمت دیدوں؟ وہ عرض کریں گے کہ دیا اللہ! اس سے افضل اور کیا ہوگا؟ اس کے جواب میں اللہ جل شانہٗ فرمائیں گے کہ خوب سمجھ لو میں ہمیشہ کیلئے تم پر رضامندی نازل کرتا ہوں لہٰذا کبھی بھی تم سے ناراض نہ ہونگا۔[1]

جنت میں جو کچھ ہوگا اس سے بڑھ کر یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہونگے اور ہمیشہ کے لئے اپنی رضامندی کا اعلان فرمادیں گے۔ ایک شریف غلام کے لئے سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ آقا اس کا راضی ہو، اگر سب کچھ موجود ہو اور آقا ناراض ہو یا اس کی ناراضگی کا احتمال ہو تو نعمتوں کے استعمال سے تکدر ہوتا ہے اور طبیعت میں پریشانی رہتی ہے اللہ جل شانہٗ اپنی رضامندی کا اعلان فرماکر

[1] بخاری و مسلم ۱۲

اہلِ جنت کو ہمیشہ کے لیے مطمئن فرما دیں گے کہ اب تم سب ہمیشہ کے لئے راضی ہیں، اس اعلان پر جو خوشی ہوگی اس عالم میں اس کی مثال نہیں دی جا سکتی ہے۔ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَکْبَرُ قرآن شریف میں جگہ جگہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ کا اعلان فرمایا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جنتیوں سے راضی ہوں گے اور جنتی اللہ تعالیٰ سے راضی ہوں گے یعنی وہاں کسی بھی چیز کی کوئی کمی نہ ہوگی۔ دلوں پر کسی بات کا ذرا بھی میل نہ آئے گا جو کچھ بھی ملا ہوگا اس سے نفس راضی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی داد و دہش اور انعام و اکرام پر دل و جان سے خوش ہوں گے۔ جعلنا اللّٰہ منہم۔

جنت کے درجات حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ایمان لایا اور نماز قائم کی اور روزے رکھے[1] تو اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائینگے۔ اللہ کے راستے میں ہجرت کرے یا اسی زمین میں قیام کئے رہے جہاں پیدا ہوا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم اسکی خوشخبری لوگوں کو سنا دیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ جنت میں سو درجے ہیں جو اللہ نے فی سبیل اللہ جہاد کرنیوالوں کے لئے تیار فرمائے ہیں ہر دو درجوں کے درمیان اسقدر فاصلہ ہے جتنا کہ آسمان و زمین کے درمیان ہے پس جب تم اللہ سے سوال کرو تو فردوس کا سوال کرو کیونکہ وہ جنت کا سب سے بہتر اور بلند درجہ ہے اور اسکے اوپر رحمٰن کا عرش ہے اور اس سے جنت کی چاروں نہریں پھوٹتی ہیں۔[2]

---

[1] ترمذی کی روایت میں حج اور زکوٰۃ کا بھی ذکر ہے۔ ۱۲۔ [2] بخاری شریف ۱۲۔

صاحبِ فتح الباری لکھتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنت میں سو درجات فی سبیل اللہ جہاد کرنے والوں کے لئے ہیں لیکن اس میں اسکی نفی نہیں ہے کہ غیر مجاہدین کے لئے ان سو درجات کے علاوہ دوسرے درجات ہوں جو مجاہدین کے درجات سے ادنیٰ ہوں[1] اس حدیث کو بخاری نے کتاب التوحید میں بھی ذکر کیا ہے وہاں صاحبِ فتح الباری لکھتے ہیں کہ مائۃ درجۃ یعنی سو درجات) جو فرمایا ہے اس کا طرز بیان یہ نہیں ہے کہ جنت کے درجات سو ہی ہیں کیونکہ سو درجات کے ذکر سے سو سے زیادہ کی نفی نہیں ہوتی ہے اور اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے جس کی روایت ابو داؤد و ترمذی اور ابن حبان کی ہے

یقال لصاحب القرآن اقرأ وارتق	قرآن والے سے قیامت کے روز کہا جائیگا کہ پڑھتا
ورتل کما کنت ترتل فی الدنیا	جا اور چڑھتا جا اور اس طرح ترتیل کے ساتھ تلاوت
فان منزلتک عند آخر اٰیۃ تقرأها	کر جیسا جس طرح دنیا میں ترتیل کے ساتھ تلاوت کرتا تھا کیونکہ
(وقال الترمذی حدیث حسن صحیح)	تیری منزل وہی ہے جہاں تو آخری آیت پڑھ کر ختم کرے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صاحب قرآن (یعنی قرآن کی تلاوت سے شغف رکھنے والا) جتنی آیات پڑھتا جائے گا اسی قدر چڑھتا جائیگا اور قرآن شریف کی آیات ۶۲۰۰ تو بالاتفاق ہیں (اور وقف و وصل کے مواقع میں اختلاف کے باعث اس عدد پر جو زیادتی ہے اس میں اختلاف ہو گیا ہے۔ بہر حال یہ تو معلوم ہوا کہ جنت کے درجات بقدر آیات قرآن ضرور ہیں ۔ (انتہی کلام الحافظ فی الفتح بتوضیح)

جنت کے بالاخانے

سورۂ فرقان میں ارشاد ہے :۔

اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا	ایسے لوگوں کو جنت کا شروع رکوع سے ذکر چلا آرہا ہے)

[1] فتح الباری کتاب الجہاد ۱۲

وَيُلَقَّوْنَ فِيهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝

بالاخانے ملیں گے بوجہ ان کے ثابت قدم رہنے کے، اور فرشتوں کی جانب سے ان کو بقا کی دعا اور سلام ملیگا اور اس میں وہ ہمیشہ رہیں گے وہ کیا ہی اچھا ٹھکانا ہے اور اقامت کی جگہ ہے۔

سورۂ زمر میں فرمایا ہے:-

لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۝

لیکن جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہیں ان کے لئے بالاخانے ہیں جن کے اوپر اور بالاخانے ہیں جو بنے بنائے تیار ہیں ان کے نیچے نہریں جاری ہیں۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ اہل جنت اپنے اوپر بالاخانہ والوں کو اس طرح دیکھیں گے جیسے تم اس روشن ستارہ کو دیکھتے ہو جو صبح کو پو پھٹنے کے بعد آسمان کے مشرقی یا مغربی کنارے پر باقی رہ جاتا ہے اور یہ منزلوں کا فرق ان کے باہمی فرق مراتب کی وجہ سے ہوگا (کہ بلند مرتبہ والے حضرات ایسے بلند بالاخانوں میں ہوں گے کہ عام اہل جنت کو بہت دور ہی پر نظر آنے والے ستارے کی طرح نظر آئیں گے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ تو انبیاء کرامؑ کے ایسے مقامات ہونگے جہاں انکے علاوہ کوئی نہ پہونچ سکے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے (نبیوں کے علاوہ) بہت سے وہ لوگ (بھی) ان بالاخانوں میں ہونگے جو اللہ پر ایمان لائے اور رسولوں کی تصدیق کی (بخاری مسلم) لیکن اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ نبیوں کو برتری نہ ہوگی کیونکہ بالاخانوں میں بھی فرق مراتب ہوگا اس لئے کہ بالاخانوں

پر بھی بالاخانے ہونگے جیسا کہ سورۂ زمر کی آیت میں لَکِنِ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِیَّةٌ
سورۂ فرقان میں پہلے صالحین و متقین کی صفات بیان فرمائی ہیں ۔ آخر
میں ان حضرات کے متعلق بالاخانوں کی خوشخبری دی ہے اور سورۂ زمر میں بھی
متقیوں کے لئے بالاخانوں کا ذکر فرمایا ہے معلوم ہوا کہ بالاخانے بڑے مرتبہ
والے حضرات کو نصیب ہونگے ۔

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اقدس
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ بلاشبہ جنت میں بالاخانے ہیں (جو ایسے
شفاف ہیں کہ) ان کا ظاہری حصہ اندر سے اور اندرونی حصہ باہر سے نظر آتا ہے
(یہ بالاخانے) اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے بنائے ہیں جو نرمی سے بات کرے اور بھوکوں
اور ضرورتمندوں کو کھانا کھلائے اور اکثر روزے رکھا کرے اور رات کو تہجد کی
نماز پڑھے جب کہ لوگ سو رہے ہوں ۔[1]

جنت کے خیمے اور قبے : حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ جنت میں مؤمن کا
ایسا خیمہ ہوگا کہ ایک ہی موتی سے بنا ہوا ہوگا (موتی بہت بڑا ہوگا) جو اندر سے
خول کی طرح ہوگا ۔ اس خیمہ کا طول (اور ایک روایت میں ہے کہ اس کا عرض)
ساٹھ میل کا ہوگا ۔ اس کے ہر کونہ میں مؤمن کے متعلقین (بیویاں اور خدام)
ہونگے (اور کونوں کے درمیانی فاصلہ کی وجہ سے) اس کونے کے لوگ دوسرے
کونوں کے لوگوں کو نظر نہ آئیں گے ان کے پاس مؤمن آیا جایا کریں گے (اسکے بعد

[1] بیہقی فی شعب الایمان ۱۲

فرمایا کہ مومن کے لئے دو باغ ایسے ہوں گے کہ ان کے برتن اور جو کچھ ان میں ہے وہ سب چاندی کا ہے اور دو باغ سونے کے ہونگے ان کے برتن اور جو کچھ ان میں ہے وہ سب سونے کا ہے۔ [1]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ادنیٰ جنتی وہ ہوگا جس کے اسی ہزار خادم اور بہتر بیویاں ہوں گی اور اس کے لئے ایک قبہ نصب کیا جائیگا جو موتیوں سے اور زبرجد اور یاقوت سے بنا ہوگا اور جتنا فاصلہ جابیہ سے صنعا تک ہے اس قدر مسافت میں اس کی لمبائی چوڑائی ہوگی۔ [2]

جنت کا موسم | سورۂ دہر میں ارشاد ہے:۔

وَجَزٰاهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا	اور ان کا رب صبر و استقامت کے صلہ میں انہیں
مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآىِٕكِ ۚ لَا	باغ اور ریشمی لباس عطا فرمائیگا اور وہاں مسہریوں
يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا	پر تکیے لگائے ہونگے وہاں نہ گرمی محسوس کریں گے نہ سردی

صاحب تفسیر مظہری اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں لا حر فیھا ولا برد لیس و فیھا اجواء معتدال یعنی جنت میں سردی گرمی نہ ہوگی تاکہ فضا معتدل رہے پھر لکھتے ہیں کہ ان الجنۃ مضیئۃ بنفسھا و مشرقۃ بنور ربھا ولا یحتاج الی شمس ولا الی قمر (بلا شبہ جنت خود روشن ہے، اور اپنے رب کے نور سے منور ہے، روشنی کے لئے وہاں چاند سورج کی حاجت نہیں) اس کے بعد بحوالہ بیہقی شعیب بن الحجان کا بیان نقل کیا ہے کہ میں اور ابو العالیہ (نماز فجر کے بعد) سورج طلوع

[1] الحدیث رواہ البخاری و مسلم ۱۲ [2] جابیہ ملک شام میں ایک جگہ ہے اور صنعا یمن میں ایک جگہ ہے دونوں میں میلوں کا فاصلہ ہے ۱۲ [3] ترمذی ۱۲

ہونے سے قبل آبادی سے باہر گئے۔ اس وقت کا منظر دیکھ کر حضرت ابوالعالیہؒ نے فرمایا کہ یہ مشابہ الی الجنۃ ھکذا یعنی اس وقت جو فضا میں کیف اور اعتدال اور روشنی ہے جنت کے متعلق اسی طرح کی فضا بیان کی جاتی ہے یہ بات کہہ کر حضرت ابوالعالیہؒ نے وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ کی تلاوت کی۔

صاحب مظہری لکھتے ہیں کہ حضرت ابوالعالیہؒ نے جو فضائے جنت کو نور صبح سے تشبیہ دی ہے۔ تو اصل روشنی میں تشبیہ نہیں ہے کیونکہ صبح کی روشنی ضعیف ہوتی ہے جس میں اندھیری ملی ہوئی ہوتی ہے۔ بلکہ حضرت ابوالعالیہؒ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح صبح کی روشنی ہر طرف تاحد نظر پھیلی ہوئی ہوتی ہے (خصوصاً جب کہ آبادی سے باہر نکل کر دیکھا جائے) اسی طرح جنت کا نور بلا انقطاع ہر طرف پھیلا ہوگا۔

لیکن اقرب یہ ہے کہ یہ تشبیہ وقت صبح سے ہے۔ نور صبح سے نہیں ہے اور حضرت ابوالعالیہؒ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح صبح کے وقت میں (طلوع سے پہلے پہلے) ایک سہانا پن اور کیف ہوتا ہے اور خوشگوار معتدل ہوا کے جھونکے آتے ہیں اور ہر طرف روشنی دار سایہ ہی سایہ نظر آتا ہے مگر روشنی ایسی نہیں ہوتی جو آنکھوں کو چندھیا دیوے اسی طرح ہر وقت جنت میں گہرا سایہ رہے گا اور فضا معتدل ہوگی، اور ایک عجیب طرح کا سہانا پن اور کیف محسوس ہوتا رہے گا روشنی میں گرمی اور تپش نہ ہوگی اور وہ روشنی جس قدر بھی تیز ہو اس کی وجہ سے سایہ ختم نہ ہوگا اور نہ آنکھوں کو تکلیف ہوگی۔

سورۂ رعد میں ارشاد ہے:۔

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِیْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ اُكُلُهَا دَآئِمٌ وَّ ظِلُّهَا ؕ	جس جنت کا متقیوں سے وعدہ کیا گیا ہے اس کی کیفیت یہ ہے کہ اس کی عمارات و اشجار کے نیچے نہریں جاری ہونگی اس کا پھل اور اس کا سایہ ہمیشہ رہے گا۔

اس آیت سے واضح طور پر صاف ظاہر ہے کہ جنت میں ہمیشہ سایہ رہیگا سورۃ النساء میں جنت کے سایہ کو ظل ظلیل فرمایا چنانچہ ارشاد ہے۔

وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًا ؕ لَهُمْ فِیْهَاۤ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ؗ وَّ نُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِیْلًا ۝	اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے عنقریب ہم ان کو ایسے باغوں میں داخل کرینگے جن کے نیچے نہریں جاری ہونگی ان میں ہمیشہ رہیں گے وہاں ان کے لئے پاکیزہ بیویاں ہونگی اور ہم انکو گنجان سایہ میں داخل کرینگے۔

مفسر ابن کثیر ظلاً ظلیلاً کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اَیْ ظِلًّا عَمِیْقًا كَثِیْرًا غَزِیْرًا طَیِّبًا اَنِیْقًا یعنی ایسا سایہ جو بہت گنجان عمدہ اور پر رونق ہوگا۔

جنت میں آرام ہی آرام ہے تھکن اور دکھن کا کچھ کام نہیں

سورۂ فاطر میں ارشاد ہے:۔

وَ قَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْۤ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ؕ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُ ۙ الَّذِیْۤ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ لَا یَمَسُّنَا فِیْهَا نَصَبٌ وَّ لَا یَمَسُّنَا	اور جنتی کہیں گے کہ سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے خاص ہیں جس نے ہم سے غم کو دور فرما دیا بلاشبہ ہمارا رب بڑا بخشنے والا اور بڑا قدردان ہے جس نے ہم کو اپنے فضل سے ہمیشگی کی جگہ اتار دیا

فِيهَا لُغُوبٌ ۝ ہمکو نہ کوئی تکلیف پہنچے گی اور نہ ہم کو کوئی خستگی پہنچے گی

معالم التنزیل میں لکھا ہے کہ جنت میں داخل ہو کر اہل جنت یہ بات کہینگے جس کا ابھی اوپر ذکر ہوا۔

"اللہ نے ہم سے رنج و غم دور فرمادیا" یعنی دنیا میں جو رنج و غم آنے کے اسباب تھے وہ سب ختم ہو گئے۔ یہاں کبھی کسی وجہ سے کوئی رنجیدہ کرنیوالی بات اور رنج و فکر پریشانی میں ڈالنے والی چیز پیش نہ آئیگی، دکھ تکلیف کے احتمالات اور ان کے مواقع سب ختم ہو چکے۔ اب نہ فکر معاش ہے نہ روزی کی تلاش ہے، نہ موت کا ڈر ہے، نہ بڑھاپے کا خوف ہے، نہ حرج ہے، نہ مرض ہے، نہ قبر درپیش ہے، نہ میدان حشر کا ہول ہے، نہ سوء خاتمہ کا اندیشہ ہے، نہ نعمتوں کے زوال کا تردد ہے، نہ دنیا سنوارنے کے لئے کچھ کرنا ہے نہ عقبیٰ بنانے کے لئے عبادت میں لگنے کا حکم ہے بس ہر طرح سے آرام ہی آرام اور امن و اطمینان ہے دنیا و آخرت سے متعلق جو خوف و فکر اور ناگواری و پریشانی کے اسباب اور مواقع و منازل تھے ان سب سے گذر کر دَارُ الْمُقَامَةِ میں آگئے جہاں نہ کوئی مصیبت ہے نہ دقت ہے، نہ محنت ہے نہ مشقت ہے، نہ تھکن ہے نہ دکھن ہے درحقیقت یہی جگہ اس قابل ہے جسے دارالمقامہ رہنے کی جگہ کہنا زیبا ہے جہاں سے نہ کبھی کوئی نکالے گا نہ نکلنے کو کبھی دل چاہے گا۔ ہر ایک معزز و مکرم ہے بھرپور لذتیں ہیں بے انتہا نعمتیں ہیں جو کلفت کدورت سے پاک ہیں۔

اہل جنت کے بعض مجلسی تذکرے | سورۂ صافات میں ارشاد ہے۔

فَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ۝ پس اہل جنت جو ہم مجلس ہوں گے تو ایک

قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ اِنِّیْ کَانَ لِیْ قَرِیْنٌ ۝ یَّقُوْلُ اَئِنَّکَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِیْنَ ۝ ءَاِذَا مِتْنَا وَکُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَدِیْنُوْنَ ۝

دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر بات چیت کرینگے ان میں سے ایک کہنے والا کہے گا کہ (دنیا میں) میرا ایک ملاقاتی تھا جو مجھ سے (بطور تعجب) یوں کہا کرتا تھا کہ کیا تو بھی قیامت کے آنے والوں میں سے ہے؟ کیا جب ہم مرجائینگے اور مٹی اور ہڈیاں بن جائینگے تو کیا اپنے کاموں کا بدلہ پائینگے؟

قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ ۝ فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِیْ سَوَآءِ الْجَحِیْمِ ۝

(پھر وہ جنتی اپنے ہم مجلسوں سے کہے گا کیا تم اسے (دوزخ) میں جھانک کر دیکھنا چاہتے ہو؟ پھر (خود ہی) جھانکے گا اور اپنے ملاقاتی کو دوزخ کے درمیان دیکھ لے گا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ جنت میں روشن دان کی طرح جھروکے ہوں گے جن میں سے اہل جنت اہل دوزخ کو دیکھیں گے اور جنتی شخص اپنے ملاقاتی کو دوزخ میں دیکھ کر کہے گا کہ:۔

قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ کِدْتَّ لَتُرْدِیْنِ ۝ وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّیْ لَکُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِیْنَ ۝

خدا کی قسم تو تو مجھ کو تباہ ہی کرنے کو تھا اور اگر میرے رب کا فضل نہ ہوتا تو میں بھی تیری طرح (دوزخ میں) حاضر کئے جانیوالوں میں ہوتا۔

سورۂ طور میں اہل جنت کی ایک گفتگو اس طرح نقل فرمائی ہے:۔

وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ یَّتَسَآءَلُوْنَ ۝ قَالُوْٓا اِنَّا کُنَّا قَبْلُ فِیْٓ اَهْلِنَا مُشْفِقِیْنَ ۝ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَیْنَا وَوَقٰنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ۝ اِنَّا

اور وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر بات چیت کرینگے کہیں گے کہ ہم اس سے پہلے (دنیا کی) گھر بار میں رہتے ہوئے (انجام کار سے) بہت ڈرا کرتے تھے سو اللہ پاک نے ہم پر

كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوْهُ ۖ اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ ۝

احسان فرمایا اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچالیا اس سے پہلے ہم اس سے دعائیں مانگا کرتے تھے، وہ واقعی بڑا محسن اور مہربان ہے۔

تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ سورۂ یونس میں ارشاد فرمایا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ ۚ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۚ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

(سورۂ یونس ع ا پ ۱۱)

بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان کے ایمان کے سبب ان کا رب انھیں ان کے مقصد کو (یعنی جنت میں) پہنچا دیگا ان کے نیچے نہریں جاری ہونگی آرام کے باغات میں، اور وہ جنت میں (داخل ہونگے تو وفور عجائبات جنت کو دیکھ کر وہاں) بے ساختہ یوں کہیں گے کہ سبحان اللہ کیا نعمتیں ہیں اور کیسی عمدہ جگہ ہے، اور پھر ایک دوسرے کو وہاں ملیں گے، تو ان کا باہمی سلام السلام علیکم ہوگا اور جب اطمینان سے وہاں جا بیٹھیں گے اور پہلے مصائب و متاعب کا اس وقت کے عیش سرمدی و دائمی عیش سے موازنہ کرینگے تو ان کی (اس وقت کی) آخری بات یہ ہوگی کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (یعنی سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے خاص ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے)

ترجمہ سے جو اس آیت کی تفسیر واضح ہو رہی ہے یہ صاحب بیان القرآن کی تفسیر ہے، اور صاحب معالم التنزیل اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اہل جنت

جب کھانے کی خواہش کریں گے تو سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ کہیں گے۔ اس کلمہ کو سن کر ان کے خدام دسترخوانوں پر کھانے لگا دینگے، جب کھا کر فارغ ہو جائیں گے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ؕ کہیں گے اور تَحِیَّتُهُمْ فِیْهَا سَلٰمٌ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جنتی حضرات ملاقات کے وقت ایکدوسرے کو سلام کرینگے اور یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ فرشتے اہل جنت کو سلام کرینگے اور یہ بھی نقل کیا ہے کہ فرشتے ان کے پاس اللہ کا سلام لے کر آئیں گے اور تینوں طرح تَحِیَّتُهُمْ فِیْهَا سَلٰمٌ کی تفسیر ہو سکتی ہے۔

مفسر ابن کثیر ابن جریج سے نقل فرماتے ہیں کہ اہل جنت کے پاس جب کوئی پرندہ گذرے گا تو وہ سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ کہیں گے اس پر فرشتے ان کی خواہش کے مطابق (پرندہ کو) لے کر آئیں گے اور سلام کریں گے جس کا وہ جواب دینگے تَحِیَّتُهُمْ فِیْهَا سَلٰمٌ میں اسی کا ذکر ہے جب کھا کر فارغ ہو جائیں گے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہیں گے جس کا وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ میں ذکر ہے اس کے بعد ابن کثیر لکھتے ہیں کہ سفیان ثوریؒ نے فرمایا ہے کہ جنتی جب کسی چیز کے منگانے کا ارادہ کرینگے تو سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ کہدینگے بس وہ حاضر ہو جائیگی، اس سے معلوم ہوا کہ ابن جریج نے آیت کی تفسیر فرماتے ہوئے جو پرندہ کا ذکر کیا ہے بطور تمثیل ہے۔ ورنہ ہر نعمت کی خواہش کے اظہار کے لئے جنتی حضرات سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ کہیں گے یہ جو فرمایا کہ پرندہ کو فرشتہ لے کر حاضر ہوگا۔ معلوم ہوتا ہے کہ بعض اوقات کی بات ہے کیونکہ روایات میں پہلے گذر چکا ہے کہ پرندہ خود اہل جنت کے سامنے آگریگا۔

نعمائے جنت کی پوری کیفیت اور کمیت دنیا میں نہیں سمجھی جا سکتی ہے

جنت سے متعلق جو کچھ سن کر اور پڑھ کر سمجھ میں آتا ہے جب جنت میں جائیں گے تو اس سے بہت بلند اور بالا پائیں گے۔ اول تو اس وجہ سے کہ جنت کی جن نعمتوں کا تذکرہ قرآن و حدیث میں موجود ہے وہاں ان کے علاوہ بہت زیادہ نعمتیں ہیں۔ دوسرے اس وجہ سے کہ کسی چیز کے دیکھنے اور استعمال کرنے سے جو پوری واقفیت حاصل ہوتی ہے وہ محض سننے سے حاصل نہیں ہوتی۔ لہٰذا اس دنیا میں رہتے ہوئے نعمائے جنت کی واقعی حقیقت و کیفیت کا ادراک نہیں ہو سکتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ جل شانہٗ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ وہ چیزیں تیار کی ہیں جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل پر ان کا گذر ہوا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (قرآن سے اس بات کی تصدیق کرنا چاہو تو یہ آیت پڑھ لو) فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ[1]

مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے اوپر والا مضمون ارشاد فرما کر آخر میں فرمایا کہ بَلْهَ مَا اَطْلَعَكُمُ اللّٰهُ عَلَيْهِ یعنی اللہ تعالیٰ نے بذریعہ آیات قرآنی یا نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی زبانی جن نعمائے جنت کا تذکرہ فرما دیا ہے ان کے علاوہ جو نعمتیں ہیں وہ بہت زیادہ ہیں (اتنی

---

[1] بخاری و مسلم ۱۲

المنوی فالذی لم یطلعکم علیہ اعظم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں ایک کوڑے کی جگہ ساری دنیا سے اور دنیا میں جو کچھ ہے سب سے بہتر ہے (بخاری ومسلم) نیز ارشاد فرمایا کہ جتنی جگہ میں آدھی کمان رکھی جاتی ہے جنت میں اتنی سی جگہ ان سب چیزوں سے بہتر ہے جن پر سورج طلوع یا غروب ہوتا ہے ۔ لہ

جب سواری سے سوار اترنے لگتا ہے تو جگہ پر قبضہ کرنے کے لئے پہلے اپنا کوڑا یعنی چابک زمین پر گرا دیتا ہے اور پیدل چلنے والا جب بیٹھنے لگتا ہے تو پہلے اپنی کمان ڈال دیتا ہے پھر بیٹھتا ہے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی عظمت اور قیمت سمجھانے کے لئے ارشاد فرمایا کہ جنت کی اتنی سی جگہ جس میں ایک کوڑا یا آدھی کمان رکھی جا سکے ۔ ساری دنیا کی طویل عریض اور وسیع جگہ سے افضل ہے چہ جائیکہ ساری جنت ، جسکی وسعت کے سامنے ہزاروں دنیا کی وسعت بھی ہیچ در ہیچ ہے ۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ دنیا کی چیزوں میں سے کوئی چیز بھی جنت میں نہیں ہے صرف ناموں کی مشابہت ہے ۔ لہ مطلب یہ ہے کہ جنت کی نعمتوں کے تذکرے میں جو سونا چاندی ، موتی ، ریشم ، درخت ، پھل ، میوے ، تخت ، گدے ، کپڑے وغیرہ آئے ہیں یہ چیزیں وہاں

لہ بخاری شریف ۔ لہ رواہ البیہقی باسناد جید کذا فی الترغیب ۱۲

کی چیزیں ہونگی اور اسی عالم کے اعتبار سے ان کی خوبی اور بہتری ہوگی۔ دنیا کی کوئی بھی چیز جنت کی کسی بھی چیز کے پاسنگ نہیں ہے۔

جنت کی خوشبو

جنت خوشبو سے بھرپور ہے اور اس کی خوشبو کی کیفیت اور کمیت اس عالم میں سمجھ میں نہیں آسکتی ہے، وہاں کی خوشبو بے نظیر ہے، اور عمدہ، بڑھیا اور خوب تیز ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جنت کی خوشبو سو سال کی مسافت سے سونگھی جاتی ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ پانچسو برس کی مسافت سے محسوس ہوتی ہے، دیگر روایات میں اس سے کم وبیش مسافت کا بھی ذکر آیا ہے۔[1]

علمائے حدیث نے لکھا ہے کہ مسافت کی کمی بیشی اشخاص کے فرق مراتب و منازل کے اعتبار سے ہے۔ سبحان الذی بیدہ ملکوت کل شئی۔

فَهَلْ مِنْ مُشَمِّرٍ لَهَا؟ کیا کوئی جنت کیلئے تیاری کرنے والا ہے؟

جنت کے احوال آپ نے پڑھ لئے۔ وہاں کی نعمتوں کی تفصیلات معلوم کرلیں وہاں رہنے کو دل بھی چاہتا ہوگا۔ بارہا دخول جنت کیلئے اللہ تعالیٰ سے آپ نے دعا بھی کی ہوگی اور بلاشبہ ہر مسلمان کے دل میں جنت کا شوق اور وہاں جانے قیام ملنے کی تڑپ ہونا ضروری ہے لیکن تڑپ اور طلب اور ذوق وشوق کے ساتھ اعمال صالحہ کی پونجی کا اہتمام کرنا بھی لازم ہے جنت جیسی چیز کی طلب رکھنے والا اعمال صالحہ سے خالی نہیں ہوسکتا بیوقوف ہیں وہ لوگ جو جنت کی تمنا کرتے ہیں، مگر گناہوں میں لت پت ہیں اور اعمال صالحہ کے سرمایہ سے غافل ہیں حسب تصریح قرآن مجید اللہ پاک نے جنت کے بدلے مؤمنین سے ان کی جانوں اور مالوں کو خرید فرمالیا ہے۔ لہٰذا مومن بندوں پر لازم

---

[1] الترغیب والترہیب ۱۲۔

ہے کہ شریعت کے تقاضوں پر جان و مال لگا کر مستحق جنت بنیں اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَ اَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ نماز کے لئے مؤذن پکارے تو سوتے رہ جائیں یا کاروبار پر نماز کو قربان کر ڈالیں۔ زکوٰۃ کا حکم عائد ہو تو جان چرانے لگیں، رمضان آئے تو روزے کھا جائیں، حج فرض ہو تو مال کی محبت میں بے حج کئے مرجائیں، کاروبار میں حرام و حلال کا ذرا خیال نہ کریں۔ تیرا میرا روپیہ مار لینے کو کمال جانیں۔ قرآن و حدیث پڑھنے پڑھانے کو عیب کا کام سمجھیں ضعیفوں پر ظلم کریں تنگدستوں سے بیگاریں لیں۔ رشوتوں کے لین دین کو فرض سمجھیں یتیموں کا مال کھا جائیں اور میراث شریعت کے مطابق تقسیم نہ کریں نوافل کی ادائیگی سے گھبرائیں اور ذکر اللہ سے گریز کریں اور پھر جنت کے بلند درجات کی تمنا کریں یہ بہت بڑی نادانی ہے۔ جنت کے بلند مراتب کے لئے نفس کو قابو میں کرنا پڑتا ہے احکام شریعت پر عمل کرنے میں جو نفس کو ناگواری ہوتی ہے اسے سہنا پڑتا ہے حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ:۔

حُفَّتِ النَّارُ بِالشَّھَوَاتِ وَ — دوزخ کو خواہشوں سے گھیر دیا گیا ہے اور

حُفَّتِ الْجَنَّۃُ بِالْمَکَارِہِ — جنت کو ناگواریوں سے گھیر دیا گیا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ عبادات میں محنت کرنے اور برابر خداوند قدوس کا فرمانبردار رہنے اور حرام خواہشوں سے پرہیز کرنے میں جو نفس کو ناگواری ہوتی ہے اسی ناگواری کے پیچھے جنت ہے ناگواری کو برداشت کرنا جنت میں پہنچنے کا ذریعہ ہے اور برعکس اس کے جو شخص نفس کی خواہشوں کا پابند بن گیا اور

حرام وحلال کے سوال سے بے نیاز ہوگیا تو شہوتیں اور خواہشیں اسے دوزخ میں پہنچا دیں گی۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے:۔

اَلْکَیِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَہٗ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنْ اَتْبَعَ نَفْسَہٗ ھَوَاھَا وَتَمَنّٰی عَلَی اللّٰہِ۔ (ترمذی)	ہوشیار وہ ہے جو اپنے نفس پر قابو کرے اور موت کے بعد کے لئے عمل کرے اور بیوقوف وہ ہے جو اپنے نفس کو خواہشوں کے پیچھے لگائے رہے اور بلا عمل کے اللہ سے امید رکھے

جسے دوزخ سے بچنے اور جنت میں پہنچنے کا فکر ہو دنیا کو آخرت پر ترجیح نہیں دیگا اور جان و مال کو جنت کے مقابلہ میں عزیز نہ جانے گا جتنی نیکیاں کریگا کم سمجھے گا۔ اور اجور را جبہ درجات بڑھانے کے لئے فرائض و نوافل کا اہتمام کریگا۔ درحقیقت آخرت کی فکر ہی نہیں جنت جیسی بے نظیر اور انمول چیز کا یقین ہوتے ہوئے طاعت و عبادت میں کوتاہی کرنا بڑی ناسمجھی ہے۔ سچ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ:۔

مَا رَاَیْتُ مِثْلَ النَّارِ نَامَ ھَارِبُھَا وَلَا مِثْلَ الْجَنَّۃِ نَامَ طَالِبُھَا۔ (ترمذی)	دوزخ جیسی چیزیں نے نہیں دیکھی جس کے (عذاب و مصیبت سے) بھاگ کر بچنے والا سو رہے اور اسی طرح جنت جیسی رغبت اور لذت کی چیز میں نے نہیں دیکھی جس کا طلب گار سوتا رہے۔

مطلب یہ ہے کہ دوزخ کے مصائب و تکالیف کا یقین کرنے پر دوزخ ہی کے کام کرتا چلا جائے اور جنت کی نعمتوں کی رغبت رکھنے والا

غفلت کی نیند سویا کرے اور اعمال صالحہ کی فکر نہ کرے یہ بڑے تعجب کی بات ہے۔ یوں دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں جو سستی کی وجہ سے تکلیفیں اٹھاتے ہیں اور اپنی مرغوبات حاصل کرنے سے محروم ہیں۔ لیکن دوزخ سے بچنے کا ارادہ رکھنے والا غفلت میں پڑا رہے اور جنت کا طالب سستی میں عمر گذار دے یہ بہت زیادہ حیرتناک ہے۔

دنیا کی زندگی ایک سفر ہے جس کی آخری منزل مومن بندوں کے لئے جنت ہے مگر جنت کے لئے محنت کی ضرورت ہے کیونکہ جو چیز جسقدر عمدہ اور بہترین ہوتی ہے اسی قدر بیش قیمت ہوتی ہے۔ حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ:۔

مَنْ خَافَ اَدْلَجَ وَمَنْ اَدْلَجَ بَلَغَ الْمَنْزِلَ اَلَا اِنَّ سِلْعَةَ اللّٰہِ غَالِیَةٌ اَلَا اِنَّ سِلْعَةَ اللّٰہِ الْجَنَّةُ (ترمذی)	جس شخص کو سفر کی دوری اور دشواری سے خطرہ ہو وہ شروع رات ہی میں روانہ ہوجاتا ہے اور جو شخص شروع رات میں روانہ ہوتا ہے منزل کو پہنچ جاتا ہے۔ خبردار اللہ کا سودا مہنگا ہے، خبردار اللہ کا سودا جنت ہے (جس کے خریدار بندے ہیں)

دنیاوی ضرورتوں کے لئے جب کسی اہم سفر پر جانا ہوتا ہے تو کافی پہلے چلدیتے ہیں اور آرام و راحت کو قربان کر کے ٹھیک وقت پر بلکہ وقت سے پہلے منزل کو جا لیتے ہیں مسافر آخرت کو اس سے سبق لینا چاہئے اور نفس کی فرمانبرداری کے بجائے احکام شریعت کی خوب اچھی طرح پابندی کر کے آخرت کے سفر کو زیادہ سے زیادہ کامیاب بنانا چاہئے تاکہ مہنگا سودا یعنی جنت ہاتھ

سے جانے نہ پائے۔ دنیا کے ساز و سامان اور مکان و دوکان پر کتنی رقمیں لگتی ہیں اور کیسی کیسی جوانیاں فنا ہوتی ہیں اور کیسے صحت مند اور تنومند انسان برباد ہوتے ہیں۔ ایک عورت سے نکاح کرنے کے لئے کس قدر خطرات کئے جاتے ہیں اور کتنی دولتیں لٹائی جاتی ہیں جب حقیر دنیا کے لئے دولت و ثروت، صحت و جوانی برباد ہو رہی ہے اور بڑے بڑے مجاہدے کئے جا رہے ہیں، حالانکہ وہ فانی ہے اور اسے چھوڑ کر چلے جانا ہے تو جنت جیسے "دار المقامۃ" کے لئے اور وہاں کی نعمتوں اور لذتوں کی تحصیل کے لئے تو بہت زیادہ جانی و مالی قربانی اور ہمت و محنت کی ضرورت ہے سے

بہر غفلت یہ تری ہستی نہیں ۔۔۔ دیکھ جنت اس قدر سستی نہیں!

رہ گزر دنیا ہے یہ بستی نہیں ۔۔۔ جائے عیش و عشرت و مستی نہیں

(مجذوب)

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

اب ہم اس کتاب کو ختم کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں جس کے فضل و انعام سے یہ کتاب مکمل ہوئی اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ ہمیں اور ہمارے والدین اور ہمارے مشائخ و اساتذہ اور تمام مسلمین و مسلمات کو جنت میں داخل فرما دے اور اس رسالے کو مقبول فرمائے۔

وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

تمت